بہ عون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

قصۂ شیریں بیانی ایں داستان رنگین بیان تصنیف جناب معدن کمالات موفور مرزا رجب علی بیگ سرور یعنی

فسانۂ عجائب

حرف بحرف نظر یافتہ تصرف اخیرہ مصنف مسبوق التوصیف باہتمام سزاوار تحسین و تعریف

در مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ بہزار اہتمام طبع شد

باہتمام کیسری داس سپرنٹنڈنٹ



بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلحمدُ للہ الذی خَلَقَ مِنَ الماءِ بشراً فجعلہٗ نسباً وَّ صِہراً وَّ کانَ رَبُّکَ قدیراً سزاوار حمد وثنا خالق ارض وسما جل وعلی صانع بیچون وچرا ہے جسنے رنگ بے ثباتی سے باین نیرنگی تختۂ چمن دنیا پر نہال گل جزو کل بنایا اور باوجود ترس باغبان وبیم صیاد ولولۂ رنج گل وبلبل کو دیکر دام محبت مین پھنسایا اور عاشق باوفا ومعشوق پُر دغا کو ایک آب وگل سے خمیر کرکے پردۂ غیب سے بعرصۂ شہود لایا ایک خلقت سے دو طرح کا جلوہ دکھایا اور انسان ضعیف البنیان کو اشرف المخلوقات فرمایا جلوۂ حسن بتان نتیجۂ شگفتگی کا بہانہ ہے نالۂ بلبل شیدا گوش گل رعنا کا ترانہ ہے اُسکی نیرنگیون کے مشہور فسانے ہین ہم اُسکی قدرت کاملہ کے دیوانے ہین صفت اُس کی محال ہے زبان اس تقریر سے لال ہے جسکی شان مین مخبر صادق یہ فرمائے دوسرا اِس عہدے سے کب بر آئے ما عرفناک حق معرفتک

نعت سرور کائنات محبوب خدا برگزیدۂ انبیا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بعد حمد خالق جن وبشر حاکم قضا وقدر رشحۂ اقلام طالع سے نعت سید کائنات خلاصۂ موجودات بہترین عالم برگزیدۂ نوع بنی آدم کی ہے جسکے چراغ ہدایت کی روشنی سے تیرہ بخت گم گشتۂ کوچۂ ضلالت راہ راست پر آئے بتوفیق رفیق اور مدارج تحقیق کیا کیا مرتبے بلند پائے اور منحرف کور باطنون کو فہم ناقص کی کجی اور زعم فاسد نے کیسے کیسے روز سیہ دکھائے اُسکے حق مین یہ حکم آیا ہے بچشم غور دیکھو تو اور

کسی نے بھی یہ رتبہ پایا ہے لَوۡلَاکَ لَمَا خَلَقۡتُ الۡاَفۡلَاکَ سرحلقۂ اولین خاتم المرسلین مظہر
صنعت کریم احمد بے میم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ الطاہرین واصحابہ المکرمین وسلم کوئی شاعر
اسکی شان مین کہتا ہے لا اعلم پیش از ہمہ شاہان غیور آمدۂ + ہر چند کہ آخر بظہور آمدۂ + اے ختم رسل
قرب تو معلوم شد + دیر آمدۂ زراہ دور آمدۂ + اس مشت خاک کا کیا فہم وادراک جو شمۂ صفات ذات
بابرکات زبان پر لائے جو عجز نہین نہ در آئے کام زبان ناکامی سے فوراً جل جائے اور منقبت امیر المومنین
امام المتقین یکہ تاز میدان لافتیٰ خلاصۂ مضمون سورۂ ہل اتیٰ یہی کافی ہے جیسے پیمبر نے کہا لحمک لحمی
ودمک دمی علی منی وانا منہ اور مدح اہلبیت رسالت کہ ولا انکی ایمان کی دلیل ہے اور محبت انکی ہر فرد بشر کو
واجب باین حدیث جلیل ہے مثل اہل بیتی کمثل سفینۃ نوح من رکبھا نجیٰ ومن تخلف عنہا غرق وہوے

مذکور شاہ غیور قباد شوکت نوشیروان معدلت غازی الدین حیدر بادشاہ غازی وارث دودمان سعادت



پس از حمد خدا و نعت سرور انبیا لازم و ضرور ہے کہ مدح والی ملک بیان کرے قولہ تعالیٰ اطیعوا اللہ و
اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم اگرچہ صفت شاہ زمان گدا کو بیان کرنا چھوٹا منھ بڑی بات ہے
مگر نام نامی و توصیف ذات گرامی اسکی وسیلۂ توقیر اس تحریر اور مفتاح باب اس پریشان تقریر
کا جانکر شمۂ از شمائل و ذرہ از خورشید فضائل رقم کرتا ہون شاہ کیوان بارگاہ بلند مرتبہ عالیجاہ سرحلقۂ

شاہان والاتبار جم شوکت فریدون فر سلیمان اقتدار کشورگیر ملک ستان خدیو کیہان ابو المظفر
معزالدین شاہ زمن غازی الدین حیدر بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ وایدہ اللہ بالنصر والظفر
جل جلالہ اگر معرکۂ رزم یا صحبت بزم اُسکی انشا کرون صفحۂ دنیا پہ نہ لکھ سکون دم رزم رستم وسام نریمان
مثل پیر زال لرزان اور وقت سخا اورعطاے زر ومال حاتم کے ہاتھ مین کاسۂ سوال بزم طرب مین
زہرۂ مشتری سرگرم نغمہ پردازی وعربدہ سازی ہنگام عتاب وخشم مریخ مستعد جلادی بیدادی
یہ ادنی عنایت ہے **بیت** چنان بموسم سرما دوشالہا بخشید + کہ گرم شد ہمہ بنگالہ سرد شد کشمیر + بسکہ
سحاب بخشش اُس بحر عطا کا روز وشب مزرعۂ دہر پہ بارش رکھتا ہے شہر مین سالہا کان مشتاق
سائل کی صدا کا اور دیدہ ندیدہ صورت گدا کا عدل یہ کہ ہاتھی چیونٹی سے ڈرتا ہے شیر بکری
کی اطاعت کا دم بھرتا ہے بچشم اُسکے عہد دولت مین ہزارون نے دیکھا بکری شیر کے بچے
کو دودھ پلاتی تھی کنار مین شفقت سے سلاتی تھی باز تیز پرواز بچۂ کنجشک کا دمساز اور نگہبان
بلی کی عادت جبلی یہ کہ کبوتر سے ہراسان دونون دل اندوہناک روزن ہر خانہ سے مسدود
شحنہ و داروغہ بندی فساد کو موجود اللہ تعالی اُس اُمیدگاہ عالم وعالمیان کو اپنے حفظ وامان
مین سلامت رکھے دولتخواہ اُس والاجاہ کے بعیش وشادی مدام اور دشمن روسیاہ برنج نامرادی
گرفتار آلام رہین بحق رب ذوالمنن بتصدق پنجتن

بیان مؤلف دربارۂ لکھنؤ وذکر صنعت مردمان خجستہ وتذکرہ ہر صاحب علم وکمال علی قدر حال ونمود مکانات شہر

یہ ہیچمدان محرر داستان مقلد گذشتگان سراپا قصور رجب علی بیگ تخلص سرور متوطن جا ل
خطۂ بینظیر دلپذیر رشک گلشن جنان مسکن حور وغلمان جاے مردم خیز باشندے یہان کے ذکی
فہیم عقل کے تیز اگر دیدۂ انصاف ونظر غور سے اس شہر کو دیکھے تو جہان کی دید کی حسرت نہ رہے
آنکھ بند کرلے **شعر** سنا رضوان بھی جس کا خوشہ چین ہے + وہ بیشک لکھنؤ کی سرزمین ہے سبحان اللہ
وبحمدہ عجب شہر گلزار ہے ہر گلی کوچہ دلچسپ باغ وبہار ہے ہر شخص اپنے طور پر باوضع قطعہ دار ہے
دورویہ بازار کس انداز کا ہے ہر دوکان مین سرمایۂ ناز ونیاز کا ہے ہر چند ہر محلے مین جہان کا
ساز وسامان مہیا ہے پر اکبری دروازے سے جلوخانے اور پکے پل تک کہ صراط مستقیم ہے کیا جلسہ ہے

نان بائی خوش سلیقہ شیرمال کباب نان نہاری جہان کی نعمت اس آبداری کی جسکی بو باس
سے دل طاقت پائے دماغ معطر ہوجائے فرشتہ گذرے تو سونگھے کیسا ہی سیر ہو ذرا نہ دیر ہو دیکھے سے
بھوک لگ آئے وہ سرخ سرخ پیاز سے نہاری کا بگھار رسیلی جھنکار شیرمال شیرمال شرف کے رنگ
کی خستہ بھربھری ایک بار کھائے نان نعمت کا مزہ پائے تمام عمر ہونٹ چاٹتا رہ جائے کباب
اس آب وتاب کے کہ مرغ و ماہی کا دل سیخ آہ پر حسرت محرومی سے کباب ادرک کا لچھا میان
خیراللہ کی دوکان کا بال سے باریک کترا ہاضم نایاب حسینی کے حلوا سوہن پر عجیب جوبن اسکی
شیرینی کی گفتگو مین لب بند جہان کو پسند پڑی دبیز لبھی لبسائی لذیذ ہونٹ سے کھائے دانت
کا اس پر تمام عمر دانت رہے دانت لگانے کی نوبت نہ آئے جوزی خوب حبشی اہل ہند کو مرغوب
دودھیا شیرخوارہ نوش کرجائے ہر کنجڑن کی وہ تیکھی چتون آدمی صورت دیکھتا رہے رعب حسن
سے بات نہ کر سکے سن کر زمین پر پڑا د سرو قامت رشک شمشاد دوکانون مین انواع واقسام
کے میوے قرینے سے چنے روزمرے محاورے انکے دیکھے نہ سنے کبھی کوئی پکار اٹھی میان ٹکے کو
ڈھیر لگا دیا ہے کوئی موزون طبیعت یہ فقرہ سناتی مزہ انگور کا ہے زنگترون مین کسی طرف یہ
صدا آتی ہے گنڈیریان ہین پونڈے کی ایک طرف تنبولی سرخروئی سے یہ رمز کنایہ کرتے بولی
ٹھولی مین چبا چبا کر ہر دم یہ دم بھرے نکھٹی کا منھ کالا ہو باگر دکر ڈالا عبیر ہے نہ گلال
ہے کتھے چونے سے ادھی مین ملکھڑا لال ہے کلیون مین گجر دم یہ آواز آتی ہے شیرمال ہے
گھی اور دودھ کی مفلس کا دل آچاٹ ہے ٹکون کی چاٹ ہے کدھر لینے والے ہین تمش کی
قفلیان اور کھیر کے پیالے ہین کیا خوب بھنے بھربھرے ہین چنے پر گل اور رقم مرے ہین جیٹھ بیساکھ
کی وہ گرمی جس مین چیل انڈا چھوڑتی ہو دو پیسے کو برف کی قفلی جمی دو کھائے بدن تھرائے
زیادہ ہو کا کرے لقوے فالج مین مرے سر جوک ہمیشہ شانے سے شانہ چھلا نسیم وصبا کو
سیدھا رستہ نہ ملا شیخ کوئی کی مٹھائی جسنے کھائی جہان کی شیرینی سے دل کھٹا ہوا بنارس کا
کھجلا بھولا متھرا کے پیڑے کا ٹھٹھا ہوا ابرقی کی نفاست بو باس در درا پٹ نقرئی ورق کا جوبن
کسی اور شہر کا رکابدار اگر دیکھ پائے یا ذائقہ لب پر آئے زندگی تلخ ہو ہاتھ کاٹ کاٹ کر کھائے
امرتی مسلسل کا ہر پیچ ذائقہ کو پیچ و تاب دیتا یاقوتی مفرح کا مزہ جب منھ مین کھا اصل تو یہ ہے عسل مصفے

جنت کی نہر کا حلق سے اُترا پراچیون کی گلی کی کھجور لذت ٹپکتی ذائقے مین جو بہتر از انگور نہایت
آب و تاب ہم خرما و ہم ثواب بالائی لورا کی دوکان پر جب نظر آئی بے قند و شکر شکر نور علی نور
کہنہ چھری سے کاٹ کر کھائی مداریے حقے وہ ایجاد ہوئے کسگر ایسے اُستاد ہوئے کہ جب تڑاقا
اُنکا سنا پیچوان کا دم بند ہوا پچھانا کا تمباکو مشک و عنبر کی خوشبو جسنے ایک گھونٹ کھینچا اُسی کا
دم بھرنے لگا علی الخصوص مرد تماش بین کے واسطے یہ شہر خراد ہے یہان ہر فن کا اُستاد ہے سکڑون
گھامڑ بدشکل کندۂ ناتراش اطراف و جوانب سے آ ہفتے عشرے مین چھیل چھلا وضعدار ہو گئے
جب ابو تراب خان کے کٹرے مین جا میان خیراتی سے کسی کی خیرات مین خط بنوایا بارہ برس کے
سن کا گالون سے مزہ آیا جا بجا پھر کھونٹی ٹٹولی پتا نپایا کاتب قدرت کا لکھا مٹاتا ہے ایسا خط
بناتا ہے سید حسین خان کے دروازے پر عبداللہ عطر فروش کی دوکان جائے نشست ہر وضعدار
جوان ہے دو پیسے مین بیلے چنبیلی کا تیل ریل پیل فتنہ برپا کرنے والا ایسا ملا کہ سُہاگ کا عطر
گرد ہوا جونپور سے دل سرد ہوا عطر کی روئی رکھی کان مین پھر جا بیٹھا کسی افیونی کی دکان مین
سفید سفید چینی کی پیالیان خوبصورت رنگتین نرالیان افیون فیض آبادی لالے کی وہ رنگین
جسنے تریاک مصر کے نشے کرکرے کیے زیادہ پی جانے والون کو جان کے لالے ہوئے ایسے متوالے
ہوئے جھمکڑا بادۂ ارغوانی و زعفرانی کا پیدا تعدیل ذائقہ کو فرنی کے خوانچے نقرئی ورق جمے
پستے کی ہوائی چھڑکی ہوئی مہیا چسکی پی ایک دم کے بعد دم حقے کا کھینچا آنکھون مین سرور
موجود ہوا وہان سے بڑھا کان مین آواز آئی بیلے کے ہار مین شوقین البیلے کو مین لے چلا جب
فرنگی محل کے میلے کو جب یہ سج بنی بگڑا پنجون کے بل چلا یہ پھولا کہ وطن کی چال ڈھال راہ و رسم
بھولا اکثر باہر سے آ یہ درجہ بنا جونپور کے قاضی ہونے کو مفتی مین راضی ہو گئے برسات کا اگر موسم
ہے شہر کا یہ عالم ہے اِدھر مینہ برسا پانی جا بجا بہ گیا گلی کوچہ صاف رہ گیا ساون بھادون مین روزری
جوتا پہنکر پھر لیے کیچڑ تو کیا مٹی نہ بھرے فصل بہار کی صنعت پروردگار کی قدرت رضوان جسکا شائق
دیکھنے کے لائق روز عیش باغ مین تماشے کا میلا ہر وقت چمن کا جلسہ موتی جھیل کا پانی چشمۂ زندگانی
کی آب و تاب دکھاتا پیاسون کا دل لہراتا سڑک کے درختون کی فضا جدا کھچا ہوا جس مین مارتا ہار سنگار
کے جنگل مین لوگون کا جمگھٹا رنگا رنگ کی پوشاک آپس کی جھانک تاک تختۂ لالۂ نافرمان جسپر قربان

بند ہائے خاص کی سبکروی خرام ناز ہر قدم پر کبک دری چال بھول کر جبین نیاز رگڑتی شاخ
سرو اُنکے روبرو نہ اکڑتی شائق ہزار در ہزار شمع پر پروانون کا عالم غول کے غول باہم آم کے
درختون مین ٹپکا لگا خاص جھولا مین پڑا جھولنے والون پر دل ٹپکا پڑتا محبت کے پینگ بڑھے
دیکھنے والے درد دو بڑھتے باغ مین کوئل پپیہے مور کا شور جھولے پر گھٹا رہی اودھی گنگھور ساون
بھادون کے جھالے وہ رنگین جھولنے والے دشت غربت مین یہ جلسہ جو یاد آجاتا ہے دل پاش پاش
ہوجاتا ہے کلیجہ منھ کو آتا ہے نہ کہ کانپور کی برسات ہیہات ہیہات دخل کیا دروازے سے باہر
قدم دھرے اور پھسل نہ پڑے گلی مین پاؤن رکھا کیچڑ کا چھپکا سر پر پہونچا دو اس فصل مین ہم نہ دیکھے
گر چلے کے پھنسے اور جنھین سواری کا مقدور نہین دخل کیا جو وہ جائین کہین اُنکے حق مین برسات
حوالات گھر جیلخانہ نہ کہین جانا نہ آنا اگر خواب مین کہین نکل گئے تو چونک پڑے کہ پھسل گئے اور جو بازاری
کاروباری ہین اُن کا یہ نقشہ دیکھا ہاتھ مین جوتیان پائنچا چڑھا کیچڑ مین لت پت یہان گرے وہان
گرے خدا خدا کر جیتے گھر پھرے اور جو شیخی کے مارے ننگے پاؤن نہ نکلے تو شعر دیکھی ہے یہ ہم اس نگر مین
جوتا ہے گلی مین آپ گھر مین × پھر بر سر مطلب آیا خاص بازار کہ شہر وسیع و خوش قطع ہے اُسکے
نقشے سے مانی و بہزاد نے خار کھایا شبیہ کشی تو کیا خاکہ خاک نہ کھینچا ہاتھ تھرایا کوٹھیان فرح بخش
و دلکشا برج ہر ایک جہان نما سلطان منزل اور استری منجن نشاط افزا تو یہ شکن انسان کو دیکھکر
سکتہ ہو جائے کام اُنکا وہم و قیاس مین نہ آئے سر راہ کی بارہ دری جو اہرسے جڑی پری کی
کی صورت کی قریب نہر جاری تکلف کی تیاری پائین باغ اُس کا جس نے دیکھا باغ ارم سمجھا
سوسن صفت ہزار زبانین ہم پہونچین تعریف نکر سکا گونگے کا سپنا ہوا رومی دروازہ اس رفعت
وشان کا ہے گذرگاہ ایک جہان کا ہے اگر اُس پر چڑھ جائے بام فلک پست معلوم ہو فرشتون
کا مشورہ کان مین آئے سپہر اولین اُسکی زمین ہے شش جہت مین دوسرا نہین ہے۔ مسجد
انتخاب ہے امام باڑہ لاجواب ہے مقبرے عالیشان وہ نادر مکان کہ فلک بدیدۂ انجم نگران
اُنکے نظیر کی جستجو مین مشعل مہ و خورشید روز و شب روشن کیے کو بکو سرگردان ہے اگر پاؤن پھیلانے
کی جگہ اُن مین ہاتھ آئے سرو ست مرجانے کو جی چاہے گومتی کے انداز سے نہر کی کیفیت
نظر آتی ہے طبیعت لہراتی ہے دو رویہ آبادی عمارت کہین رمنے کسی جا باغ ہے صبح و شام

وہ بہار نظر آتی ہے کہ شام اودھ اور بنارس کی سحر بھول جاتی ہے شہر نفیس مجمع رئیس ہر فن
کا کامل یہان حاصل ہے خوشنویس حافظ ابراہیم صاحب سا اس قطع کا قطعہ لکھا جو میر علی یا
آغا جیتے ہوتے اپنے لکھے کو روتے اشک حسرت سے وصلیان دھوتے مرزائی صاحب کا یہ چال
تھا کہ کوئی پوچھ آنکھا انکی نظر چڑھ جاتا نیر بیر بریز بریز کہتا یاقوت رقم ہیرا کھاتا مرثیہ خوان جناب میر علی محمد
صاحب نے وہ طرز نو مرثیہ خوانی کا ایجاد کیا کہ چرخ کہن نے مسلم الثبوت استاد کیا علم موسیقی مین
یہ کمال بہم پہونچایا اس طرح کا دھرپت خیال ٹپہ گایا اور بتایا کہ کبھی کسی نائک کے وہم و خیال
مین نہ آیا تھا ایک رنگین احاطہ کھینچا ہے جو اسمین آیا پھولا پھلا وہ انکا پیرو ہوا اور جسنے ڈھنگ
جدا کیا وہ ٹکسال باہر بدرنگ ہوا اگر تان سین جیتا ہوتا انکے نام پر کان پکڑتا بھیک مانگ کھاتا
مگر نہ گاتا ہزارون شاگرد جگت استاد ہوا مولوی سب مین بربزاد ہوا میر و تمکین حسین علیخان بلبل ہزار داستان
خوش الحان مرثیہ گو بے نظیر بیان دلگیر صاف باطن نیک ضمیر خلیق فصیح مرد مسکین مکروہات زمانہ سے کبھی
افسردہ نہ دیکھا اللہ کے کرم سے ناظم خوب دبیر مرغوب سکندر طالع بصورت گدا بار احسان اہل دول کا نہ اٹھایا
عرصۂ قلیل مین مرثیہ سلام کا دیوان کثیر فرمایا طبیب ہر ایک مسیحائی کرتا ہے قم باذنی کا دم بھرتا ہے
جسے دیکھا بقراط سقراط جالینوس زمان ہے اس معنی مین یہ خطہ رشک زمین یونان ہے میرک جان صاحب نفنا
پیرنے کے فن سے ایسے آشنا ہوے کہ وہم بحر پر سرگرم شنا ہوے شاعر زباندار ایسے کہ عرفی اور خاقانی
کی غلطی بتائی فردوسی و انوری کی یاد بھلائی شیخ امام بخش ناسخ نے یہ ہندی کی چندی کی اور روزمرہ
کو ایسا فصیح و بلیغ کیا کہ کلام سابقین منسوخ ہوا فصحاے شیراز و اصفہان اس سیف زبان کا لوہا
مان گئے اپنے تئین منفعل ہوے اس زبان کا حسن جان گئے زمین شعر کو آسمان پر پہونچایا سیکڑون
کو استاد بنایا خواجہ حیدر علی آتش کی آتش بیانی شرر افشانی سے دل جلون کے سینے مین سوز و گداز
ہے مرد قانع شاعر ممتاز ہے فرنگی محل کا حال کیا لکھون کہان زبان و دست کا یارا جو شمہ لکھا
مولوی فاضل عدیم المثال ہر شخص جمیع علوم کا استاد کتب درسی ابتدا سے انتہا تک یاد منقول
و معقول مین کوئی دقیقہ باقی نہ رہا ریاضی کے ریاض سے آسمان کو زمین کر دیا مولوی انوار
کا پرتو فیض جہان مین روشن مولوی مبین ذوربین سراج انجمن مولوی ظہور اللہ سبحان اللہ
ایسے فقیہ محقق کہان ہوتے ہین یہی لوگ نادر الزمان ہوتے ہین ادھر رکن دین بلکہ میر سید محمد مجتہد

مستند مرزا کاظم علی متقی اخوند محمد رضا رضاے خدا کا جویا حامل قرآن ہمہ دان کسی علم مین عاری نہین
روے زمین پر آقا محمد تبریزی سا قاری نہین مگر وہ جو مثل ہے نیک اندر بد بیر اصل ہے لب معشوق
مولویون سے وہ رنڈیان پری شمائل زہرہ پیکر مشتری خصائل اس ناز و انداز سحر کرامات غمزہ عشوہ
ادا گات بانکی کہ ہاروت و ماروت توکیا معاذ اللہ اگر سب فرشتے عرش سے فرش خاک پر آئین انکی
چاہ مین لکھنؤ کے کنوئین بھر جائین گھڑی بھر اُنسے زانو بزانو بیٹھے تو بنصوحا توڑے اُنکا دروازہ نہ چھوڑے
بولی ٹھٹھول آن پر نثار ہے ہر ایک حور کردار ہے خوش مزاج مردم شناس روزمرہ شستہ دم تقریر مزہ دیتا
اس کوچہ کے فیض سے انسان آدمیت بہم پہونچاتا ہے تراش خراش اثر صحبت سے کچھ کا کچھ ہو جاتا
ہے کلاونت قوال ہمشیان چھجو خان غلام رسول سب کو موسیقی مین کمال حصول شوری کی منھ زوری
کی دھوم ہے ٹپے کا موجد ہوا سب کو معلوم ہے بخشو اور سلاری نے طبلہ ایسا بجایا کہ پکھاوج کو شرمایا
پتنگ ایسا بنایا ایسا لڑا کہ نزدیک و دور مشہور رہے ستر پچھتر تار ڈور کا پتنگ خیراتی یا جھنگا کے ہاتھ کا
لڑائی کی گھات کا رستم کی عافیت تنگ کرنے والا منحنی ہاتھ پاؤن پر مولوی عمدو نے ایسا لڑایا عمدہ
اتنا بڑھایا کہ کروبیون سے عبادت چھوٹی دوڑ دوڑ کر ڈور لوٹی آنکھ بچا کر بیٹا توڑا فرشتے خان کا پتنگ
نہ چھوڑا امردان بیگ مانجھا دینے والا دیکھا نہ سنا غرضکہ جو چیزین یہان نئی بنین اور ایجاد طبیعت
سے کاریگرون نے نکالین سلف سے آج تک نہ ہوئی تھین او گی زردوزی ایسی بنی ایسی باریکی چھنی کہ
باہر بندوا اسکے پہنے جو بائین بجاے جیغہ و سرپیچ سر پر لگائین جوتا خرد نوک کا بر علی نے اس نوک
جھونک کا بنایا کہ جہان کو پسند آیا آرام پائی جس کے ہاتھ آئی دل نے چین پایا چالیس سال
دیکھ بھال کی ایسا شہر یہ لوگ نظر سے نہ گذرے اور تو اور شہدا پیر بخارا کا تماشا سید الشہدا کا شیدا
برس روز مین جو پیدا کیا عشرہ محرم مین محتاجون کو نذر حسین کھلا دیا یہ یکرنگی مزاج مین سمائی تمام سن
جوا کھیلا دوے کے داؤن پر اوجھی نہ لگائی اکیروپیہ ہوا خواہ سو کھو دیا پو سیکڑون داؤن منجھے لیے منھ
سے نہ پیچے گئے وہان بھی ایک چوک لگا رہتا ہے آدمی کے چھکے چھوٹ جاتے ہین جب وہ لوگ نظر
آتے ہین مشائخ فقیرون کے مزار خوب خواب راحت مین آسودہ سالک مجذوب شاہ مینا شاہ پیر محمد شاہ
خیر واحد ایک سے ایک سبحان اللہ ظاہر مردہ حقیقت مین جیتے ہین اشیاے لطیف کھاتے پیتے ہین مولوی عبدالرحمن
برگزیدہ یزدان عالم باعمل درویش اکمل خواجہ باسط اور میر نصیر الدین کا عدیل نہ نظیر خواجہ حسین حسن سرگردہ

انجمن طبیعت بسکہ مصروف باختصار ہے ایک ایک فقرہ لکھا وگرنہ ان بزرگوارون کی صفت مین
کتابین تحریر کرے تو بجا ہے **شعر** کار دنیا کسے **تمام** نکرد + ہرچہ گیرید مختصر گیرید + اسپر عمل کیا منصف بنے
انصاف طلب ہین ہٹ دھرم سے کیا کہین جھوٹے کے روبرو سچا رو دیتا ہے بالفرض معترض کہے
یہ لوگ کہان کے تھے تو یہ جواب شافی کافی ہے کہ یہ شہر ایسا تھا جیتے جی یہان سے نہ نکلے مر گئے
پر یہین رہے اور یون تو **مصرع** کس نگوید کہ دروغ من ترش است + جو گفتگو لکھنؤ مین کو بکو ہے کسی نے
کبھی سنی ہو سنائے لکھی دیکھی ہو دکھائے عہد دولت بابر شاہ سے تا سلطنت اکبر ثانی کہ مثل مشہور
ہے نہ چولھے مین آگ نہ گھڑے مین پانی دہلی کی آبادی ویران تھی سب بادشاہون کے عصر کے
روزمرے لہجے اُردوے معلی کی فصاحت تصنیف شعرا سے معلوم ہوئی یہ لطافت اور فصاحت
وبلاغت کبھی نہ تھی نہ ابتک وہان ہے قطع نظر اس سے لوگ اس خلقت کے گرہ سے
کھوئین اور جلسہ کرین چنانچہ ایک بندے کے شفیق جگت آشنا مرزا محمد رضا مجمع خوبی از پا تا فرق
تخلص برق فی الحقیقت کلام بلاغت نظام اُن کا صاعقۂ خرمن ہستی حاسد ہے بھائی بند
شاعرون کا بازار اُنکے روبرو کاسد ہے جوان خوشرو بہادر آشنائے بامزہ نیکخو شب ماہ صحبت
مشاعرہ بدولتخانہ مرزا معین ہے رئیس میر صغیر وکبیر تشریف لاتے ہین اُس مکان وسیع مین
آدمیون کی کثرت سے جگہ کی قلت ہوتی ہے ہوا کشمکش سے بار پاتی ہے جب پنکھے کی سعی اُٹھاتی ہے
سخن سنج بیرنج خوش گو نازک فہم باریک بین نیکخو جمع ہوتے ہین لوگ اُنسے وہ لوگون سے حظ اُٹھاتے
ہین تلامذہ مرزاے ممدوح خدمت کو حاضر کورے کورے مدارے دمبدم گلوریان ورق لگی کتھا بسا
چونا سنگ مرمر کا متواتر قبل از غزل خوانی افیون کا چرچا ہو جاتا ہے کوئی پیتا ہے کوئی کھاتا ہے
اگر چاہ کسی کو چاے کی ہوئی دودھ پینے بچے تک کو شیر چاے موجود کردی ہمیشہ صبح اُس شام کے
جلسے کی ہو جاتی ہے طبیعت نہین گھبراتی ہے گھر جانے والون کو صدائے مرغ سحر ندائے اللہ اکبر آتی
ہے ہرچند سب لوگ یہان کے فہم ہین مگر یہ بزرگوار زینت شہر ہین اور لکھنؤ کے جیسے بازاری ہین
کسی شہر کے ایسے ہفت ہزاری ہین دلال مرفہ حال خوش پوشاک چمکے جمکائے اور ململون کے
سیٹھ کروڑپتی گاڑھے مین لنگوٹی یا دھوتی جب بڑا تکلف کیا گاڑھے کا مرزائی پہن لیا کلمۂ حق کہنے والے
کا مدار دار پر ہوتا ہے منصور نگر اُسکا محلہ ہے یہ نکتہ بگوش دل وجان سن الحق مرّ حاسدون کے

خوف سے یہ تذکرہ مختصر کیا اگر زیادہ لکھتا قصہ ہوتا کوتاہ بین لکھنؤ کے نام سے چڑ جاتے ہین رشک
کھاتے ہین افترا پردازی کرتے ہین جل مرتے ہین اچھے آغاز کا انجام بخیر ہوتا ہے اللہ تعالے
مشقت کسی کی بیکار نہین کھوتا ہے یہ فسانہ بعہد دولت شاہ غازی الدین حیدر شروع ہوا تھا اور
تمام بعصر سلطان بن سلطان ابو النصر نصیر الدین حیدر دام ملکہ ہوا اللہ اللہ یہ عجیب شاہ جمجاہ اریکہ نشین ہوا
کہ حاتم کا نام صفحۂ سخا سے مثل حرف غلط مٹا دیا فقیرون کو امیر بنا دیا عیش و نشاط کی طرف طبیعت جو آئی
ایک ایک کوٹھی کنجڑن ہفت ہزاریون سے اعلی بنائی محمد شاہ کی گور تھرائی شہزادیون کو کھاریون پر رشک
آیا خواصون کو صاحب نوبت کیا چنڈول سکھپال مین چڑھایا ہزار بارہ سو جلسے والی جو روش پرتو کردا
کبک رفتار نغز گفتار راز پاتا فرق دریاے جواہر مین غرق دست بستہ روبرو کھڑی رہی جہان کی نعمت
انکے سامنے پڑی رہی اصیلون کو کرورون روپے دیے پیش خدمتون نے بادشاہت کے چین
کیے قدسیہ محل پر طبیعت جو آئی معاً رفعت و شان فلک ہفتم پر پہونچائی کئی کرور روپے اُس منظور نظر
نے صرف کیے خزانے خالی کر محتاجون کے گھر بھر دیے ہر وقت راجہ اندر کا جلسہ رہا نہرون مین عطر
بہا مکان اسطرح کے بنوائے کہ فلک گردان نے صدقے ہو کر چکر کھائے اندر اس گلشن ارم کہ
ایسا باغ اور اس طرح کی کوٹھی چشم و گوش عالم نے دیکھی نہ سنی دوازدہ امام کی درگاہ ایسی بنائی کہ
چرخ گردان کو خواب مین نظر نہ آئی اندر اسکے مین عطر کا حوض چھلکتا رہا تمام شہر مہکتا رہا مغلانیون
نے گوٹے کناری کی کترنون سے چاندی سونے کے محل اٹھالے خاصے والیون نے لونگ الائچی زعفران
کے اپنے گھرون مین خاصے ڈھیر لگالے مکّا خیاط مال دنیا سے مالامال ہے استغنا کا دم بھرتا ہے سینا
تو کیا ٹانکا کم بھرتا ہے بجز غم حسینؑ شہریار کو اندوہ و غم نہین کون ہے جو اس زمانے مین شاد و خرم نہین
اربعین تک عزاداری ہوتی ہے خلق خدا ماتم حسینؑ مین روتی ہے لاکھون روپیہ اس راہ مین
صرف ہوتا ہے چالیس شب نہین سوتا ہے تخم عمل نیک مزرعۂ آخرت مین بوتا ہے روز تولد ہر امام
و شب وفات جگر بندان خیر الانام لاکھ لاکھ روپے کا صرف ہے اسکی ہمت کے آگے فیاضان
گذشتہ پر حرف ہے حسن صورت و شوکت و حشمت جاہ و ثروت جتنی دنیا کی خوبیان ہین اللہ نے
سب دی ہین ہر شب شب برات روز عیدین کی ہین سیر دریا کی دفعتہً جو لہر آئی گنگا سے نہر منگائی
اسمین بھی غربا نہال کارندے مالامال ہو گئے بسکہ خامۂ مولف اختصار رقم ہے جتنا اُس کے

صفت مین لکھے بہت کم ہے لہذا اس غزل پر اختتام کیا یہ جملہ تمام کیا

تصویر نصیر الدین حیدر بادشاہ



غزل

تا ابد قائم رہے فرمان روائے لکھنو
یہ نصیر الدین حیدر بادشاے لکھنو

گو ملے جنت بھی رہنے کو بجائے لکھنو
چونک اُٹھتا ہون مین ہر دم کہکے ہاے لکھنو

رشک کھا کھا گو فلک مجھسے چھڑائے لکھنو
تب مین جانون دل سے جب میرے بھلاے لکھنو

یا تو ہم پھرتے تھے اُن مین یا ہوا یہ انقلاب
پھرتے ہین آنکھونمین ہر دم کوچہ ہاے لکھنو

اُنکی استغنا سے کیا کیا آرزو کرتی ہے رشک
جام جم پر تُف نہین کرتے گداے لکھنو

کیون گمانِ زاغ بُلبُل کے ترانے پر نہو
یاد آجائین جو وہ نغمہ سراے لکھنو

ہر محلے سے بچا ناجی ہے عیسیٰ کو مُحال
چھوڑتے جیتا نہین معجز نماے لکھنو

جن و انس و وحش و طائر کیون نہ سب محکوم ہون
ہے سُلیمان ان دنون فرمانرواے لکھنو

دشتِ غربت مین کیا برباد وحشت نے تو کیا
دل سے اُڑتی ہے کوئی آپنے ہواے لکھنو

یہ رہے آباد یارب تا بدورِ مشتری
مین کہین ہون مانگتا ہون پر دعاے لکھنو

بلبلِ شیراز کو ہے رشک ناسخ کا سُرور	اصفہان اُسنے کیے ہین کوچہ ہاے لکھنؤ

آلہی بحرمت سید ابرار احمد مختار و بتصدق ائمۂ اطہار لکھنؤ کو آباد رکھ و والی ملک کو یہان کے
کارفرما رعیت پرور مسند حکومت پر دل شاد رکھ جب تک گنگا جمنا مین پانی ہے یہ خطۂ دلچسپ
فرح افزا آباد ہے **فرد** آلہی لکھنؤ بستا رہے دورِ قیامت تک + سرورِ دشت پیما کا کبھی وہ شہر مسکن تھا
اور مقلدی مین یہان کے لوگ صاحب کمال ہین باریک بین دقیقہ رس زود فہم نازک خیال
ہین یہ عجب ان صاحبون کا لیکھا ہے مقلدی مین موجد سے بہتر ہوجاتے اُنھین کو دیکھا ہے اس شہر
مین کئی مطبع سنگی ہین نمونۂ نیرنگی ہین لیکن ایک ہمارے عنایت فرما ہین جناب میر حسن صاحب
صاحب حسن و جمال جوان خوش رو صاحب باطن حمیدہ خصال حسن خلق اُنکا خلق مین مشہور ہے
عُجب و نخوت اُنکے نزدیک سے دور ہے موسم شباب ہے چہرے پر جوانی کی آب و تاب ہے بیت ابرو
کاکل مشکبو صفحۂ رخسار گل بہار از سرتا پا ہر شے دیوان وجاہت مین انتخاب ہے محمود نگر مین اُنکا چھاپہ خانہ
جدید ہے عیاذاً باللہ پھولا گلشن بے خزان ہے کہ دیدہ نہ شنیدہ ہے عقل دنگ ہے کارخانہ کیا ہے تختۂ
ارژنگ ہے ایک سمت خوشنویس ثانی آغا و میر ہفت قلم ایک طرف فاضل صاحب رسوخ تدریس ایک
بے نظیر شیر و شکر کی طرح باہم ایک جا ولایتی کل جسے دیکھکر جی بیکل ہوگیا ہے کیسا ہی جوان قوی ہیکل ہو اگر
چاہے پہاڑ اُٹھائے مگر ایک کاپی مین ہاتھ کانپے کیا دخل ہے جو بے دریافت دس فرمے نکالے اُس کی
ہر کمانی کو اگر کارمانی کہون بدگمانی ہے بہزاد کی عقل کو حیرانی ہے پرنے پرنے پر جلا ہے جو صفحہ ہے
ید سحر کا ڈھلا ہے کہین پتھر صاف صاف شفاف جنکے سنگ کا فرسنگون نظر نہ آئے مردم دیدہ
اگر اُسکی صفا کو نظر بند کرین آنکھ پھسل جائے ہر پتھر ہمسنگ کوہ طور ہے کسی پر جلی لکھا کوئی قلم
سے مسطور ہے کاریگر ہر ایک سرگرم فرمانروائی ہے کتب کہن از سر نو زندہ ہوتی ہین ثبوت اعجاز
مسیحائی ہے سبکدست چست و چالاک اُستاد ہین طبع بلند اُنکا مطبوع دلپسند اپنے کام مین
ذی استعداد ہین بے لن ترانی کہتا ہون نئی تشبیہ ہاتھ آئی ہے بیلن کی سیاہی ہین صاف کیفیت
روشنائی ہے فریم ہر ایک مُرقع کی تصویر ہے لکھا مٹتا نہین گویا خط تقدیر ہے الٰہی جبتک فلک
کی کل چلتی رہے اور خانۂ چرخ زنگاری رہے یہ کارفرما سلامت رہے کارخانہ جاری رہے بندۂ کمترین
تلامذہ اور خوشہ چین خرمن سخن جناب قبلہ اُستاد شاگرد نواز معزز و ممتاز مجمع فضل و کمال

نیک سیرت فرخندہ خصال خرد آگاہ دانش آموز و یادگار جناب میر سوز عرفی عصر سعدی زمان لسان الملک انوری و خاقانی نوازش حسین خان صاحب عرف مرزا خاقانی تخلص نوازش کا ہے حقیقت حال یہ مقام ہے کہ طرز ریختہ اور روزمرہ اردو کا انپر اختتام ہے شعر انکے واسطے وہ شعر کی خاطر موضوع ہین کہنے کے علاوہ پڑھنے کا یہ رنگ ڈھنگ ہے اگر طفل مکتب کا شعر زبان معجز بیان سے ارشاد کرین فیض دہن تاثیر بیان سے پسند طبع سحبان وائل ہو فی زماننا تو کیا سابقین جو موجد کلام کوس لمن الملکی بجاتے تھے انکے دیوانون مین دس پانچ شعر تناسب لفظی یا صنائع بدائع کے ہونگے وہ انپر نازان تھے اور متاخرین فخریہ سند گردانتے ہین لہذا جس شخص کو فہم کامل یا اس فن مین مرتبہ کمال حاصل ہوا اور طبع عالی ہو آپکا دیوان بچشم انصاف بنظر غور سے دیکھے کوئی غزل نہو گی جو ان کیفیتون سے خالی ہو ہر مصرع گواہ ہزار صنعت ہر شعر شاہد لاکھ صفت مطلع سے مقطع تک ہر غزل پری کی صورت اکثر اشعار آپ کے تبرکاً و تیمناً بطریق یادگار بندے نے لکھے ہین جہان لفظ استاد ہے وہ آپ کا شعر ہے یاد رہے

باعث تحریر اجزاے پریشان و سرگذشت مجمع دوستان بتکلف ناب مجنون کا بنیاد داستان مرغوب کا

حسب اتفاق ایک روز مع چند دوست صادق و محبان صفا کیش و موافق باہم بیٹھا تھا گرنیرنگی زمانہ ناہنجار و کجروی فلک سفلہ پرور دون نواز جفا شعار سے سب دل حزین و نزار اور ہجوم اندوہ و یاس سے اور حرمان و افکار سے کہ ہر دم یہ پاس تھے دل گرفتہ سینہ ریش اور اداس تھے انھون نے کہا شعبدہ بازی چرخ مکار از آدم تا ایندم یون ہی چلی آئی ہے اور تفرقہ پردازی اسکی سواے رنج و محن زیادہ مشہور ہی یہ اور جدائی ہے اب یہی غنیمت جانیے اور لازم ہے کہ اسکا بھی احسان مانیے کہ تم ہم اس دم باہم تو بیٹھے ہین استاد جو ہم تم پاس بیٹھے ہین سنو یہ دم غنیمت ہی + یہ ہنسنا بولنا رہجائے تو کیا کم غنیمت ہی اور واقعی ہے اگر شدت رنج و الم مین دوست صادق یار موافق ہمنشین ہو تو الم خیال مین نہین آتا ہے اور صحبت غیر جنس مین اگر تخت سلطنت میسر آئے تو تختہ تابوت کی طرح کاٹے کھاتا ہے سعدی

پاے در زنجیر پیش دوستان + بہ کہ با بیگانگان در بوستان + لیکن زمانے کی عادت یہی ہے کہ باوجود کثرت غم و شدت اندوہ و الم دو شخص کو باہم نہین دیکھ سکتا مرزا پھینکے ہے منجنیق چرخ تاک کے سنگ تفرقہ + بیٹھکر ایکدم کہین ہووین جو ہم کلام دو + جب سلسلہ کلام یہان تک پہونچا اُس

زمرے مین ایک آشناے باصفا پُرمزہ بندے کے تھے اُنھون نے فرمایا اسوقت کوئی قصہ یا کہانی بشیرین زبانی ایسا بیان کرکہ رفع کدورت و جمعیت پریشانی طبیعت ہو اور غنچۂ سربستہ دل باہنزار نسیخہ تکلم کھل جائے فرمانبردار نے بجز اقرار انکار مناسب وقت نہ جانا چند کلمے گوش گذار کیے اگرچہ گریہ کردن را ہم دل خوش میباید مگر اس نظر سے **مصرع** ہر چہ از دوست میرسد نیکوست + یہ فسانہ انھین بہت پسند آیا کہا اگر بدلجمعی تمام تو اس قصہ پراگندہ کو از آغاز تا انجام زبان اردو مین فراہم اور تحریر کرے تو نہایت منظور نظر اہل بصر ہو لیکن تقصیر معاف ہو لغت سے صاف ہو بندے نے کہا طبیعت ابناے روزگار بیشتر متوجہ عیب جوئی و ہنر پوشی ہے بقول دلگیر **شعر** قبح کے دیکھنے والے تو بہت ہین دلگیر۔ اور یہان حسن شناسان سخن تھوڑے ہین + وہ بولے چشم داشت صلہ طلب اُجرت کسی سے متصور نہین فقط ہماری خوشی مدنظر رکھ جیسا رطب و یابس کہیگا ہمین پسند ہے بشرطیکہ جو روزمرہ اور گفتگو ہماری تمھاری ہے یہی ہو ایسا نہو کہ آپ رنگینی عبارت کے واسطے وقت طلبی اور نکتہ چینی کرین ہم ہر فقرے کے معنی فرہنگ محل کی گلیون مین پوچھتے پھرین بندے نے کہا یہ تو مقدمہ تحریر ہے اگر سرسرکار کے کام آئے جاے تقریر نہین مگر جلدی نہ کرنا بوقت فرصت لکھونگا وہ تو یار شاطر نہ بار خاطر تھے کہا اچھا فقیر کو اُسی دن سے ہمیشہ اس کا خیال رہتا تھا عدم فرصت سے نہ لکھتا تھا آخر الامر بمقتضاے عادت تلاش معاش کے چیلے مین فلک تفرقہ پرداز گردون عربدہ ساز نے صورت مفارقت کی دکھائی مہاجرت استقبال کو آئی مسرت بوقت لقمہ خوردن اے مسرت گفت لبہایم + کہ روزی می کند از ہم جدا یاران ہمدم را + ربیع الثانی کے مہینے مین کہ سن ہجری نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ و صحبہ وسلم بارہ سو چالیس تھے آنے کا اتفاق مجبور کو رودہ کانپور مین ہوا بسکہ یہ بستی پوچ و لچر ہے اشراف یہان عنقا صفت ناپید ہین احیاناً جو ہونگے تو گوشہ نشین عزلت گزین مگر چھوٹی اُمت کی بڑی کثرت دیکھی یہ طور دیکھکر دل وحشت منزل سخت گھبرایا کلیجہ مُنھ کو آیا قریب تھا جنون ہو جائے تیرہ بختی سے روز سیاہ پیش آئے لیکن بشربت عنایت و معجون شفقت ارسطو فطرت بقراط حکمت حکیم سید اسد علی شیر بیشۂ علم و کمال سخن فہم ظریف خوشحال طبع سودا خیز اور سر جنون انگیز کو آرام و تسکین حاصل ہوئی وہ حال فقیر دلگیر پر الطاف و کرم فرماتے تھے تدبیرین نیک و احسن دافع رنج و محن بتاتے تھے ایک روز ان سے بعد اظہار حال مکلف فسانہ دوستانہ بھی

کہا کہ ایک کہانی لکھا چاہتا ہون سُنکر فرمایا بیکار مباش کچھ کیا کر میسر نہین پر تم کاہلی الّذی
نام خدا ہو جوان کچھ تو کیا چاہیے + اُسوقت یہ کلمہ توسن طبع کو تازیانہ ہوا اگرچہ اس ہیچ میرز کو
یہ یارا نہین کہ دعوی اُردو زبان پر لائے یا اس فسانہ کو بنظر نثاری کسی کو سُنائے اگر شاہجہان آباد
مین اہل زبان کبھی بیت السلطنت ہندوستان تھا وہان چندے بود و باش کرتا فصیحون کو
تلاش کرتا تو فصاحت کا دم بھرتا جیسا میر امن صاحب نے چار درویش کے قصے مین بکھیڑا کیا ہے
کہ ہم لوگون کے ذہن و حصے مین یہ زبان آئی ہے دلی کے روڑے ہین محاورے کے ہاتھ منھ توڑے
ہین پتھر پڑین ایسی سمجھ پر یہی خیال انسان کا خام ہوتا ہے صفت مین نیک بدنام ہوتا ہے بشر کو
دعوی کب سزاوار ہے کاملون کو بیہودہ گوئی سے انکار بلکہ ننگ و عار ہے مشک آنست کہ خود
ببوید نہ کہ عطار گوید وہی مثل سُننے مین آئی کہ اپنے منھ سے دھنا بائی لیکن تحریر اسکی ایفائے تقریر
ہے یہ قصہ دلچسپ بینظیر ہے امید ناظرین پُر تمکین سے یہ ہے کہ بچشم عیب پوشی و بنظر اصلاح
ملاحظہ فرما کر جہان سہو یا غلطی پائین باصلاح مزین فرمائین کیسی ہی طبیعت عالی ہو ممکن نہین کہ بشر
خطا سے خالی ہو اسکے مطالعہ سے خاطر عاطر شاد کرین عاصی کو دعائے خیر سے یاد کرین نیازمند کو تحریر
سے نمود نظم و نثر و جودت طبع کا خیال نہ تھا شاعری کا احتمال نہ تھا بلکہ نظر ثانی مین جو لفظ دقت طلب
غیر مستعمل عربی و فارسی کا مشکل تھا اپنے نزدیک اُسے دور کیا اور جو کلمہ سہل ممتنع محاورے کا تھا وہ رہنے دیا
دوست کی خوشی سے کلام کہا فسانۂ عجائب اسکا نام رکھا انہ المبدأ والیہ المآب عنایت یزدی سے تمام ہوئی کتاب

آغاز داستان نادر بیان صاحب سریر سلطانی مالک اورنگ کامرانی زینت تاج و تخت شاہنشاہ گردون بارگاہ شاہ فیروز بخت کے پیدا ہونے شاہزادۂ جان عالم کا اور دی طلعت ماہ شا سے - استاد

مثل ہی ہے نہ الفاظ تلازم سے یہ خالی ہے + ہر اک فقرہ کہانی کا گواہ بے مثالی ہے لا اعلم
یادگار زمانہ ہین ہم لوگ + سُن رکھو تم فسانہ ہین ہم لوگ + گرہ کشایان سلسلۂ سخن و تازہ کنندگان
فسانۂ کہن یعنی محرران رنگین تحریر و مورخان جادو تقریر نے اشہب جہندۂ قلم کو میدان وسیع بیان مین
باکرشمۂ سحر ساز و لطیفہ ہائے حیرت پرداز گرم عنان و جولان یون کیا ہے کہ سرزمین ختن مین ایک شہر تھا
مینو سواد بہشت نژاد دلپسند خاطر محبوبان جہان قابل بود و باش خوبان زمان شمیم صفت اُسکی

معطر کن دماغ جان مسکن التہاب قلب رافع خفقان زمین اسکی رشک چرخ برین رفعت و شان ہمچشمک زن
بلندی فلک ہفتمین گلی کوچہ خجلت دہ گلشن آبادی گلزار بسان تختہ چمن بازار ہر ایک آزار سے مصفا ہوا
دوکانین نفیس مکان نازک پائدار خلق خدا با خاطر شاد اسے نسحت آباد کہتے تھے سب طرح کی خلقت بہ عیشت
سے آمین ہستی تھی والی ملک وہان کا شاہ گردون وقار پر تمکین با افتخار سکندر سے ہزار خادم دارا
سے لاکھ فرمانبردار قباد شوکت کاؤس حشم مالک تاج و تخت والا مرتبت عالی مقام شہنشاہ فیروز بخت
نام موج بخشش سے اُس بحر جود و عطا کے سائلان لب تشنہ سیراب اور نائرۂ غضب کے شعلہ سے
دشمن بدباطن جگر سوختہ بیتاب دیدۂ داد دہی و غلغلۂ عدالت سے دشمن دوست جانی چور مسافر کے
مال کا نگہبان ڈکیتون کو عہدۂ پاسبانی ملک افسر سپاہ افزون از قیاس خزانہ لاانتہا وزیر و امیر جانفشان
تاج بخش و باج ستان محتاج اور فقیر کا شہر مین نام نہین داد فریاد آہ و نالہ سے کسی کو کام نہین رعیت
راضی سپاہ جان نثار دوست شادان دشمن خائف شمع کا چور سر محفل لرزان اس نام سے یہ ننگ
تھا کہ امیرون کا چور محل نہونے پاتا تھا دزد حنا کا رنگ نہ جمتا تھا سر دست ہاتھ باندھا جاتا تھا۔
آنکھ چرانے سے ہمچشم چشمک کرتے تھے کارخیر سے اگر کوئی جی چراتا تو نامردی کی تہمت اُس پر دھرتے تھے
لیکن باین حکومت و ثروت کاشانۂ امید کا چراغ گل اولاد بالکل نہ تھی خواہش فرزند در دل
نہ ہونے کی کاہش متصل حسرت بسر مین رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِيْنَ ہر ساعت بر زبان
رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ورد لب وظیفۂ دہان لڑکے کی تمنا مین بادشاہ مثل گدا دست دراز ایسا
لاپروا بے نیاز کی قدرت سے بانیاز آمرزش جناب باری مین تضرع و زاری اسکی منظور ہوئی
لاولدی کی بدنامی دور ہوئی ساٹھ برس کے سن مین گوہر آبدار دُرِ شاہوار صدف بطن بانوے خجستہ اطوار
سے پیدا ہوا چھوٹا بڑا اسکی صورت کا شیدا ہوا اُس روح افزا کا فیروز بخت نے جان عالم نام رکھا
شب و روز پرورش سے کام رکھا حسن اللہ نے یہ عطا کیا کہ نیر اعظم چرخ چارم پر رعب جمال سے
تھرایا اور ماہ باوجود داغ غلامی تاب مشاہدہ نہ لایا اُس نقش قدرت پر تصویر مانی و بہزاد حیران
اور صناعی آزر کی ایسے لعبت حقیقت کے روبرو پشیمان کاسۂ سر اسر شور جوانی زور شباب سے
معمور آنکھین جھپکانے والی دیدۂ غزال ختن کی شراب عشق کے نشہ سے چکنا چور چہرے پر جلال شاہی
شوکت جہان پناہی نمایان حسن درخشندہ کی تڑپ بہ از انجم و اختر تابان مصحفی اُسے دیکھ

مزرا قتیل ع یارہ خواہد شد از زین سخت گیہائی چند + طفلی مین کہتی تھی دایہ + یہ لڑکا طرحدار پیدا ہوا ہے +
لکھا ہے کہ جب وہ مہر سپہر سلطنت برج حمل سے جلوہ افزا ہوا زینت بخش کنار مادر زیب آغوش دایہ ہوا
خزانہ و محبس کھلا ہزارہا قیدی رہا ہو اپنے گھر آیا اور سیکڑون لونڈی غلام نے فرمان آزادی پایا
شہر مین محتاج ناپید تھا لاکھ اشرفی روپیہ حاجیون کے واسطے مکہ معظم اور زائرون کی خاطر کربلائے معلّی
مین بھیجا ایک سال کا خراج رعیت محتاج کو معاف ہوا شہزادے کے نام کے گنج آباد ہوئے مسجدین
مدرسے مہمانسرا مسافرخانے تعمیر ہوئے اہل شہر دل شاد ہوئے نجومی پنڈت جفر دان حاضر ہوئے
بہت سوچ بچار کر برہمنون نے عرض کی مہاراج کا یول بالا جاہ و حشم مرتبہ دو بالا اعلیٰ رہے
ہماری پوتھی کہتی ہے بھگوان کی دیا سے شہزادے کا چندرمان بلی ہے چھٹا سورج ہے جو گرہ
ہے وہ بھلی ہے دیگ تیگ کا مالک ہے دھرم مورت یہ بالک ہے جلد راج پر براجے پرتھوی
مین دھوم مچے ایسی شادی رچے مگر پندرھوین برس مشتری بارھوین آئیگی سنیچر پانون پڑے گا
ایک پنکھیرو سوے کے برن مین ہاتھ آئے گا تریا کے کھٹ پٹ سے وہ بچن سنائیگا کہ راج پاٹ
چھٹرا دیس بدیس لیجائیگا ڈگر مین شہزادہ بھٹکے کوئی پاس نہ پھٹکے ساتھی چھٹین اپنے ڈیل سے
ڈانواں ڈول رہے پھر ایک سنکھ ٹھا کر کا سیوک کرپا کرے راہ لگائے کوئی کلنکن لوبھی ہو کشٹ
دکھائے وہان سے جب چھٹے رانی ملے مہا سندر وہ چرن پر پران وارے پتا اُس کا گیانی
گن کی کھتی دے اُس سے کئی ملچھ مارے دُکھ مین آڑے آئے کرٹے کاج بنائے جب اُس نگر پہونچے
جس کے چت مین گھر چھوڑے تو لاب بہت ہو ورب گھنے ہاتھ آئین دور سب کلیس ہو جائین پر
ایک ہتی من کا کپٹی استری پر دو چت ہو کھٹائی کرے جھجھڑین نرناری لڑین اور کچھ جل مین بھی
ہل چل پڑے پربھی لوگ چھٹ جائین نگر نگر کھوج مین پھرائین سب بچھڑے مل جائین ماتا پتا
کے ڈھک آئین استری تین ہو دو کا پرمان رہے ایک کی ہین ہو بڑا راج کرے دیا دھرم کے
کاج کرے گُسیان کی کرپا سے جان کی کھیر ہے بڑی بڑی دھرتی کی سیر ہے یہ سُن کے بادشاہ
گو نہ ملول ہوا پھر مستقل مزاجی سے یہ کلمہ فرمایا فِعْلُ الْحَكِيمِ لَا يَخْلُو عَنِ الْحِكْمَةِ اُن سب
کو بقدر حال فراخور کمال مالا مال کیا خلعت و انعام دیا بہ بشاشت تمام سرگرم پرورش
صبح و شام رہا کوئی برسون مین پڑھتا ہے وہ نہال نو دمیدہ لبستان سلطنت گھڑیون بند بالا

ہوتا تھا چند عرصے مین بحول وقوت الٰہی وہ ہاتھ پاؤن نکالے دس برس کے سن مین اُس غزال چشم
نے ہرن کے سینگ چیر ڈالے دست و بازو مین یہ طاقت ہوئی کہ درندہ فیل مست ہوا جوان رعنا
چہرۂ زیبا رستم شوکت اسفندیار سے زبردست ہوا جو اس کا روے منور دیکھتا یہ کہتا **لا اعلم**
مُنھ دیکھوں آئینے کا تری تاب لا سکے + خورشید پہلے آنکھ تو تجھ سے ملا سکے ۔ تصویر تیری کھینچے مصوّر
تو کیا مجال + دستِ قضا تو پھر کوئی تجھ سا بنا سکے + تحصیل علم و فضل مین شہرۂ آفاق ہوا جتنے
فن سپہ گری ہین اُنکا مشاق جمیع علوم ہر فن مین طاق ہوا جل جلالہ باپ ویسا بیٹا ایسا محبوب
محبت مین لبسان یوسفؑ و یعقوبؑ جب وہ ہلال سپہر شہریاری بدر کامل ہوا اور چودھوان برس
بھر گیا جوانون مین شامل ہوا بصلاح و صوابدید ارکان سلطنت و ترقی خواہان دولت شادی
کی تجویز ہوئی بتلاش بشمار و تجسس بسیار ایک شاہزادی پری پیکر خوبصورت نیک سیرت حور نژاد گل اندام
سیمین بر رشک شمشاد ماہ طلعت نام دودمان والا سے مقرر ہوئی وہ جو آئین بادشاہی طریق
فرمانروائی ہے اسی طرح اُسکے ساتھ اس اختر تابندہ کو ہمقران کیا

ترانہ سنجی عندلیب خامۂ گلشن بیان سواری شہزادۂ جانعالم مین اور خریدنا توتے کا اور رنج بخشی ماہ طلعت کی توتے سے اور سنکر حسن انجمن آرا اور شہزادے کا عاشق ہونا

بلبل نواسنج ہزار داستان طوطی خامہ زمزمہ ریز خوش بیان گلشن تقریر مین یون چہکا ہے کہ بعد رسم
شادی سیر و شکار کی اجازت سواری کا حکم شاہ ذوی الاقتدار سے حاصل ہوا گاہ گاہ شام و بیگاہ
جانعالم سوار ہونے لگا ایک روز گذر اُسکا گذری مین ہوا انبوہ کثیر جم غفیر نظر آیا اور غلغلہ تحسین و آفرین
از زمین تا چرخ برین بلند پایا شہزادہ اُدھر متوجہ ہوا دیکھا ایک مرد پیر نحیف ستر اسّی برس کا سن
نہایت ضعیف پنجرا ہاتھ مین لیے کھڑا ہے اسمین ایک جانور مانند ساکنان جنان سبز پوش طائر
بصورت خانہ بدوش بامنقار گلنار بیٹھے لطیف رنگین و نکتے قابل تعریف تمکین مثال طوطی پس آئینہ
بیان کرتا ہے **لا اعلم** در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند + آنچہ استاد ازل گفت ہمان میگویم + شہزادے
کے دیکھتے ہی توتا اپنے مالک سے بولا اے شخص کوکب بخت تیرا افلاس برج تیرہ سے نکلا نصیبا چمکا
طالع برسر یاری زمانہ آمادۂ مددگاری ہوا دیکھ ایسا شہزادہ حاتم شعار ابر گہر بار متوجہ اس

تصویر شہزادہ اور پیر مرد کی مع پنجرے اور توتے کے



مشت ذرۂ بیمقدار پر ہوا ہے وہ بیکار شے کارگاہ بے ثبات مین ہون جسکا طالب نہین کہین بجز
جانور ہون اور بلی کا کھاجا مگر یہ جو نظر عنایت کرے ابھی تیرا ہاتھ زیر زر ہو دامن گہر سے بھرے جانعالم
نے جو یہ سخن ہوش ربا کلمہ حیرت افزا اسنے توتے عقل کے اُڑا پنجرا اُس طائر ہمہ دان جانور سحر بیان
کا ہاتھ مین لیکے مالک سے قیمت پوچھی توتے نے کہا مؤلف کب لگاتا ہے کوئی اِس لعل بیحال کا مول
سب گھٹا دیتے ہین مفلس کے عرض مال کا مول + مگر جو حضور کی مرضی جانعالم نے لاکھ روپے
خلعت کے سوا عنایت کیے اور پنجرا ہاتھ مین لیے دولتسرا کو روانہ ہوا گھر مین جا ماہ طلعت کو
توتا دکھایا یہ مصرع انشا کا پڑھا انشا بازار ہم گئے تھے اِک چوٹ مول لائے + توتے نے
شہزادے کو سخنان دلچسپ قصص عجیب حکایات غریب شعر خوب خمسہائے مرغوب سنا اپنے
دام محبت مین اسیر کیا یہ نوبت پہونچی کہ سوتے جاگتے دربار کے سوا جدا نہوتا جب دربار جاتا
پنجرا بتاکید حفاظت ماہ طلعت کو سونپ جاتا اور دربار سے دیوانہ وار بشوق گفتار بیقرار جلد
پھر آتا ایک دن شاہزادہ دربار گیا توتا محل مین رہا اُس روز ماہ طلعت نے غسل کیا اور
لباس مکلف سے جسم آراستہ زیور پر تکلف سے پیراستہ ہو جواہر نگار کرسی پر بیٹھی ہوا جو لگی آئینہ مین صورت
دیکھ خود محو تماشا ہوئی بحر عجب و نخوت مین آشنا ہوئی خواصون سے جلیسون سے جو جو دمساز
محرم راز تھین اپنے حسن کی داد چاہی ہر ایک نے موافق عقل و شعور تعریف کی کسی نے کہا ہلال عید ہو

کوئی یوہی خدا جانتا ہے دید ہو نہ شنید ہو اللہ تعالیٰ نے باین کثرت مخلوقات تمھارا ہمسر از قسم
جن و بشر بنایا نہین پری نے یہ قد بالا حور نے یہ حسن کا جھمکڑا پایا نہین جب وہ کہہ چکین ماہ طلعت
نے کہا توتا بہت عقلمند ذی شعور سیاح نزدیک و دور ہے اس سے بھی پوچھنا ضرور ہے مخاطب ہوئی
کہ اے مرغ خوشنحو و طائر زمرد لباس سرخرو بذلہ سنج بیرنج سچ کہنا اس سج دھج کی صورت کبھی پرے
طائر وہم و خیال کی نظر سے گذری ہے نیرنگی چرخ کجرفتار فتنہ پردازی گردون و اژدون عیان ہر

تصویر ماہ طلعت و جان عالم مع توتے اور خواصون کے



آگاہ سب جہان ہے اسوقت توتا رنجیدہ دل کبیدہ خاطر مضمحل بیٹھا تھا چپ ہو رہا شہزادی
نے پھر پوچھا توتے نے بے اعتنائی سے کہا ایسا ہی ہو یہ رنڈی معشوق مزاج طرہ یہ کہ شہزادے کی
جورو شوہر مالک تخت و تاج برہم ہو کے بولی میان مٹھو جینے سے خفا ہو جو ہمارے روبرو چبا چبا کر
گفتگو کرتے ہو توتے نے کہا سوال و جواب اور دھمکانا اور حکومت سے ڈرانا غصے کی آنکھ دکھانا
اور ہے کیون الجھتی ہو شاید تمھین سچی ہو پھر تو شعلہ غضب کانون سینۂ شہزادی میں مشتعل ہوا
کہا کیون جانور بے تمیز نا چیز تیری موت آئی ہے کیا بیہودہ ٹین ٹین مچائی ہے واہی بک رہا ہے
ہمارا مرتبہ نہین سمجھتا ہے توتے کے منھ سے نکلا کیون اتنی خفا ہوتی ہو اپنا منھ ملاحظہ کرو
صاحب تم بڑی خوبصورت ہو یہان تو یہ چیں بچیں تھی کہ جان عالم تشریف فرما ہوا عجب صحبت

دیکھی کہ شہزادی بچشم پُر آب و بادل کباب غیظ مین آتھر تھرا توتے سے بحث رہی ہے شہزادے
نے فرمایا خیر باشد توتا بولا آج تماشہ ہے خیر بخیر گذر چندے حیات مستعار اس وحشی کی اور آب و دانہ قفس
پینا کھانا باقی تھا اگر آپ اور گھڑی بھر دیر لگاتے تشریف نہ لاتے تو میرا طائر روح گربۂ غضب
شہزادی سے مجروح ہو کر پرواز کر جاتا ہرگز جیتا نہ پاتے پنجرا خالی دیکھ مزاج عالی پریشان ہوتا
بحسرت و افسوس یہ فرماتے افسوس توتا ہمارا مر گیا کیا بولتا ہوا + ماہ طلعت ان باتون سے زیادہ
مکدر ہوئی شہزادے سے کہا اگر میری بات کا توتا صاف جواب نہ دیگا تو اس نگوڑے کی گردن مروڑ
اپنے تلوون سے اسکی آنکھین ملونگی جب دانہ پانی کھاؤن پیونگی جانعالم نے کہا کچھ حال تو کہو
توتے نے گذارش کی حضور یہ مقدمہ غلام سے سنئے آج شہزادی صاحب اپنی دانست مین
بہت نکھر نکھا دیکھ آئینے کو کہتی تھی کہ اللہ ری مین + مجھسے پھر فرمایا تو نے ایسی صورت کبھی دیکھی
ہے مجھ اجل رسیدہ کے منھ سے نکلا خدا نہ کرے اس جرم قبیح پر شہزادی کے نزدیک کشتنی سوختنی گردن زدنی
ہون بقول میر تقی شعر بے جرم تہ تیغ ہی رکھا تھا گلے کو + کچھ بات بری منھ سے نہ نکلی تھی بھلے کو +
جان عالم نے کہا تم بھی کتنی عقل سے خالی حمق سے بھری ہو تم تو پری ہو جانور کی بات پر اتنا
آزردہ ہو گویا ہے پھر طائر میان مٹھو کو ان باتون کی تاب نہ آئی آنکھ بدل کر روکھی صورت
بنائی اور تیلن سے بولا خداوند نعمت جھوٹ جھوٹ ہے سچ سچ ہے ہمسر جسکا کوئی نہین ہے
وہ ذات وحدہٗ لاشریک لہٗ کی ہے اُسکے سوا ایک سے ایک بہتر و برتر ہے وہ خود فرماتا ہے
فَضَّلْنَا بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ مین نے تو جھوٹ اور سچ دونون سے بچکر ایک کلمہ کہا تھا اگر راستی
پر ہوتا گردن کج کیے سیدھا گور مین سوتا یہ سن کے وہ اور رنجور ہوئی مثل مشہور ہے راج ہٹ
تریا ہٹ بالک ہٹ جانعالم نے مجبور ہو کے کہا جو ہو سو ہو مٹھو پیارے سچ کہدو توتے نے
بمنت عرض کی دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز مجھ سے سچ نہ بلوائیے میرا منھ
نہ کھلوائیے نہین انجام راستی حضور کے دشمنون کو دشت نوردی بادیہ پیمائی غریب الوطنی کوچہ گردی
نصیب ہوگی شہزادے نے کہا یہ جملہ تمنے اور نیا سنایا اب جو کچھ کہنا ہے کہا چاہیے باتین بہت
نہ بنائیے اُسنے کہا مین نے ہرچند چاہا آپ رنج سفر مصائب شہر بشہر ایذائے غربت سے باز رہین
کہ سفر اور سقر کی صورت ایک ہے اس سے بچنا نیک ہے مگر معلوم ہوا کہ حضور کے مقدر مین

یہ امر لکھا ہے میرا قصور اس مین کیا ہے + رفیع سودا چاک کو تقدیر کے ممکن نہین کرنا رفو +
سوزن تدبیر ساری عمر گو سیتی رہے + سُنیے قبلۂ عالم یہان سے برس دن کی راہ شمال مین ایک ملک
ہے عجائب زر نگار ایسا خطہ ہے کہ مُرقّع خیال مانی و بہزاد مین نہ کھنچا ہوگا اور پیر دہقان فلک نے
مزرعۂ عالم مین نہ دیکھا ہوگا شہر خوب آبادی مرغوب رنڈی مرد حسین طرحدار مکان بلور کے بلکہ
نور کے جواہر نگار عقل باریک بینان مشاہدے سے دنگ ہو خلقت اس کثرت سے بسی ہے کہ اُس
بستی مین وہم و فکر کو عرصہ تنگ ہو خورشید ہر سحر اُسکے دروازے سے ضیا پاتا ہے بدر کامل اس شہر
مین غیرت سے کاہیدہ ہو ہلال نظر آتا ہے وہان کی شہزادی ہے انجمن آرا اُسکا تو کیا کہنا کہان میری
زبان مین طاقت اور وہان مین طلاقت جو شمہ مذکور شکل و شمائل سُنے ہر جبین فخر لعبتان لندن و چین
کا سناؤن اُستاد ایک مین کیا خوب کہہ دیکھے اُسے حسن آفرین + اپنی صناعی پہ حیران خود وصورتگر رہے +
لیکن سات سو خواص زرین کمر تاج دلبری برسر ماہرو عنبرین مو سرگروہ خوبان جہان جان جان آرام دل
مشتاقان اُسکی خدمت مین شب و روز سرگرم خدمتگزاری بڑی تیاری سے رہتی ہین اگر اُنکی لونڈیون کو
شہزادی صاحبہ بنظر انصاف دیکھین اور کچھ غیرت کو بھی کام فرمائین یقین تو ہے چلو بھر پانی مین محجوب
ہوکے ڈوب جائین ماہ طلعت یہ سُخن کے سُن ہولی سر جھکا لیا جان عالم نے پنجرا اُٹھا لیا دیوان خانے
مین لیجا مفصل حال دریافت کرنے لگا ہر دم دم سرد بھرنے لگا مولوی جامی نہ تنہا عشق از
دیدار خیزد + بسا کین دولت از گفتار خیزد + در آید جلوہ حسن از در گوش + ز جان آرام برباید ز دل
ہوش + ز دیدن ہیچ اثر نے در میانہ + کند عاشق کسانرا غائبانہ + توتے کو شہزادے کی طرز گفتگو
رنگ رو آنکھ کی تری ہونٹھ کی خشکی دل کی دھڑک کلیجے کی پھڑک سے کہ یہ نشان عشق گمان ضبط سے بین
ثابت ہوا کہ شہزادے کا دل پُرزے پُرزے اور دماغ عقل سے خالی ہوا خیال محال وصال انجمن آرا ہوا
سخت نادم و خجل ہوا دل سے کہا کمبخت زبان نے حسن کے بیان نے غضب کیا منتر کارگر ہوا پڑھا جن سر پر
چڑھا حضرت عشق کا گذر ہوا چاہا کہ بلطائف الحیل اس عزم بیجا سے باز رکھے کہا اے نادان دشمن جان
یہ قصد لاحاصل ہے عمداً اس کوچے مین پاؤن نہ دھر اپنے خون سے ہاتھ نہ بھر بقول مؤلف
خدا کو مان نہ لے نام عاشقی کا سرور + کہ منفعت مین بھی اُسکے ہین سو ضرر پیدا + بیان اسکا محال ہے
مگر مختصر سا یہ حال ہے عقل اس کام مین گم ہو جاتی ہے وحشت نزدیک آتی ہے لب خشک چشم تر چہرہ زرد

دل خون ہوتا ہے بھوک پیاس مرجاتی ہے خواب مین نیند نہین آتی ہے جان شیرین تلخ ہو کلیجے مین
درد آخر کو جنون ہوتا ہے لخت جگر کھاتا ہے خون دل پیتا ہے مر مر کے جیتا ہے رقیبون کے طعنون سے
سینہ فگار ہوتا ہے لڑکون کے پتھرون سے سر کلنا رہتا ہے دن کو ذلت و خواری شب کو انتظار مین
اختر شماری بیقراری سے قرار سب کی نظر مین ذلیل و خوار جنگل مین جی لگتا ہے بستی اُجاڑ معلوم ہوتی
ہے دربدر پھرنے مین دن تو کٹ جاتا ہے تنہائی کی رات پہاڑ معلوم ہوتی ہے دل جلتا ہے دیدے
سے دریا اُبلتا ہے شجر تمنا بے برگ و بار رہتا ہے پھولتا ہے نہ پھلتا ہے جوانی کا گھن پیری تک
اُدھیڑ بن رہتی ہے گونگا بہرا بنجاتا ہے طبیعت سُن رہتی ہے اچھی بھلی بسم اللہ ہے ٹھنڈی سانسین
بھرتے ہو لب پہ آہ ہے دیکھا نہ بھالا ہے سینے کے پار عشق کا بھالا ہے آئینہ ہاتھ مین لے مُنھ تو دیکھو نقشہ
کیا ہے معشوق باوفا کو گردِ سرخ لال سپید سے نایاب سوا ہے کہان ملتا ہے خاک مین ڈھونڈھتے
ڈھونڈھتے خواہان ملتا ہی یہ جو زمانے مین مشہور ہا مہر و وفا مین بانی صد جور و جفا مین عشق کمبخت بے پیر
ہے او نوجوان یہی ٹیڑھی کھیر ہے سُنا نہین کوہکن نے جان شیرین کس تلخی سے کھوئی یوسف کی چاہ مین زلیخا
نے کیسے کنوئین جھانکے کیا کیا روئی مجنون کو اس دشت مین جنون ہوا لیلی کا کیا بگڑا پرویز کا اس کوچے
مین خون ہوا شیرین نے کیا کیا افسوس تو یہ ہے کہ اتنا بھی کوئی نہ سمجھا جامی رحمہ اللہ
غم چیزے رگ جان را خراشد + کہ گاہے باشد و گاہے نباشد + ذلت اس کام مین عزت ہے
درد کا نام یہان راحت ہے دل اس کشمکش مین ٹوٹ جاتا ہے رستم کا اس معرکے مین جی چھوٹ جاتا ہی
اسفندیار سا روئین تن ہو تو موم کی طرح پگھل کر بہ جائے حسرت ہی حسرت رہجائے لوگون نے ہزارون
رنج و صدمے اس کام مین اُٹھائے بعد خرابی بسیار بھی ناتجربہ کار کہلائے لیکن یہ وہ بُرا کام ہے کہ اسمین
مشاق اور مبتدی کی رائے ایک سی ہے اسکا آغاز ہے نہ انجام ہے مرض عشق مین کوئی دوست
گرفتار نہو مؤلف ع دوست تو دوست ہے دشمن کو یہ آزار نہ ہو مسدس

کیا مین اس کافر بدکیش کا احوال کہون — یہی خونخوار پیا کرتا ہے عاشق کا خون
زار کر دیتا ہے انسان کو یہ اور زبون — رفتہ رفتہ یہی پہونچاتا ہے نوبت بجنون
یہی خونریز تو خونخوار ہے انسانون کا — دین کھوتا یہی کافر ہے مسلمانون کا
یہی کرتا ہے ہر اک شخص کو رسوا ظالم — یہی کرتا ہے ہر اک چشم کو دریا ظالم

کوہ دکھلاتا ہے گاہے گہے صحرا ظالم ۔ کیا بتاؤن تمھین کرتا ہے یہ کیا کیا ظالم
دربدر خاک بسر چاک گریبان کرکے ۔ جان لیتا ہے ولے بے سروسامان کرکے

یہی بانی تو زلیخا کی بھی تھا خواری کا ۔ یہی باعث دمن و نل کی ہوا یاری کا
یہی فرہاد کا حامی تھا تبرداری کا ۔ عشق کہیے نہ اسے قہر ہے یہ باری کا
تلخکامی ہوئی شیرین کو اسی سے حاصل ۔ کیے بے پردہ و برباد ہزارون محمل

اسنے مجنون سے بنائے ہین بہت دیوانے ۔ اس نے خودرفتگی مین اپنے کیے بیگانے
گو کہ مشہور جہان اسکے ہین سب افسانے ۔ پر جو اس کام کا مشتاق ہو وہی جانے
کبھی معشوق کے پردے مین نہان ہوتا ہے ۔ کبھی سر چڑھ کے یہ عاشق کے عیان ہوتا ہے

ناقۂ لیلے مضطر کا شتربان یہ تھا ۔ نجد مین قیس سے پہلے ہی حدی خوان یہ تھا
چاہ مین ڈال کے یوسف کا نگہبان یہ تھا ۔ جان ہر شیر کی لینے کو نیستان یہ تھا
حسن بنجاتا ہے انداز کہین ناز کہین ۔ درد دل ہے یہ کہین سوز کہین ساز کہین

مثل فرہاد بہت مر گئے سر پھوڑ حزین ۔ دی ہے شیرین کی طرح کتنون نے جان شیرین
پاس عذرا کے گیا اور کبھی وامق کے قرین ۔ اس سے آوارہ بچا اور نہ بچا گوشہ نشین
اس سے ملتا ہے جسے رنج و محن ملتا ہے ۔ گور ملتی ہے کسی کو نہ کفن ملتا ہے

طور کو نور کے جلوے مین جلایا اس نے ۔ کبھی آتش کو ہے گلزار بنایا اس نے
جان چھوڑی نہین جیتا جسے پایا اس نے ۔ اور نیرنگ جہان اپنا دکھایا اس نے
کام مُردون سے لیا زندون کو ناکام رکھا ۔ درد کا نام بھی بیدردنے آرام رکھا

اسکے افسانے ہین دنیا مین بہت طول و طویل ۔ جسکا ہمدم یہ ہوا ہوگیا وہ خوار و ذلیل
اس کا بیمار پڑا رہتا ہے بستر پہ علیل ۔ دھونس دے دے کے بجا دیتا ہے یہ کوس رحیل
رنج و ماتم کے سوا اور یہ کیا دیتا ہے ۔ وصل کی شب سحر ہجر دکھا دیتا ہے

یہی اخفا ہے بصد زیب رگ ہر گل مین ۔ سوز و نالہ یہ اسی کا ہے دل بلبل مین
یہی ہے جزو مین گر دیکھو یہی ہے کل مین ۔ گر فرشتہ ہو تو آجاتا ہے اسکے جُل مین
خون بیجرم زمانے کا بہلے دیکھا ۔ میل چتون پہ کبھی اسکے نہ آتے دیکھا

ایک شمہ ہے لکھا حال جو مین نے اسکا
دشت غربت مین وہ آوارہ و سرگشتہ ہوا
جسپہ اس دیو نے الطاف کا سایہ ڈالا
دوست بھی چھوٹتے ہین شہر بھی چھوٹے اپنا
پاس جسکے یہ گیا خلق سے وہ دور ہوا
کونسا شیشۂ دل تھا کہ نہ وہ چور ہوا

ہجر کے رنج مین کتنون کا ہوا اسمین وصال
اسکی گردش سے ہر اک ماہ ہوا بدر ہلال
لے گئے سینے مین فرقت کا سبھی درد و ملال
کسکی طاقت ہے جو تحریر کرے اسکا حال
زیست کرنا غم ہجران سے ہے یہ سبکو شاق
جان دیدیتے ہین کہ کہلے یہی ہائے فراق

وصل مین گو مزا ہے ہجر کا رنج و لے جانگزا ہے چاہ کنوئین جھنکواتی ہے یہ وہ بیماری ہے جو جان
کے ساتھ جاتی ہے ہمیشہ اس کام والے آہ و نالہ بر لب خاک بسر چاک گریبان سب رہے
ہین اگر عاشق کی عزت و توقیر ہوتی تو دنیا مین اس سے بہتر کوئی شے نہ تھی کچھ کچھ ان لوگون کے
مرتبہ شناس قدردان ہین مگر ہر جگہ کہان ہین اور یہ قصہ جو مین نے کہا فقط بات کی پچ کا جھگڑا
تھا ورنہ کہان ملک زرنگار کجا شہزادی عالی تبار جان عالم نے کہا استغفر اللہ اگر وہ جھوٹ تھا تو
یہ فقرہ کب سچ ہے یہ تو نری کھٹ پچ ہے سو نہ خدا ہی کی قسم ناصح نہ مانونگا کہا اتنو + نہ چھوٹے گا ترے
کہنے سے میرا دل لگا اتنو + اسی تقریر مین یہ حال ہوا کہ دل مین درد چہرہ زرد ہونے لگا لب پر
آہ سرد گرفتار رنج و تعب عشق کے آثار سب ظاہر ہوئے ضبط کا پردہ درمیان سے اٹھا شور فغان
سے اٹھا جنون پیرامون عقل بیچارہ نو گرفتار سلسلۂ محبت مین اسیر بقول میر ہو گیا **میر**
طبع نے اک جنون پیدا کیا + اشک نے رنگ خون پیدا کیا + ہاتھ جانے لگا گریبان تک +
چاک کے پانون پھیلے دامان تک + بیقراری نے کج ادائی کی + تاب و طاقت نے بیوفائی کی +
توتا یہ حال دیکھکر بہت محجوب ہوا کہ ناحق زنڈی کی کج بحثی سے شہزادے کو مرگ کا مستعد کیا۔
بیٹھے بٹھائے خون بیگناہ اپنی گردن پر لیا اب اس طرح کا سمجھانا مانع ہونا ابھارنا بھڑکانا بلکہ
نرا جلانا ہے گھبرا کر تسکین و تشفی کرنے لگا اور زخم شمشیر عشق کو مژدہ وصال سے بھرنے لگا کہا آپ
ہوش و حواس بجا رکھیے اگر مجھے ایسا سچا جانا کہ میرا جھوٹ سچ مانا اس شرط سے آپ کو لیچلونگا جو میرا کہا
نہ مانوگے زک اٹھاؤگے دھوکا کھاؤگے پھر مجھکو نہ پاؤگے پچھتاؤگے جان عالم نے فرمایا اے
رہبر کامل رنج کے غمگسار راحت کے شامل تیرے جادۂ اطاعت سے ہرگز قدم باہر نہ دھرونگا جو تو کہیگا

وہی کرونگا مگر جلد حال مفصل اور بُعد منازل و سمت شہر دوست سے نشان کا ل دے وگرنہ یہ
دلِ بیتاب خجلت دِہ بیقراری سیماب کہ قطرۂ خون سے فزون نہین تڑپ کر از رہ چشم نادیدہ روے دوست
نکل جائیگا پھر بجز حسرت و افسوس تیرے کیا ہاتھ آئیگا میر دل تڑپتا ہے متصل میرا + مرغ بسمل ہے
یا کہ دل میرا + توتے نے کہا اضطراب کا کام خراب ہوتا ہے اتنی جلدی موقوف کیجئے - آج کی رات
اس شہر مین کاٹ صبح اُدھر کی راہ لیجئے اگر کشش صادق اور طالع طبعی موافق ہے انشاء اللہ
منزل مقصود کو پہونچین گے عزم بالجزم درکار ہے در شہر پناہ پر خانۂ یار ہے جان عالم یہ خوشخبری
سُنکے بشاش ہوا پھر کہا اُستاد مژدۂ وصل ہے کل رات کی نیت ہو حرام + دے اگر طالع برگشتہ نہ تدبیر کٹے
اُس رات کی بیقراری گریہ و زاری اختر شماری شہزادے کی کیا کہون ہر گھڑی بحال پریشان سوے آسمان
مضطر نگران تھا کہ رات بسر ہو جلد سحر ہو تا عزم سفر ہو اور یہ کہتا تھا سعدی سعید نوبتی امشب دہل صبح نکوفت
یا مگر صبح نباشد شب تنہائی را + آخرش تاثیر دعاے سحری اثر نالۂ نیم شبی سے ظلمت شب بنور روز منور
ہوئی وزیر زادے کو باوجود خود فراموشی یاد فرمایا لڑکپن سے تا زمانۂ عشق انجمن آرا اُس سے بھی
اُلفت رکھتا تھا جب وہ حاضر ہوا حکم کیا دو گھوڑے صبا رفتار برق کردار جنکی جھپٹ نسیم تندرو
کو کھندل ڈالے اُنکے قدم سے کیست صرصر کی ڈپٹ پاؤن نہ آگے نکالے جلد لا بموجب ارشاد اصطبل خاص
مین جا گھوڑے لایا کچھ اسباب ضروری وہ بھی بمجبوری لیکے وہ دونون خستہ تن بقول میر حسن چل نکلے میر حسن

نہ سُدھ بُدھ کی لی اور نہ منگل کی لی	نکل شہر سے راہ جنگل کی لی

پہلا سفر عازم شہر دلدار کا مع وزیر زادہ اور رہبر ہونا توتے کا ہرن کا ملنا اور تفرقہ باہم کا ملاقات مرشد کامل کی پھر حوض مین کودنا شہزادے کا طلسم کی گرفتاری جانعالم کی بیقراری پھر بدولت نقش سلیمانی رہائی پانی

بادیہ پیمایان مراحل محبت و صحرا نوردان منازل مودت رہروان دشت اشتیاق و طے کنندگان
جادۂ فراق مسافران باز ناکامی بردوش بجز راہ کوچۂ یار دین و دنیا فراموش عشق سر بسر سوار خود یاد
زیست سے دل سیر مرگ کے آمادہ لکھتے ہین کہ جب باین ہیئت کذائی وہ پروردۂ دامن ناز و آغوش شاہی
گھر سے نکلا اور در شہر پناہ پر پہونچا پھر کر عمارات سلطانی شہر کی آبادانی دیکھ آہ سرد کھینچی غریب الوطنی پر

کمر چست کی اور فراق یاران وطن مین دل کھول کے خوب رویا پھر فاتحہ خیر پڑھ کر آگے بڑھ توتے کو
پنجرے سے کھول دیا گھوڑون پر شہزادہ اور وزیر زادہ سمند صبا پر میان مٹھو پیادہ نیا دانہ کھاتے نیا پانی
پیتے روانہ ہوے بعد طے منازل و قطع مراحل نگاہ گذر ایک دشت عجیب صحرا غریب مین ہوا ہر تختہ جنگل کا
بروش باغ تھا جو پھول پھل تھا تازہ کن دل معطر نمائے دماغ تھا جہان تک بیک نگاہ جاتا بجز گلہائے
رنگین و یاسمن و نسرین اور کچھ نظر نہ آتا شہزادہ شگفتہ خاطری سے صناعی باغبان قضا و قدر کی دیکھتا جاتا تھا ناگاہ
ایک سمت سے دو ہرن برق وش صبا کردار سبک چست تیز رفتار سامنے آلے زربفت کی جھولین پڑین جڑاو
سنگوٹیان جڑین گلے مین مغرق ہیکلین مثل طاؤسان طناز عربدہ ساز سرگرم خرام ناز چھم چھم کرتے چوکڑیان
بھرتے جانعالم بیچین ہوا وزیر زادے سے کہا کسی طرح انکو جیتا گرفتار کیجیے اس سعی مین گھوڑے ڈالے
یا تو وہ اپنی وضع پر چلے جاتے تھے جب گھوڑون کی آمد دیکھی سنبھل کنوتیان بدل چوکڑی با جست و خیز
بھرنے لگے انھون نے گھوڑے ڈپٹا لے انکے گھوڑے دوڑانا وہ طایر فرزانہ چوکڑی بھول کے پکارا
ہان ہان اے نوجوان کیا غضب کرتا ہے یہ دشت پر سحر ہے بیہودہ کیون قدم دھرتا ہے ہر چند
پکارا سر دے مارا مگر سناٹے مین کسی نے نہ سنا توتے نے لاکھ سر دھنا آخر مجبور ایک درخت پر بیٹھ رہا
وہ چلے گئے دو چار کوس دونون ہرن ساتھ بھاگے پھر ایک اور سمت دوسرا اور طرف چلا
ایک کے ساتھ شہزادہ دوسرے کے تعاقب مین وزیر زادہ یہ بھی جدا جدا ہوے

تصویر جانعالم مع وزیر زادہ اور دو ہرن بھاگتے ہوے اور توتا بالاے سر تران



القصہ تا غروب آفتاب وہ شمس سپہر سلطنت گھوڑا اگڈٹ پھینکے گیا دفعۃً ہرن نظر سے غائب ہوا اسنے باگ روکی گھوڑا عرق عرق خود پسینے مین غرق سر سے پا تک بحال مضطر حیران و پریشان نادم و پشیمان دیکھا تو نہ وزیرزادہ نہ توتا آپ یا دشت پُر خطر گھبرا کر ادھر اُدھر دیکھا بوے انسان و حیوان مشام جان تک نہ آئی طبیعت سخت گھبرائی جب کسی کو نہ دیکھا کہا شعر اُڑے یہ ترنگ جوانی کی کیا جسنے مجکو جلاوطن + ہوا ایسا پیش ازین کا ہیکو مین نکل کے گھر سے خراب تھا + اور کبھی جو یاد یاران ہمراہی جی مین آئی تو یہ شعر دردناک میر سوز با دل صد چاک و آہ جگر دوز پڑھتا میر سوز کہیو لے باد صبا بچھڑے ہوے یارون کو + راہ ملتی ہی نہین دشت کے آوارون کو + کچھ آگے بڑھا چشمۂ آب نظر پڑا گھوڑے سے کودا ہاتھ منھ دھویا اپنی تنہائی پر خوب رویا اسی حال گریہ وزاری مین دست دعا بجناب باری اُٹھا کر پکارا کہ اے کس بیکسان و اے مددگار رہ گم کردگان مجھ خستہ و پریشان دور از یار انکی رہبری تیرے بھروسے پر سلطنت کو خاک مین ملا گھر سے ہاتھ اُٹھا آوارۂ صحرائے غربت مبتلائے رنج و مصیبت ہوا ہون لا اعلم نہ مونسے نہ رفیقے نہ ہمدمے دارم + حدیث دل بکہ گویم عجب غمی دارم + تیری ذات ہے یا یہ جنگل وحشت انگیز بلا خیز جہان بوے عمرانات نہین آتی یہ کہکے زار زار مانند ابر نوبہار رونے لگا فریاد و زاری تڑپ اور بیقراری اُسکی بدرگاہ مجیب الدعوات قبول ہوئی تیر دعا ہدف اجابت سے لب معشوق ہوا ایک پیر مرد سفید ڈاڑھی والے سبز عمامہ سر پر عبائے عنابی کندھے پر ڈالے

تصویر شہزادے کا چشمہ پر بیٹھنا اور پیر مرد کا وہان آنا

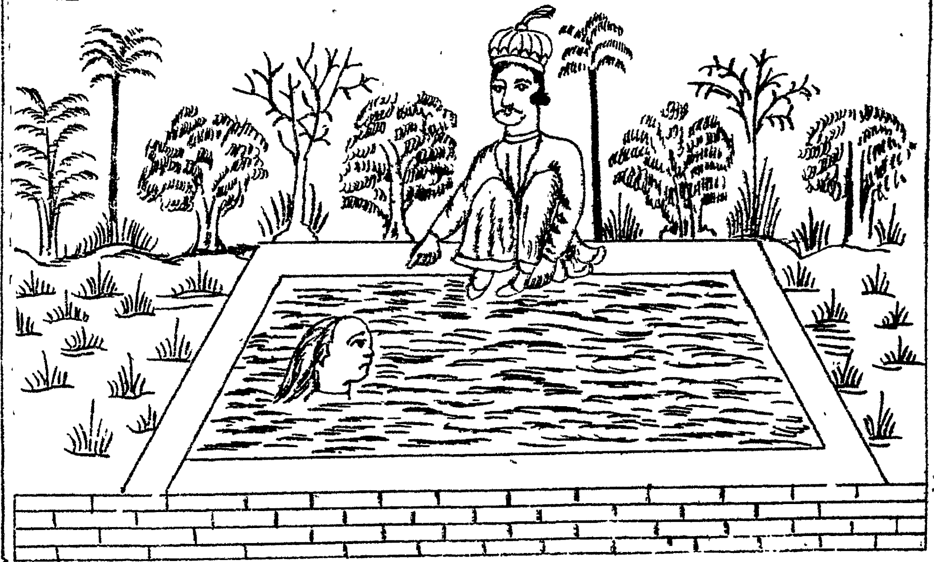


اتھ مین عصا خضر صورت بزرگ سیرت پارسا وارد ہو پکارا السلام علیک اے نوبادۂ چمن سلطنت
وا اے گرفتار محنت و محبت شہزادے نے آنسو پونچھ سلام کا جواب دیا پیر مرد نے فرمایا اے عزیز کیا
حاجت رکھتا ہے بیان کر یہ سن کے ایسا خوش ہوا کہ رنج راہ بھولنے کا بھولا وزیر زادے اور توتے
کی جدائی بھی یاد نہ آئی کہا آپ کو قسم اُسی کی جسنے میری رہبری کو بھیجا ہے جلد نشان ملک زرنگار کا دکھا دیجیے
یا در دلدار تک پہونچا دیجیے وہ ستودہ صفات ہنسا اور کہا اللہ ری بیخودی الٰہی بلائے ناگہانی آفت
آسمانی جسمین آپ پھنسے ہین اُس سے نجات نہین پائی معشوقہ یاد آئی جان عالم نے کہا کوئی آفت
وستم و بلا ہجر جانان اور مفارقت دوست سے سوا نہین ہے میر سوز نہ لگے درد جدائی کو قیامت کا رنج
روز محشر کو نہ میری شب ہجران سے ملا + اُس صاف باطن نے فرمایا صاحبزادے یہ صحرائے غضب
دشت پر تعجب ہے ہر تختہ اسکا دام ستم گل اور بوٹا نزاخار غم و الم ہے یہان کا پھنسا اُلجھا حشر تک
نہین چھوٹتا یہ سب کارخانۂ طلسم ہے شہزادے نے کہا ہم سحر محبت مین گرفتار ہین ہمین جینا مرنے سے
فزون ہے دل کا حال دگرگون ہے شیفتہ ہمیشہ آگ نکلتی ہے میرے سینہ سے + الٰہی موت
دے گذرا مین ایسے جینے سے + اُس کریم النفس کو اسکے حال پر رحم آیا فرمایا بدحواس نہ ہو نظر
بخدا رکھ کہ وہ چارہ ساز عالمین جامع المتفرقین ہے شہزادے نے کہا فی الحقیقت مگر ملائے خدا
ایک نظر ملک زرنگار اور وہ معشوق طرحدار اگر نظر آئے جان زار بچ جائے زیست کا کیا اعتبار
ہے مرگ ہر دم ہمکنار ہے حسرت دید تو نکل جائے اُس خدا پرست نے فرمایا آنکھ بند کر پلک سے
پلک شہزادے کی لگی ملک زرنگار مین گذر ہوا اور صورت اُس حور کردار کی نظر پڑی بمجرد نگاہ
دل سے آہ کی بیہوشی ساری غشی طاری ہوئی مرد بزرگ نے سمجھایا اس امر لاطائل سے کیا حاصل
زندگی درکار ہے ایک روز دوست بھی ہمکنار ہے سمجھانے سے اتنی تسکین ہوئی کہ آنکھ کھولی رات
ہو گئی تھی پیر مرد نے کچھ کھلا لب چشمہ سُلایا جس وقت اُفق چرخ سے راہ گم کردہ مسافر مغرب یعنی آفتاب
عالمتاب جلوہ افروز ہو کر حصۂ چہارم آسمان پر آیا شہزادے کی آنکھ کھلی وہان آپ کو پایا
جہان سے ہرن کے پیچھے گھوڑا اُٹھایا تھا سجدۂ شکر ادا کر سرگرم رہ دوست ہوا راہ کا پتا
اُس رہبر خیل سبز پوشان سے پوچھ لیا تھا قدم بڑھایا جاتے جاتے ایک روز آفتاب کی تمازت
بدرجۂ اتم تھی پیاس کی شدت ہوئی آب وہان گوہر نایاب تھا خضر تک اس دشت مین



لاعلان پانی کا [illegible] تھا زبان مین کانٹے پڑے ریت کی گرمی سے تلوے جلتے تھے دوگام قدم
نہ چلتے تھے لون کا شعلہ پیہ سرگرم آزار جگر سوختگان تھا کہ پرندے پتون مین منھ چھپاتے تھے کوسون
درندے نظر نہ آتے تھے دشت کرۂ آہنگران تھا ہر طرف شعلۂ جوالہ دوان تھا ریگ صحرا کیفیت
دریا دکھاتی تھی پیاسون کی دوڑ دھوپ مین جان جاتی تھی صدائے زاغ و زغن سے سناٹا دھوپ کا
تڑاقا دشت کا پتھر تپنے سے انگارا تھا جانور ہر ایک پیاس کا مارا تھا وہ تابش شمس جس سے ہرن کا لاہو
مذکور سے زبان مین چھالا ہو باد سموم سے وحشیون کے منھ پر سیہ تاب تھا لون سے گاؤ زمین کا جگر
کباب تھا مچھلیان پانی مین بھنتی تھین جل جل کر کنارے پر سر دھنتی تھین سرطان فلک جلتا تھا کیکڑا
لب دریا اُبلتا تھا ایسے موسم کے سفر مین سفر کیونکر ہو مسافر خواب مین برائے چلو بھر پانی دو درخت
خشک سوکھے پتے کھڑکھڑاتے تھے جانور پر کھولے پھڑپھڑاتے تھے چارپائے ایک سمت ہانپتے تھے گرمی کے
خوف سے کانپتے تھے یہ حرارت مستولی تھی کہ دوستونکی گرمی سے جی جلتا تھا مسافر وہم پالے گمان سے راہ نہ چلتا
تھا خورشید حشر کی طرح آفتاب تابان تھا صحرائے قیامت وہ بیابان تھا اسی حال خراب مین شہزادہ سرگشتہ
دل برشتہ حیران پریشان ایک درخت گنجان سایہ دار دیکھکر آیا تو وہان حوض مصفا پانی سے لبالب بھرا پایا پانی دیکھکر
جان رفتہ تن مین آئی آنکھون نے لہرون سے ٹھنڈک پائی گھوڑے سے اُترا پانی پینے کو جھکا چرخ نے نیرنگی دکھائی

تصویر جان عالم کے حوض مین کودنے کی





وہی معشوقۂ مرغوبہ مطلوبہ جسکے میل تلاش مین غریق محیط الم گرفتار لطمۂ غم مثل پیکاہ بہا بہا پھرتا تھا حوض مین نظر آئی آنکھ چار ہوتے ہی وہ بولی اے شناور بحر محبت والے غواص چشمۂ الفت دیر سے تیری منتظر تھی للہ الحمد تو جلد پہونچا تامل نہ کر کود پڑ اُسے تو وہ آنکھ بند کرنے کا نقشہ ہر پل مدنظر تھا بے تامل نہنگ آفت کے مُنھ مین کود پڑا زیست سے سیراب ہو کر یہ کہتا شعر کود ا کوئی یون گھر مین ترے دھم سے نہوگا + جو کام ہوا ہمسے وہ رستم سے نہوگا + کودتے ہی سر تلے ٹانگین اوپر غلطان پیچان تحت الثرٰی کو چلا گھڑی بھر مین پاؤن تہ کو لگا آنکھ کھولی نہ حوض نظر آیا نہ اُس دُرِ شہوار کو پایا مگر صحراے لق و دق جسے دیکھ رستم و اسفندیار کا رنگ فق ہو دیکھا اُسوقت سمجھا یہ دوسری زک اُٹھائی تو لے کی بات آگے آئی ع وائے بر ما و گرفتاری ما × یہ کہکے آگے چلا دور سے چار دیواری معلوم ہوئی جب قریب آیا باغ و عمارت مفصل دیکھی در باغ بسان آغوش مشتاق وا سرد سرد ہوا یہ تو گرمی کا مارا تھا بے تکلف قدم اندر رکھا باغ مین آیا قطعۂ دلچسپ پایا تختہ بندی معقول پٹریان خوش قطع خوبصورت پھول روشین صاف نہرین شفاف چشمے ہر سمت جاری تھی تیاری درختون پر جانوران نغمہ سرا برگ و بار گل سے بالکل باغ بھرا باغبانیان پری وش ہر روش پہ بروش دلبری خرامان شاخون پر بلبلین غزلخوان بیچ مین بارہ دری عالیشان سب تکلف کا سامان اُسکے متصل چبوترہ سنگ مرمر کا بادلے کا سائبان کھنچا مسند مغرق بچھی ایک عورت خوبصورت عجیب آن بان سے بیٹھی خواصین گرد و پیش وہ مغرور بحسن و جمال خویش شہزادے کو دیکھکر ایک خواص پکاری اے صاحب تم کون ہو جان نہ پہچان بے دھڑک پرائے مکان مین چلے آئے یہ تو زیست سے بیزار مرگ کا طلبگار تھا اُسے جواب نہ دیا بے تامل مسند پر برابر جا بیٹھا یہ شعر پڑھا اُستاد بھر بیٹھے ہم دو زانو وضع مؤدب اُس سے وضعی جو تھا تو ہمکو داب ادب نہ آیا + وہ تو فریفتہ قدیم تھی ہنس کے چپ ہو رہی پوچھا آپ کہان سے تشریف لائے ہین شہزادہ متحیر باغ کو دیکھ رہا تھا جو پیڑ تھا پر دار جانور کی صورت پھل لگے پھول پر بہار آپس مین سرگرم گفتار جس میوے پر رغبت ہو اُس درخت کا جانور سامنے آ رقص کرے پھل بے ہاتھ لگائے مُنھ کے پاس آئے جتنا اُسے کھاؤ ثابت پاؤ جب طبیعت سیر ہو اُسے درخت مین دیکھ لو یہ سحر کتین اُس کی خواصین شہزادے کے دکھانے کو در پردہ ڈرانے کو

کرتی تھین اِس قرینے سے جانعالم کو یقین ہوا کہ سب جادو کا ڈھکوسلا ہے پیر مرد سچ فرماتا تھا
افسوس بُرے پھنسے یہ تو ان خیالون مین تھا اُسنے مکرر پوچھا شہزادے نے جواب دیا کہ ہمارا آنا جانا
تمھین خوب جانتی ہو اجنبی ہین لیکن تم پہچانتی ہو وہ مُسکرائی خواصون سے کہا آپ مہمان ہین
مروت شرط ہے اُنھون نے کچھ اشارہ کیا کشتیان شراب کی قابین گزک و کباب کی مع
جام و صراحی خود بخود آئین اور رینا ۓگے بے زبان پنبہ دہان رقصان یہ بولی حافظ اگر شراب
خوری جرعۂ فشان بر خاک + ازان گناہ کہ نفعی رسد بغیر چہ باک + پھر دفعتۂ جام لبریز بریز بریز
کہتا خندہ زنان جان عالم کے قریب آ کے بولا حافظ بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند + چنان
نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند + شہزادے نے انکار مین مصلحت نہ دیکھی ڈرا کہ اگر عذر کرون ورا سی طرح
شراب حلق مین اُتر پڑے تو کیا لطف رہے یہ کہا لا اعلم یار سے ہے لطف مے کا آہ یہ ہو وہ نہ ہو + یہ کوئی
صحبت ہے ساقی واہ یہ ہو وہ نہ ہو + پھر اُس جام کو ناکام ہاتھ مین لے کے لہو کے سے گھونٹ
گلا گھونٹ گھونٹ پیے وہ دور بے سر انجام بہ آلام گردش مین آیا جب دو چار ساغر متواتر

تصویر اختلاط جان عالم اور جادوگرنی کی مع سامان مسہری



جادوگرنی نے پیے کاسۂ دماغ عقل سے دور و لولۂ مستی سے معمور ہوا چھیڑ چھاڑ کرنے لگی شہزادہ
اُسکا اختلاط کج بحثی سے بدتر جانتا تھا مجبور گردش گردون دون دیکھکر سرنگون ہو کچھ ہان ہون
کرو دیتا سچ ہے جسے جی پیار کرتا ہے اُسکی گالی بدرجہا بوس و کنار سے زیادہ مزہ دیتی ہے اسی
صحبت مین آدھی رات گذری خاصہ طلب کیا دو چار نوالے جان عالم نے بجبر پانی کے سہارے
سے اُگل اُگل علق کے نیچے اُتارے اُس فرہنگی نے قرار واقعی ہنستے مارے کھانا زہر مار کر شہزادے
کا ہاتھ پکڑ سبارہ دری مین لیگئی جواہر نگار مسہری پر بٹھایا ایک تو شراب کا نشہ دوسرے عالم تنہائی
بیٹھتے ہی شرم و حجاب کا پردہ اُٹھا لپٹ گئی وہ سرکا پھر تو خفیف ہوکے بولی تو نے سُنا ہوگا
شہپال جادو شہنشاہ ساحران جہان فخر سامری و جیپال جس کا نام ہے مین اسکی بیٹی ہون تمام باغ
بلکہ نواح اسکا سب سحر کا بنا ہے برسون سے تیری فریفتہ اور شیدا ہون بتمنائے وصال خراب
حال جیتی تھی بجز لخت جگر اور خون دل کچھ نہ کھاتی نہ پیتی تھی آج لات و منات کی مدد سے تو میرے
اختیار مین آیا دل کا مطلب بھر پایا جس چیز کا شایق و طلبگار ہو جو شے تجھے درکار ہو بجز ملاقات
انجمن آرا جہان کا سامان مہیا ہے بشرط اطاعت و اظہار محبت جان عالم پہلے ڈرا پھر جی مضبوط کر کے
بولا یہ سب سچ ہے جو تو نے کہا مگر تیری تقریر سے ثابت ہوتا ہے کہ تو راہ و رسم محبت سے آشنا ہے نوش وصل
نیش فصل کا مزہ چکھا ہے انصاف کر جسکے واسطے خانمان آوارہ غربت کا مارا سرگردان ہوا ہون
تو اُسی کے نام کی دشمن ہے مین تیری دوستی پر کیونکر اعتماد کرون دنیا مین تین طرح کے دشمن ہوتے
ہین ایک تو وہ جو صریح اپنا عدو ہو دوسرا دشمن کا دوست تیسرا دوست کا دشمن یہ سب سے بُرا ہے
اُس سے کنارہ اچھا ہے یا یہی شرط محبت ہے کہ ایک شخص کا نام خراب کر کے جہان آسایش
ملے وہان بیٹھ رہے فکر سلطنت جستجوے دولت مین سر بصحرا نہین ہوا ہون جو تیرے جاہ و ثروت
پر اکتفا کرون تجھے معلوم ہوگا اللہ کی عنایت سے گھر کی سلطنت حکومت کرنے کو کافی تھی مگر میرا تو
یہ حال ہے میر تقی اِک مدت یار ے چنار رہے اک مدت گلخن تابی کی + برسون ہوئے ہین
گھر سے نکلے عشق نے خانہ خرابی کی + یہ سُن کے وہ کھسیانی کُتیا سی جھنجھلائی کہا قدرت سحر میری سے نکلے
مغرب و مشرق کا فاصلہ گردش چشم ہے زنگار رچانا کیا لیسشم ہے ادھر پلک جھپکائی اتنے عرصہ مین
زرنگار گئی اور آئی خیر اگر میری ہم صحبتی کریہ جانتا ہے تیری امید بھی قطع کر دیتی ہون ابھی انجمن آرا کو لا

تیرے روبرو جلا اپنا دل ٹھنڈا کرتی ہون جان عالم بدحواس ہوا کہ رنڈی کے غصے سے ڈرا چاہیے سخت غضب مین گرفتار ہوے انکار مین قتل معشوق بدنظر اور اقرار کرلے مین اپنی جان کا ضرر دونون طرح مشکل ہے حیران ہو مآل کار سوچنے لگا منھ پوچھنے لگا واقعی یہ مقدمہ بہت بیجا ہے جسپر گذرا ہو وہ جانے دل کا یہ حال ہوتا ہے جدھر آیا آیا جس سے پھرا پھرا اور یہ کیا عذاب عظیم ہے فراق محبوب وصال نامرغوب آخرکار شہزادے کو بجز اطاعت مصلحت نہ بن پڑی دل کو تسکین دیکر کہا اگر اس سے موافقت کروگے انجمن آرا کی اور اپنی زندگی ہوگی خالق رحمۃ للعالمین جامع المتفرقین ہے کوئی صورت نکل آئیگی کہ اس بلا سے رہائی دردلدار تک سائی ہوجائیگی الا حیلہ شرط ہے یہ خیال کر ساحرہ سے کہا ظالم ہم تیرا جی دیکھتے تھے ہمنے سنا تھا عاشق معشوق کے نازبردار ہوتے ہین مگر یہ جھوٹ تھا دھمکاتے ہین ڈراتے ہین عاشقی مین حکومت کسی نے کانون سے نہ سنی ہوگی ہمنے آنکھون سے دیکھی تو یہ نہ سمجھی ایسا کون احمق ہوگا جو تجھسا معشوق عاشق خصال ورسلطنت لازوال چھوڑکے امر نادیدہ کی جستجو کرے امید موہوم پر جنگل جنگل ڈھونڈھتا پھرے یہ فقط اختلاط تھا یہ کہکے گردن مین ہاتھ ڈال دیا وہ قحبہ توازار بند کھولے بیٹھی تھی لپٹ گئی ناچار با خاطر افگار اس تیرہ بخت کا منھ کالا کر ہاتھ منھ دھوا اسکے ساتھ سو رہا وہ چڑمرانی بدمست لیٹتے ہی جہنم واصل ہوئی یہان نیند کہان جی سینے مین بیقرار پہلو مین وہ خار ہر دم آہ سرد دل پردرد سے بلند چشمہ چشم جاری فریاد وزاری دوچند جگر مین سوز فراق نہان لب پر درد نہان عیان یہ رباعی بزبان لا اعلم کسی کی شب وصل سوتے کٹے ہے + کسی کی شب ہجر روتے کٹے ہے + ہماری یہ شب کیسی شب ہے الٰہی + نہ سوتے کٹے ہے نہ روتے کٹے ہے + مگر جب وہ کروٹ لیتی اُسکی جان خوف سے نکلتی دم بخود ہوجاتا جھوٹ موٹ سوجاتا اسی حال سے بہزار خرابی ومشاہدۂ بیتابی جان عالم گریبان سحر چاک ہوا جادوگرنی اٹھی شہزادے کو حمام لیگئی وہان اور عجائبات سحر دکھائے نہاکے دونون باہر آئے خاصہ چنا گیا بعد فراغت صحبت طعام اُسنے یہ کلام کیا کہ میرا معمول ہے اسوقت سے پہر دن رہے تک شہپال کے دربار مین حاضر رہتی ہون تیری اجازت پاؤن تو جاؤن جانعالم نے دلمین کہا الحمد للہ جو دم تیری صورت پر کدورت نہ دکھائی دے غنیمت ہے مگر ظاہر مین زمانہ سازی سے کہا فرقت گوارا نہین روکنے کا یارا نہین جسطرح بنے جلد آنا ساحرہ اس کلمے سے بہت خوش ہو چل نکلی اُسکے جانے سے باغ سنسان ویران وحشت انگیز ہو کا مکان ہوا تنہا شہزادہ

باخیال دبر پھر تو بے تکلف ہو کر جی کھول کے رویا میر غم دل کو زبان پر لایا + آفت تازہ جان پر لایا +
کہا ہمسا بھی بدنصیب دور از حبیب دوسرا نہو گا جسکا یار نہ مددگار جس سے دل کا درد کہیے تا تسکین ہو
صحبت اُنکی ملی ہے جنھین دیکھ چپ ہو رہیے کہ عشق اور کا نہ اُنکے ذہن نشین ہو ایک جانور جو ہمسر تھا
یون اُڑا دوسرا وزیر زادہ جو لڑکپن سے جان نثار اور یاور تھا وہ دن چھٹا ہوس سوائے اندوہ و یاس و
حرمان ہوا نہ حاصل جہان سے ہمکو + اُٹھائین کاندھے پہ بارہستی سفر ہے بہتر یہان سے ہمکو + اسی
سوچ مین کچھ گھڑی دن باقی رہا جادوگرنی چمکی چمکائی آئی جان عالم کو اسکی صورت دیکھکر رونا
آیا لیکن ڈر کے مارے جو ہنسنے لگا نالہ گلے مین پھنسنے لگا پھر وہی اکل و شرب کا چرچا مچا جب نصف
شب گذری تو وہ سو رہی ان کو بیداری اختر شماری نصیب ہوئی فرد شاہد رہیو تو اے شب ہجر
جھپکی نہین آنکھ مصحفی کی + اسی انداز سے دو مہینے گذرے جانعالم کا روز کی کوفت سے یہ عالم ہوا
کہ سوکھ کے کانٹا ہو گیا بدن ڈھانچا ہو گیا اُستاد ہون کاہ سے کاہیدہ لیس زار اسے کہتے ہین
عیسے سے نہو اچھا بیمار اسے کہتے ہین + بن ہاتھ لگے وس کے جا سے نہین ہلتا ہین + لاغر اسے
کہتے ہین تیار اسے کہتے ہین + تصویر مرقع ہون سکتے کا سا عالم ہے + جنبش ہی نہین نقش دیوار اسے کہتے ہین
قضارا ایک روز وقت رخصت ساحرہ بولی جانعالم تیری تنہائی کا اکثر خیال بلکہ مجھے ملال رہتا ہی تو کیلا
تمام دن گھبراتا ہوگا باغ خالی کاٹے کھاتا ہوگا مجبور ہون کوئی تیرے دل بہلانیکی گون نہین جسے چھوڑ جاؤن
یہ رنڈیان بدسلیقہ ہین اُنکو کہان تک آدمیت سکھاؤن ہنوز اُنھین نشست برخاست کا قرینہ نہین آیا
اُنسے تو اور برخاستہ خاطر ہوگا شہزادے نے کہا ہم کیا گھبرائینگے تنہا پیدا ہوئے تمام عمر اکیلے رہے ہماری قسمت
مین دوسرا لکھا نہین ہم صحبت ہمارا خدا نے خلق کیا نہین لیکن یہ اندیشہ ہمیشہ رہتا ہے کوئی ہمین اُڑا لے
تو دن بھر مفت مٹی خراب رہے تمسے کون جا کر کہے ہنسنے کی جا ہے رونے والا ناپیدا ہے وہ بولی یہ مکان
طلسم ہے باد مخالف کا گذر محال ہے تیرا کدھر خیال ہے شہزادے نے کہا اگر کوئی جادوگر یہ قصہ کرے
اُسے کون روکے وہ فریفتہ بشدت تھی بند ہوئی وہم یہ ہوا کہ میرے بعد کوئی جادوگرنی آئے اور
اس پر عاشق ہو جائے مار ڈالنا کیسا یہان سے لے اُڑے تو تو کہان سے پائے سب
محنت برباد ہو جائے فرط محبت انتہائے اُلفت مین انجام کار نہ سوچی بے تامل نقش سلیمانی
صندوق سے نکال اُس کے بازو پر باندھا کہا اب نہ تاثیر سحر نہ دیو کا گذر نہ پری سے

ضرر ہوگا دل کا کھٹکا مٹا مزے اُڑا یہ کہکے وہ تو بدستور چلی گئی جانعالم کے سر پر خرابی آئی وہی
بلبلانا شور مچانا باغ کو سر پہ اُٹھانا اور گاہ انجمن آرا کے تصور سے یہ کہنا مؤلف لکھا ہوا جی
قسمت کا تھا سو جان ملا + کہ میری خاک مین محنت دے آسمان ملا + ہزار صدمے یہ دل نے ہمارے
آہ تک بھی نہ کی + جو اک رفیق ملا وہ بھی بے زبان ملا + نہ ہمنے چین بزیر فلک کبھی پایا + عنایت
ازلی سے عجب مکان ملا + تری تلاش مین در در بھٹکتے پھرتے ہین + ملا نہ تو ہی تو جوتی سے گو
جہان ملا + نہ کہہ تو پیر فلک پر کہینگی ساری خلق + کہ خاک مین تیرے جوروں سے کیا جوان ملا + بہت
جہان کی کی سیر اے سرور حزین + پہ بیخزان نہ ہمین کوئی بوستان ملا + ایک دن عالم تنہائی مین جانعالم
کو یہ خیال آیا کہ اس نقش کی تعریف اسنے بہت کی تھی کھولو تو شاید عقدہ کا رستہ کھُلے یہ سوچ کے اُسے کھولا اُسکا
یہ نقشہ تھا بست در بست کا نقش ہر خانے مین اسمائے الٰہی مع ترکیب تاثیر تحریر تھے دیکھتے دیکھتے خانۂ
مطلب مین نظر پڑی لکھا تھا کہ کوئی شخص کسی ساحر کی قید مین اگر ہو یہ اسم پڑھے نجات پائے یا مکان
طلسم مین پھنسا ہو اُسے پڑھتا جدھر چاہے چلا جائے اور جو کوئی سحر کرتا ہو اُسپر دم کر پھونک دے اسی دم
اُسکی برکت سے ساحر کو پھونک دے یہ سانحہ اُس مین دیکھ کے قریب تھا کہ شہزادے کو شادی مرگ
ہو جلد جلد وہ سب اسم یاد کر نقش بازو پر باندھا اس عرصہ مین جادوگرنی موجود ہوئی جانعالم کے
تیور برے دیکھے پوچھا آج مزاج کیسا ہے وہ بولا الحمد للہ بہت اچھا ہے دیر سے تیرا منتظر تھا
بے تجھے شیطان علیہ اللعن کو سونپا ہمارا اللہ نگہبان ہے یہ سُنتے ہی روح قالب سے نکل گئی
سمجھی پیچ پڑا جان عالم چل نکلا سحر سے روکنے لگی تاثیر نہ کی سر پیٹ کر کہا سعدی کس نیاموخت
علم تیر از من + کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد + یہ کہکے ناریل زمین پہ مارا وہ پھٹا ہزارہا اژدہا
شعلہ افشان پیدا ہوا شہزادے نے کچھ پڑھا وہ سب پانی ہو گئے فانی ہو گئے پھر تو منت کرنے لگی
پاؤن پر سر دھرنے لگی جادوگرنیان سمجھانے لگین کہ یہ شرط مروت نہین جو اپنا والہ و شیدا ہو
اُس سے دغا کیجئے شہزادے نے کہا گریبان مین منہ ڈالو سوچو تو ہم بھی کسی کے عاشق ہین عزیز و دولت
سے جدا مصیبت کے مبتلا سر پھرا ہوئے تھے ہمین جبر سے قید کیا ہزار طرح کا الم مفارقت دیا یہ
احسان کچھ کم ہے ہمنے طلسم درہم برہم نہ کیا وہ سمجھی یہ نہ ٹھہرے گا عاشقی کا کام نصیحت و پند و قید و
بند سے نہین ہوتا اور جبر کا کام حباب آسا ناپائدار ہے اسکا کیا اعتبار ہے حُسن سدا ناؤ کاغذ کی

بہتی نہین + اور یہ قضیہ اتفاقیہ ہے ع ہر روز عید نیست کہ حلوا خورد کسے + حسن کبھی یون بھی
ہے گردشِ روزگار + کہ معشوق عاشق کے ہو اختیار + لیکن سوچو تو لاکھ طرح کا راحت و آرام ہو
جو جی نہ لگے تو کیا کرے اُستاد دولتِ کونین حاصل ہو تو اُٹھکے لات مار + پھر نہین لگتا ہے جی جس جا سے
ہو جبکا اُچاٹ + الغرض وہ سر پیٹتی رہی جانعالم نے ببرکت اسمائے الٰہی اُس طلسم سے رہائی پائی اپنی
راہ لی چند روز مین پھر اُس حوض پر وارد ہوا دیکھا اسپ وفادار پتھر سے سر مار مار مر گیا تھا اسکی لاش
دیکھ دل پاش پاش ہوا خوب رویا اب اور رنج پیادہ پائی کا قدمبوس ہوا سبحان اللہ کہان وہ
شہزادہ پروردۂ ناز و نعم کہان یہ سفر پیادہ پائی کا دور و دراز تنہائی کا دعوا لم ہر قدم خار ہر گام
آزار مگر تصویرِ یار پیشِ نظر ہر قطرۂ اشک مین سو سو لختِ جگر آہ و نالہ وردِ زبان یہ شعر ہر ساعت بیان
ناسخ مانع صحرا نوردی پانون کی ایذا نہین + دل دکھا دیتا ہے لیکن ٹوٹ جانا خار کا + کیون نہ
کھٹکون آسمان کو رات دن مین ناتوان + آبلہ کی شکل آنکھین مجھ مین عالم خار کا + رنگ رفق
دل مین قلق سینہ فگار پا آبلہ دار چھاتی غمِ دوری سے شق کبھی حکایت شکایت بیزگاہ یہ غزل
مؤلف کی درد آمیز پڑھتا چلا جاتا تھا مؤلف توڑکر خم اور ٹپک کر آج پیمانے کو ہم + سوے مسجد
جاتے ہین زاہد کے بہکانے کو ہم + شمع رو محفل مین کب دین بار پروانے کو ہم + ایک کیڑے
سے بھی کیا کچھ کم ہین جل جانے کو ہم + خواب سا کرتے ہین ہم ایام عشرت کو قیاس + دھیان مین
لاتے ہین جسدم گذرے افسانے کو ہم + کل تلک تھا جس مکان مین شمع رویونکا ہجوم + چھانتے ہین اب
وہان پر خاک پروانے کو ہم + اشک گلگون کے نشان چھٹے کچھ پتا ملتا نہین + جب خزان مین ڈھونڈتے
ہین اپنے کاشانے کو ہم + جرم کچھ صیاد کا اپنی اسیری مین نہین + روتے ہین کنجِ قفس مین آب و
دانے کو ہم۔ رشک زلفِ یار سب عقدے ہین میرے اے سرور + اور آ الجھاتے ہین بیٹھین جبکہ
سلجھانے کو ہم + چشم تر رنگ زرد آہ سرد دل مین درد پانون کہین رکھتا آبلہ پائی سے کہین اور
جا پڑتا نہ راہ مین بستی نہ گانو کن نہ میل نہ سنگ نشان راہ کا سر بسر پانون دل صفا منزل مین
عزم درد لدار آبلون کو اُنس خار سخت بدجوہی تھی کانٹون کی زبان تلوون کے خون کی پیاسی تھی
نہ کوچ کی طاقت نہ یارا ے مقام گھبراکے وہ ناکام یہ کہتا مؤلف بدل دے اور دل اس دل کے بدلے
الٰہی تو تو ربُّ العالمین ہے + ولہ اور اسیر نقد جان یکبدل لیتا سر کو + گر دل بیرنج پُر جھجاتا کسی کا دھیان مین

اور جب جنون عشق کا ولولہ از حد ہوتا تو سر پکڑ کر روتا اور یہ کہتا مؤلف قرار باقی نہیں جان ارین ترے
ستارہا ہے دل بیقرار بن تیرے + گھمنڈ تھا مجھے جن جن کا سب وہ بھاگ گئے + ہواس و ہوش و شکیب و
قرار بن تیرے + سرور کشتۂ محبوب خاک شرح کرے + بسر جو کرتا ہے لیل و نہار بن تیرے + خلاصہ یہ ہے
کہ اسی حال خراب و دل بیتاب سے ہر روز سرگرم منزل تھا دیدۂ دیدار طلب سے روان خونابۂ دل تھا

رہائی طلسم سے اُس گرفتار محبت کی اور پہونچنا وادی فرحناک بخشیں و خاشاک مین پھر ملاقات بانی مہر و وفا یعنی ملکہ مہرنگار پیرہ تمکین و وقار سے پیرِ دکا لوح دینا شہزادے کا رستہ لینا

عشق ہے تازہ کار تازہ خیال + ہر جگہ اسکی اک نئی ہے چال + کہین آنسو کی یہ سرایت ہے + کہین یہ خونچکان حکایت ہے + گہ نمک اسکو داغ کا پایا + گہ پتنگا چراغ کا پایا + کہین طالب ہوا کہین مطلوب اسکی باتین غرض ہین دونون خوب + یہان سے دشت نوردان وادی سخن جگر افگار غربت زدگان پر محن سینہ ریش بپائے زخمدار و دل خارخار بیان کرتے ہین کہ وہ مسافر صحرائے اندوہ و حرمان بے توشہ و زادِ راہ ہر روز با دل پرسوز گمراہ بادیہ گردی کرتا جیتا نہ مرتا ایک روز نواح دل کشا صحرائے فرح افزا مین گذر دیکھا کہ عنان قدرت نے صفحۂ دشت گلہائے مختلف رنگ سے بہشت ہشتم رشک صحن چمن اور بوٹا پتا گھانس کا بہ از گل باغ ارم خجلت دہ نسرین و نسترن بنایا ہے گرد جدول آب روان چشمہ ہر ایک چشمۂ حیوان اور لکہ ہائے ابر نے چھڑکاؤ سے عجب رنگ جمایا ہے نسیم بہار اور درخت گلزار سے میدان ختن و تاتار ہے نہ کہین گرد ہے نہ غبار ہے درختون پر فیض ہوا اور ترشح سے سرسبزی ہے اور جمک کا جوبن ہے گل خودرو سے جنگل نمونۂ گلشن ہے یہ تو مدتون کا مسافت دیدہ مسافت کشیدہ تھا وہ زمین خجستہ آئین بہت پسند آئی دل مین آیا آج کی شب اسی جا سحر کیجے قدرت حق مد نظر کیجے ایک سمت زمین ہموار درخت گنجان چشمہ ہائے آب روان دیکھکے جا بیٹھا جنگل کی کیفیت جی بہکل کرنے والی جانورون کی اُچھل کود کی دیکھا بھالی خوش فعلی کی سیر کُلیل مین وحش و طیر بو باس ہر برگ گل کی دھوم دھام طائرون کے غل کی بوٹے پتے کی نشو و نما سرد سرد ہوا ابر سیاہ کہین گھرا سرخ و سفید اودی ساون بھادون کی گھٹا رعد زور و شور سے میخوارون کو سُنا یہ کہ رہا میر سوز کی فرشتون کی راہ ابر نے بند + جو گنہ کیجے ثواب ہے آج + ندیان نالے

چڑھے دریا بڑھے جھیلین تالاب لبریز ڈبرے موج خیز پپیہے کا مستون سے مخاطب ہونا پی پی
کہو آپی جان کھونا کوئل کی کوکو اور تو تو سے کلیجہ منھ کو آتا تھا مور کا شور برق کی چمک رعد کی
کڑک ہوا کا زور و شور زنگ دکھاتا تھا شام کا وقت غروب آفتاب کا عالم جانورون کا درختون پر
بیٹھنا باہم زمین پر فرش زمردین بچھا دھان لہرین لے رہا آسمان مین زنگار رنگ کی شفق پھولی
شام اودھ کی سیر ہوئی ایک سمت قوس قزح جسے دھنک کہتے ہین بصد عظم و شان فلک پر
نمایان سرخ سبز زرد دھانی لکیرین عیان بلبل کے چہچہے درخت سبز لہلہے کوسون تک سبزہ زار
پھولون کی بہار کہین ہرن چرتے کہین پرند سیر کرتے کسی جا طاؤس ان طناز سرگرم رقص و ناز لب ہر چشمہ
آب مرغابی آبی و سرخاب کبھی نمود ہونا ماہ کا چکور کا دوڑنا بھرنا آہ کا دونون وقت ملتے اس دید کی
خراش سے دل پاش پاش زخم جگر چھلتے یہ سیر جو ہجر جانان مین نظر سے گذر جائے کیونکر دل ٹکڑے
ٹکڑے نہ ہو چھاتی بھر نہ آئے استاد کار آگلکر کرتی ہے ہر بوند تن پر یارین + کیا عجب
گر ہون ہرے داغ جگر برسات مین + قاعدہ ہے جب آدمی کو سامان عیش و نشاط اس طرح
کی سیر فرحت و انبساط میسر ہوتی ہے جسے جی پیار کرتا ہے وہ یاد آتا ہے شہزادے نے مدت
کے بعد یہ فرحت جو پائی یار کی یاد آئی شعر مین وہ نہین جو کر دن سیر بوستان تنہا +
بہشت ہو تو نہ منھ کیجئے باغبان تنہا + اس سوچ مین بیٹھا تھا کہ ایک طرف سے رنڈیون کا غول
پیدا ہوا یہ دھوکا پا چکا تھا سنبھل بیٹھا اور اسمائے رد سحر پڑھنے لگا بموجب مثل دودھ کا
جلا چھاچھ پھونک پیتا ہے جب وہ آگے بڑھین غور سے دیکھا چار پانچ سو عورت پریزاد
حور وش زرین کمر نازک تن سیمبر چست و چالاک کمسن الھڑپنے کے دن اچھلتی کودتی پیادہ اور
جواہر نگار ہوادار پر ایک آفتاب محشر سوار گرد پریون کی قطار تاج مرصع کج سر پر لباس شاہانہ
پر تکلف در بر نیمچۂ سلیمانی اس بلقیس وش کے ہاتھ مین سیماب وشی بات بات مین صید کرنیکی
گھات مین بندوق چقماقی طائر خیال گرانے والی برابر رکھی شکار کھیلتی سیر کرتی چلی آتی ہے
حسن مین بیمثال کاہش بدر غیرت ہلال میر حسن برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن + جوانی کی راتین
مرادون کے دن + طالع بیدار یاور اقبال ہمساز غمزہ و عشوہ ہمانداز و ادا جلو مین آفت جان عاشق
سراپا ناز جانعالم نے بہ آواز بلند کہا میر تقی کیا تن نازک ہے جان کو بھی حسد جس تن پہ ہے +

تصویر صحرائے پرفضا و جانعالم و ملکہ مہر نگار کا بسواری ہوادار جانعالم کے پاس آنا



کیا بدن کا رنگ ہے تہ جسکی پیراہن پہ ہے + یہ صدا جو اہتمام سواری آگے آگے کرتی تھیں اُنکے کان میں پڑی اور نگاہ جمال جانعالم سے لڑی سب کی سب لڑکھڑا کر ٹھٹک گئیں کچھ سکتے کے عالم میں سہمکر جھجک گئیں کچھ بولیں ان درختوں سے چاند نے کھیت کیا ہے کوئی بولی نہیں ری سورج چھپتا ہے کسی نے کہا غور سے دیکھو ماہ ہے ایک جھانک کے بولی باللہ ہے ایک نے غمزے سے کہا چاند نہیں تو تارا ہے دوسری چٹکی لیکے بولی اُچھال چھکا تو بڑی خام پارا ہے ایک بولی سرو ہے یا چمن حسن کا شمشاد ہے دوسری نے کہا تیری جان کی قسم پرستان کا پریزاد ہے کوئی بولی غضب کا دلدار ہے کسی نے کہا دیوانیو چپ رہو خدا جانے کیا اسرار ہے ایک نے کہا چلو نزدیک سے دیکھ آنکھ سینک کر دل ٹھنڈا کریں کوئی کھلاڑن کہہ اٹھی دور ہو ایسا نہو اسی حسرت میں تمام عمر جل جل مریں ایک نے خوب جھانک تاک کے کہا خدا جانے تم سب کے دیدوں میں چربی کہاں کی چھا گئی ہے کیا ہوا ہے یہ تو بھلا چنگا ہٹا کٹا مردوا ہے سواری جو رُکی ملکہ نے پوچھا خیر ہے سب نے دست بستہ عرض کی قربان جائیں جان کی امان پائیں تو زبان پر لائیں ہمیشہ سواری حضور کی اسی راہ سے جاتی ہے مگر آج خلاف معمول ان درختوں میں سے ایک شکل دلچسپ ایسی نظر آئی ہے فرد سنا یوسفؑ کو حسینان جہاں بھی دیکھے + ایسا ہم شکل طرحدار نہ دیکھا نہ سنا

ملکہ متعجب ہوکے پوچھنے لگی کہان ایک نے عرض کی وہ حضور کے سامنے جیسے ہی ملکہ کی نگاہ چہرۂ
بے نظیر صورت دلپذیر جمال عالم پر پڑی دیکھا ایک جوان رشک مہ پیر کنعان رعنا سرو قامت
سہی بالا بحر حسن و خوبی کا دُر یکتا کاسۂ سر سے فر شاہی نمایان بادۂ حسن دلفریب سے معمور ہے
دماغ مین کشور ستانی ہے اُٹھتی جوانی ہے نشۂ شباب سے چکنا چور ہے خم ابرو محراب حسینان
سجدہ گاہ پردہ نشینان چشم غزالین سرمہ آگین ہے آہوے رم دیدہ کشور چین ہے چتون سے رمیدگی
پیدا ہے مست مے محبت ہے اسیر جو کہنا ہے دیدے کی سفیدی اور سیاہی لیل و نہار کو آنکھ دکھاتی
ہے سواد چشم پر حور سویدا لئے دل صدقے کیا چاہتی ہے حلقۂ چشم مین کتنے ہموار مردم دیدہ دھرے
ہین صانع قدرت نے موتی کوٹ کوٹ بھرے ہین قرۂ نکیلی اُس کمان ابرو کی دل مین دوسا
ہونے کو لیس ہے رشک لیلی یہ غیرت قیس ہے ناوک نگاہ سے پیر چرخ تک پناہ نہین دلدوزی
بیگناہون کی اُسکی ملت مین ثواب ہے گناہ نہین لوح پیشانی تختۂ سیمین یا مطلع نور ہے
یا طباشیر صبح یا شمع طور ہے کاکل مشکین سے زلف سنبل کو پریشانی ہے بو باس سے ختن و الون
کو حیرانی ہے عنبرین مویون کو زندگی وبال ہے بال بال پرپیچ و خمدار ہے روے تابان بسان
چشمۂ حیوان ظلمت سے نمودار ہے ہما اپنے پر و بال سے اس صاحب اقبال کا مگس ران ہے
رُخ تابندہ کی چمک سے نیر اعظم لرزان ہے لب گل برگ تر پر سبزے کی نمود ہے یا دھوان دھار
مشتاقون کے دل کا دود ہے نظر کام نہین کرتی قدرت و دود ہے ہر حلقۂ گیسوے معنبر کا کمند
گرہ گیر ہے مگر بالون کے اُلجھنے سے کھلتا ہے کہ کسی کی زلف پیچان کا اسیر ہے خندۂ دندان نما سے
ہونٹ لعل بدخشان کا رنگ مٹاتا ہے دانتون کی تاب سے گوہر غلطان بے آب ہوا جاتا ہے
معشوقون کا اُنپر دانت ہے دل و جان وارے لیتے ہین جو نظر سے پنہان ہو ڈاڑھین مارتے ہین
دم تقریر دُرج دہان جو کھولتا ہے سامع موتی رولتا ہے ہر کلمہ اعجاز نما ہے بیمار محبت کا مسیحا ہے
ہاتھ ہر ایک نہال اُلفت کی شاخ باردار ہے دل کی دستبرد کو اور خزانۂ قارون بانٹ دینے
کو سر دست تیار ہے کف دست کی لکیرین دستاویز محبت ید قدرت سے تحریر ہے سرنوشت سے
یہ کھلتا ہے کہ سلسلۂ الفت مین کسی کی رگ و پے بستۂ زنجیر ہے مرآت سینہ مین عکس افگن کوئی
صاحب جمال ہے مد نظر کسی کا خیال ہے کمر نازک جستجو پر باندھے چست ہے بیٹھا سست ہے

چلنے کو مثل صبا آندھی ہے پاؤن وادی تلاش مین سرگرم رفتار ہین زیر قدم دشت و کہسار
ہین قسمت برسر یاری ہے کہ ہمارے دام مین یہ ہمائے اوج شہریاری ہے یہ تصور دل مین تھا کہ
کارپردازان محکمۂ ناکامی حاضر ہوے اور مشاطۂ حسن و عشق نے پیشقدمی کر متاع صبر و خرد نقد دل
و جان اساسۂ ہوش و حواس تاب و توان بلکہ جگر افگار ارمغان رونمائی مین نذر شاہزادۂ والاتبار
کیا عقل و دانش گم صمٌ بکمٌ کا نقشہ ہوا حضرت عشق کی مدد ہوئی سب بلا رد ہوئی شوق وصل پیدا ہوا
جی شیدا ہوا دفعۃً کیا تھا کیا ہوا میر تقی تھی نظر یا کہ جی کی آفت تھی + وہ نظر ہی وداع طاقت تھی
ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ + صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ + دل یہ کرنے لگا طپیدن ناز +
رنگ چہرے سے کر گیا پرواز + ملکہ تھر تھرا کر ہوادار پر غش ہوئی خواصون نے جلد جلد گلاب اور
کیوڑا بید مشک چھڑکا کوئی ناد علی پڑھنے لگی کوئی سورۂ یوسف دم کرنے کو آگے بڑھنے لگی کسی نے
بازو پر رومال کھینچکر باندھا تلوے سہلانے لگی کوئی مٹی پر عطر چھڑک کر سونگھانے لگی کوئی ہاتھ منھ
کیوڑے سے دھوتی تھی کوئی صدقے ہو ہو روتی تھی بولی چہل کنجی کا کٹورا لانا کسی نے کہا یہ شب
کی تختی دھو کے پلانا کسی نے کہا لاریب آسیب ہے کوئی بولی عجب سحر پارہ ہے جسے دیکھنے سے دل
ناشکیب ہے کوئی سمجھی یہ شخص ہمجنس نہین قسم جن سے ہے کوئی بولی یہ غشی تقاضائے سن سے
ہے غرضکہ دیر مین ملکہ کو افاقہ ہوا اگر دل مضطرب چپان خواہش اُسی طرف کشان جذب عشق سے
مقناطیس اور آہن کا عالم کشش محبت سے کاہ و کہربا اسی دم ہو گئی رنگ و طائر پریدہ صبر و ضبط
دامن کشیدہ مشورہ ہوا سواری ادھر سے پھیرو ملکہ کو بیچ مین گھیرو لیکن تاب تحمل یارائے صبر
ملکہ کو بالکل نہ تھا فرمایا دیوانیان ہو یہ کوئی مسافر بیچارہ خانمان آوارہ غربت کا مارا تھک کر
بیٹھ رہا ہے اس سے ڈرنا کیا چلو نزدیک سے دیکھین ناچار وہ سب فرمانبردار چلین مگر جھجکتی ایک
دوسرے کو تکتی جون جون سواری قریب جاتی تھی ملکہ کی چھاتی دھڑکتی تھی دل مین تڑپ زیادہ پاتی
تھی اگرچہ جمال ملکہ مہر نگار بھی سحر سامری کا نمونہ مہ و مہر سے دونا عابد کش زاہد فریب تھا جان عالم
بھی بیچین ہوا مگر دامن ضبط دست استقلال سے نہ چھوڑا جس طرح بیٹھا تھا جنبش نہ کی تیور پر میل
نہ آیا ایک خواص خاص باشارۂ ملکہ آگے بڑھی پوچھا کیون جی میان مسافر تمہارا کدھر سے آنا ہوا
اور کیا مصیبت پڑی ہے جو اکیلے سوائے اللہ کی ذات ہیہات نہ کوئی سنگ نہ ساتھ اس جنگل بیابان رہو

شہزادے نے مسکرا کر کہا مصیبت تجھ پر پڑی ہوگی معلوم ہوا یہاں آفت زدے آتے ہیں کہو تم
سب کی کیا کمبختی آئی ایاموں کی گردش نصیبوں کی سختی ہے جو چڑیلوں کی طرح ناکام سرشار پھرتی ہو
ملکہ یہ سن کے بھڑک گئی خود فرمانے لگی واہ واہ صاحب تم بہت گرما گرم تند مزاج حاضر جواب ہو حال
پوچھنے سے اتنا برہم ہو کر کڑا فقرہ سنایا کہ اس مُردار کے ساتھ تھو تھو مجھ چھٹ سب کو چھلپائیان
بنایا جان عالم نے کہا اپنا دستور نہیں کہ ہر کس و ناکس سے ہمکلام ہوں دوسرے مردار سے بات حرام
ہے خیر دھوکے میں جیسا اُسنے سوال کیا ویسا ہمنے جواب دیا اب تمھارے مُنھ سے مُردار نکلا ہم
سمجھ گئے چپ ہو رہے ملکہ نے ہنسکر کہا خوب یک نشد دو شد صاحب چونچ سنبھالو ایسا کلمہ
زبان سے نہ نکالو کیا میرے دشمن در گور مردار خور ہیں آپ بھی کچھ مُنھ زور ہیں بھلا وہ تو کہہ کے
سُن چکی ہیں آپ سے پوچھتی ہوں حضور کس سمت سے رونق افروز ہوئے دولتسرا چھوڑے
کے روز ہوئے اور قدوم میمنت لزوم سے اس دشت پُرخار کو کیوں رشک لالہ زار کیا جان عالم
نے کہا چہ خوش آپ در پردہ بناتی ہیں بگڑ کر طنز سے یہ سُناتی ہیں ہم حضور کا ہیکو مزدور ہیں تم جیتے جی
جو چار کے کاندھے چڑھی ہو تم البتہ حضور ہو جو جلیسیں تھیں بولیں ملکۂ عالم آپ کس سے گفتگو
دو بدو کرتی ہیں یہ مردوا تو لٹھ ہے سخت مُنھ پھٹ ہے ملکہ بولی چپ ہو ان باتوں میں دخل نہ دو
ایسا نہ ہو یہ بدمزہ ہو جائے تو صلواتیں سنائے وہ سب ہٹیں آپس میں کہا خدا خیر کرے آج جنگل میں
گُل پھولا چاہتا ہے یہ پردیسی پنچھی مسافر راہ بھولا چاہتا ہے ملکہ نے کہا اے صاحب کچھ منھ سے
بولو سر سے کھیلو ندھیٹ جو چاہو ہوئے لو جان عالم نے کہا اُمرا ایرت کو کام نہ فرماؤ نیچے آؤ معلوم
ہوا تم بڑی آدمی ہو سواری مانگے کی نہیں خواصیں بھی تمھاری ہیں خاک نشینوں کی ہم بستری کرو
تکلف تہ کر رکھو طبیعت حاضر ہوگی تو تمھارے بیٹھنے سے کچھ کہہ اُٹھیں گے تم ہوادار کیا ہوا کے
گھوڑے پر سوار ہم فقیر بستر خاک پر سایہ دار حافظ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا + ملکہ بولی
اس مدۃ العمر میں ایسا مسافر جریدہ دہن دریدہ تمھارے سوا بخدا نہیں دیکھا اُستاد زبان سنبھالو
یہ منھ زوریاں غریبوں پر + خدا کی سوں کوئی تمسا بھی بدلگام نہیں + تم کوئی زور چیز ہو کیہ و تنہا ٹٹو نہ گھوڑا
گٹھڑی نہ بقچہ ننگا لچا وہی مثل ہے رہے جھونپڑے میں خواب دیکھے محلوں کا ہر بات میں ٹھنڈی گرمیاں
کرتے ہو جو یہی خوشی ہے تو لو یہ کہکے ہوادار سے اُتر شہزادے کے برابر بیٹھ گئی خواصوں نے

بہت بھیانک ہو کے کہا بی یہ موا کیا سحر بیان جادو کا انسان ہے ملکہ سی پری کو گالیان
دے دے کیسا شیشے مین اُتار لیا بیٹھے بٹھائے میدان مار لیا ایک بوبی تجھے اپنے دیدون کی قسم
سچ بولیو ایسا جوان رنگیلا سجدار نکیلا ٹھٹھول طرار آفت کا پرکالا دنیا سے نرالا تو نے یا کبھی تیری ملکہ
نے دیکھا بھالا تھا اری دیوانی نادان خوبصورتی عجب چیز ہے اسکا دوست طالب دشمن کا
مطلوب ہے حسن خوب سب کو مرغوب ہے جہان کو عزیز ہے غرضکہ جب ملکہ بیٹھی جانعالم دم سرد
بھر کے بول اُٹھا اللہ اعلم چہ گویم از سروسامان خود عمریست چون کاکل + سینہ تختم پریشان روزگارم
خانہ بردوشم + کمؤلف سراسر دل دکھاتا ہے کوئی ذکر اور ہی چھیڑو + پتا خانہ بدوشون سے
نہ پوچھو آشیانے کا + گرفتار رنج والم خوشی سے دور مبتلائے غم بے یار و مددگار دوست نہ
غمخوار آفت کا مارا گھر بار سے آوارہ ہمہ تن یاس باختہ حواس توشہ راہ بجز غم جانکاہ نہین اور
رہبر سوائے دل مضطر ہمراہ نہین گو پاؤن مین طاقت رفتار نہین لیکن ایڑیان رگڑنا بھی اس
راہ مین ننگ و عار نہین یہ حال ہے وہ سب نام ہین کوہ و دشت اپنے مقام ہین اور اور
یہ چند شعر میر سوز صاحب کے مطابق حال ہین میر سوز ظاہر ہین گرچہ بیٹھا لوگون کے درمیان ہون + پہ
یہ خبر نہین ہے مین کون ہون کہان ہون + اے ساکنان دنیا آرام دو گے اک شب +
بچھڑا ہون دوستون سے گم کردہ کاروان ہون + ہان اہل بزم آؤ کن مین کبھی پر ایک سخن لو + تنہا
نہین ہون بھائی با نالہ و فغان ہون + سوراخ چاک لاکھون داغون کی کون گنتی + گلشن
دل و جگر سے ہے گو صورت خزان ہون + نام و نشان نے یارب رسوا کیا ہے مجکو + جی چاہتا ہے
حق ہو بے شان و بے نشان ہون + قاتل پکارتا ہے ہان کون کشتنی ہے + کیون سوز
چپ ہے بیٹھا کچھ بول اُٹھ نہ ہان ہون + یہ پڑھ کے چپ ہو رہا ملکہ سمجھی یہ سفر شہزادہ عالی تبار ہے
مگر کسی کا عاشق زار ہے بات مین یہ تاثیر ہے کہ ہر کلمہ ناوک کا تیر ہے دل مین آیا کسی طرح
گھر لے چلیے پھر حال مفصل معلوم ہو جائے گا کہان تک چھپائے گا بمنت و سماجت کہا اے عزیز
سرزمین ہمارے علاقے مین ہے تم یہان مسافرانہ اتفاقات زمانہ سے وارد ہو مہمانی
ہم پر واجب ہے چند گام اور قدم رنجہ کیجیے غریب خانہ قریب ہے آج کی شب استراحت فرمایئے نان خشک
کھایئے صبح اختیار باقی ہے جانعالم نے تبسم کرکے کہا پھر در پردہ امارت کی لی یعنی ہم تو مہمان کے

مالک ہین آپ بھوکے پیاسے سالک ہین چلو یہ فقرہ کسی فقیر کو سنا و محتاج کو کرّ و فرجاہ و حشم دکھاؤ جادۂ اعتدال سے زبان کو گام فرسا نہ فرماؤ یہان طبیعت اپنی اپنے اختیار مین نہین اور رہروارادی سے فرصت قلیل ہے مکان پر جانا دعوت کھانا جبر ہے اسکی کیا سبیل ہے ملکہ نے افسردہ خاطری سے کہا دعوت کا رد کرنا منع ہے آیندہ آپ مختار ہین ہم مجبور دنا چار ہین جانعالم نے دل مین خیال کیا برسون کے بعد ہمجنسون کی صحبت میسر آئی اور یہ بھی شاہزادی ہے اسکا آزردہ کرنا نری بیحیائی ہے آدمیت کا لحاظ انسانیت کا پاس اپنی بے اعتنائی کا حجاب کرکے کہا کھانے پینے سونے بیٹھنے کی ہوس دل سے اٹھ گئی ہے مگر دل شکنی کسی کی اپنے مذہب مین گناہ عظیم ہے خدا علیم ہے شعر عوض ہے دل شکنی کا بہت محال اے یار + جو شیشہ ٹوٹے تو سمجھئے جواب شیشے کا + لیکن اتنی رکھائی اور کج ادائی جو ظہور مین آئی اس نظر سے تھی شعر در محفل خود راہ مدہ ہمچو منے را + افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را + دل فگارون کی صحبت سے ملال حصول ہوتا ہے غمگین کا ہمنشین ہمیشہ ملول ہوتا ہے میر درد نہ کہین عیش تمھارا بھی منغص ہوئے دوستو درد کو محفل مین نہ تم یاد کرو + اور جو یون ہی مرضی ہے تو بسم اللہ یہ کہکے اٹھا ساتھ ساتھ ہاتھ مین ہاتھ پیادہ پا باتین کرتا چلا بسکہ شاہزادہ لطیف و ظریف تھا کوئی فقرہ نوک جھوک رمز و کنایہ سے خالی زبان پر نہ لاتا تھا ملکہ کا ہر بات مین دل پگھلا جاتا تھا مگر دل سے کہتی تھی کہ اے ناکام و بجنت نافرجام ایسا نہ کرنا کہ ہاتھ ننگ و ناموس سے دھونا پڑے پیٹھے بٹھائے الم مفارقت مین رونا جان کھونا پڑے ظاہر ہے کہ یہ کسی کا عاشق زار ہے نشۂ محبت مین سرشار ہے دوسرے غریب الوطن بقول میر حسن مسافر سے کوئی بھی کرتا ہے پریت مثل ہے کہ جوگی ہوئے کسکے میت + مگر تپش دل متصل ترقی مین تھی خواہش جی کی کاہش مین بیقراری کو اسیر قرار تھا خدا اسکے کارخانے مین کسی کو دخل نہین ہوا اے نادان جو دم وصل ہے اسے غنیمت جان آغاز عشق مین انجام سوچنا خلاف ہے اسمین شرع کی تکلیف معاف ہے مؤلف غنیمت جان لے یہ صحبتین آپس کی اے نادان + دگرگون حال ہوجاتا ہے اک دم مین زمانے کا + القصہ تا در باغ پہونچے دروازہ کھلا اندر آئے جہان فضائے صحرا وہ تھی وہان کے باغ کا کیا کہنا اگر ایک تختہ کی صفت تحریر کرون ہزار تختہ کاغذ بخط ریحان نہ لکھ سکون

دم تسطیر قلم مین برگ نکلتے ہین لکھنا بار ہوتا ہے ہاتھ پانؤن بالکل پھولتے ہین صفحۂ قرطاس پر گل
پھولتے ہین حاسد کو خار ہوتا ہے بہت آراستہ و پیراستہ عرض مربع مین چارون کونون رنگیلے
گرد سبزۂ نوخاستہ دروازہ عالیشان نفیس مکان زیر دیوار خندق پر کیلے اکیلے نہین قطار در قطار
تختہ بندی کی بہار روش کی پٹریان قرینے کی مہندی کی ٹٹیون مین زگت مینے کی گل مہندی سرخ
و زرد چڑا فشان عباسی کے پھولون سے قدرت حق نمایان نرگس دیدہ منتظر کی شکل دکھاتی تھی گل شبو
سے بھینی بھینی بو باس آتی تھی میوہ دار درخت یک لخت جدا بار کے بار سے ٹہنیان جھکلین درخت
سرکشیدہ پھل لطیف و خوشگوار پھول نازک قطعدار روشین بلور کی نہرین نور کی حوض و نہر مین
فوارے جاری چمنون مین باد بہاری موسم کی تاک مین تاک کا مستون کی روش جھومنا غنچۂ سربستہ
کا منھ تاک تاک کے نسیم کا چومنا انگور کے خوشون مین دل آبلہ وار کا پتا زربفت کی تھیلیان
چڑھین نگہبانی کو گوشون مین باغبانیان الست کھڑین ہر تختہ ہرا بھرا روش کی پٹریون پر
چینی کے ناندون مین درخت گلزار معنبر و معطر بیلا و چنبیلی موتیا موگرا مدن بان جوہی کیتکی کیوڑا
نسرین و نسترن کی نرالی آن بان ایک سمت تختون مین لالہ خوف خزان سے باد دل داغدار
گرد اُسکے نافرمان کی بہار سرو و شمشاد لب ہر جو فاختہ اور قمری کی اُسپر کو کو حق سرۂ شاخ گل پر
بلبل شوریدہ کا شور چمن مین رقصان مور کہین خندۂ کبک کی آواز کہین تدرو کی خرام ناز نہر و چمن
قاز بلند آواز تیز پرواز ایک طرف قرقرے سر سے پا تک درخت گل و ہار سے لدے سیب و بہی و
ناشپاتی سے زنخ گلعذارون کی کیفیت نظر آتی سنبل مسلسل مین پیچ و تاب زلف مہوشان کا ڈھنگ
سوسن کی اودا ہٹ مسی خوبرویون کا جوبن دکھاتی داؤدی مین صنعت پروردگار عیان صد برگ
مین ہزار جلوے نہان آم کے درختون مین کیریان زمرد نگار مولسری کے درخت سایہ دار باغبانیان
خوبصورت سرگرم کار خواجہ سرا امرد اُنکے مددگار حور و غلمان کا عالم بیلچے کھرپیان جواہر نگار ہاتھو مین
باہم درخت اور روشون کو دیکھتی بھالتی گل و بار چمن سے چنتی گلابرگ سراپا رجھڑ اڑا خار صحن سے نکالتی
پھرتی تھین بیچ مین بارہ دری پُرشوکت با رفعت و شان پرستان کا مکان ہر کمرہ سجا سجایا
صناع نادر دست کا بنایا غلام گردش کے آگے چبوترہ سنگ مرمر کا حوض مصفا پانی سے چھلکتا
فرش سبز و زرافشان پتھر کا شامیانہ، تمامی کا تنا سفید بادلے کی چھب لرکلابتون کی ڈوریان

سراسر معرق بنا چودھوین رات ابر کھلا آسمان صاف شب ماہ سامان اس تکلف کا
برسات کی چاندنی سبحان اللہ فوارون کے خزانے مین بادلہ کٹا پڑا ہرا رے کا فوارہ چڑھا
پانی کے ساتھ بادلے کی چمک ہوا مین پھولون کی مہک فوارے نے زمین کو ہمسر آسمان
بنایا تھا ستارون کے بدلے بادلے کے تارون کو بچھایا تھا بڑی چمک دمک سے ملکہ کے مکان پر چاندنی
دیکھنے کا سامان تھا شہزادے کے آنے کا کسے گمان تھا غرضکہ جانعالم کو لیجا شامیانے تلے مسند معرق
پر بٹھایا شراب رغوانی کی گلابیان کشتیون مین لیکر وہ زن پری پیکر زیب دہ انجمن ہوئی کہ بط مے رشک
وخجالت سے بحر ندامت مین غوطہ زن ہوئی ایک طرف جام وسبو ایک سمت نغمہ سرایان خوبرو
وخوش گلو سفید سفید صوقیانی پوشاک سر سے پانون تک الماس کا زیور دو رویہ صف باندھکر

تصویر باغ پر تکلف چارکونون پر بنگلے بیچ مین بارہ دری و شہزادہ و ملکہ مع صراحی
ونغمہ سرایان



کھڑی ہوئین اُنکے بیٹھتے ہی گانا شروع ہوا سارنگی کے سُر کی زون ٹون کی صدا چرخ پر زہرہ کے
گوش زد ہوتی تھی طبلے کی تھاپ باین کی گمک خفتگان خاک کا صبر و قرار کھوتی تھی ہر تان اُپج
تان سین پر طعن کرتی باربد اور نکیسا کے ہوش پران تھے چھجو خان کو غش تھا غلام رسول حیران
تھے زمزمے اور تحریر گٹکری پر شوری زور و شور سے ہاتھ ملتا تھا ہر ایسی فقرے اور سُر کے پلٹے پر الٰہی بخش
پوربی کا جی نکلتا تھا ناچنے کو ایسے ایسے برق وش آئے اور اُس تال و سُر سے گھنگرو بجائے
کہ ملوجی شرمائے کتھک جو بڑے اُستاد اتھاک تھے اُنھون نے سم کھائے ٹھوکر مردہ
دلون کی مسیحائی کرتی تھی گت کے ہاتھ پر یہ گت تھی کہ مجلس کف افسوس ملتی تھی اور دم سرد
بھرتی تھی جب ہنگامہ صحبت باین نوبت پہونچا کہ راجہ اندر کی محفل کا جلسہ نظر سے گر گیا
بہشت کا سامان پیش چشم پھر گیا اُس وقت ملکہ مہرنگار نے گلاس شراب سے بھر کر شہزادے
کو دیا کہا اسے نوش کیجئے تاریخ سفر خاطر انور سے دور ہو مجھے استفسار حال ضرور ہے
جان عالم نے باسباب ظاہر انکار کیا مہرنگار نے کہا آپ دل تنگی روا نہین رکھتے اس پہلو تہی
کرنے مین ملال خاطر کے سوا کیا منصور ہے شہزادے نے مسکرا کر ساغر لیا یہ کہکر باطبع شگفتہ
پیا انشا گر یار مے پلائے تو پھر کیون نہ پیجئے + زاہد نہین مین شیخ نہین کچھ ولی نہین + پھر
جان عالم نے جام شراب اپنے ہاتھ سے ملکہ کو دیا دور جام بے دغدغہ نیرنگی ایام چل نکلا دو چار
ساغر آب آتش رنگ جوانی کی ترنگ مین بہم و متواتر جو پیے دونون کو گونہ سرور ہوا
رنج سفر ادھر سے تمیز و خیال خیر و شر اُدھر سے دور ہوا اُسوقت جانعالم نے کہا میر درد
ساقیا یان لگ رہا ہے چل چلاؤ + جب تلک بس چل سکے ساغر چلے + یہ سُنکر وہی خواص گرما گرم
جسنے شہزادے سے پہلے گفتگو کی تھی ملکہ کی بہت منھ لگی تھی یہ بولی بقا لطف شب مہ اے
دل اُسدم تجھے حاصل ہو + اک چاند بغل مین ہو اک چاند مقابل ہو + ملکہ نے بحسرت فرمایا کہ
مردار ہم تیری چھیڑ چھاڑ سب سمجھتے ہین کیا کرین افسوس کی جا ہے حال اپنا موافق قول سودا ہے
یرفع السودا جو طبیب اپنا تھا دل اُسکا کسی پر زار ہے + مژدہ باد اے مرگ عیسیٰ آپ ہی بیمار ہے
جان عالم نے یہ سن کر اُسی خواص کو سُنا کر متنبہ کیا اُستاد ہین مسافر ہون مجھسے دل نہ لگا
کیا بھروسا مرا رہا نہ رہا۔ ملکہ ٹال کے حال پوچھنے لگی کہ تمھین بخدائے عز و جل سچ کہو

تم کون ہو کہان سے آئے ہو کس کی تلاش مین خود رفتہ گھبرائے ہو اُسوقت جانعالم کو بجز راستی مفر نظر نہ آیا کہا ملکہ مین شاہ فیروز بخت کا بیٹا ہون جانعالم نام ہے سرزمین ختن وطن ہے فیحت آباد سلطنت کا مقام ہے مین نے ایک توتا مول لیا تھا بہت طرار سحر گفتار اُسکی زبان سے شہرۂ حُسن انجمن آرا سن کے نادیدہ دیوانہ وار بیقرار بیابان مرگ آوارہ وطن مورد رنج و محن ہوا ہون پھر توتے کا راہ مین اُڑجانا وزیر زادے کا پتا نہ پانا شمہ گرفتاری طلسم اور اپنی خواری جادوگرنی کا نقش سُلیمانی کا دینا اور اپنا راستہ لینا کہکر کہا بے ملک زرنگار پہونچے نہ جان کو چین نہ دل کو قرار ہے زیست بیکار ہے اور یہ غزل پڑھی مؤلف بسوز شمع و بیان اسطرح کا سینہ سوزان ہون + کہ رفتہ رفتہ آخر جلوۂ سر و چراغان ہون + نسیم صبح ہون یا بوے گل یا شمع سوزان ہون + مین ہون جس رنگ مین پیارے غرض دم بھر کا مہمان ہون + نہ پھل پایا لگانے کا بجز افسوس وحسرت کے + مین نخل بے ثمر کس مرتبہ مردود دہقان ہون + عبث تدبیر ہے گور و کفن کی اُسکے کوچے مین + مین ننگ دو جہان ننگے ہی رکھ دینے کا شایان ہون + نہ مرتے مرتے منھ پھیرا محبت سے کبھی مین نے + جفائین کسقدر جھیلین وفا پر اپنی نازان ہون + تنی رہتی ہے اکثر چادر مہتاب تربت پر + کہ تا معلوم ہو سب کو قتیل مہ جبینان ہون + سرور غم رسیدہ ہون مجھے طوفان محشر مین + ترانا تو خداوندا غریق بحر عصیان ہون + ملکہ نے جب سُنا کہ یہ فریفتہ جمال پری تمثال انجمن آرا ہے آہ دلدوز نعرۂ جانسوز کھینچکر رونے لگی اُمید قطع ہوئی جانعالم نے بیقرار ہو کے کہا این ملکہ مہر نگار خیر باشد ملکہ نے اُسی حال مین کہا اُستاد ناکل اُس فتنہ عالم پہ کیا جو مجھکو سوے بیداد مگر مرضی دوران آئی + چاک دل تک تو کچھ لے دست جنون پردہ تھا + یہ کھلا ابتو کہ نوبت بگریبان آئی + اے شاہزادۂ والاتبار خاتر کشور دل عاشق زار میرا حال حُزن ع عجیب واقعہ وطرفہ ماجرا ہے بہت + باپ میرا شہنشاہ تھا بہت سے تاجدار خراجگذار تھے مگر ابتدا سے طبیعت متوجہ فقر تھی اور عبادت کی عادت تھی آخر کار کارخانۂ دنیائے دون ہیچ و پوچ جان کے یہ شعر ورد زبان کیا شعر جب ہیچ ہی ہم بوجھ چکے وضع جہان کو + غم ہیچ الم ہیچ طرب ہیچ عطا ہیچ + اور حکومت کا بکھیڑا چھوڑ معاملہ سلطنت بیکار جان اور بے ثباتی جہان گذران مد نظر کر دنیا سے ہاتھ اُٹھا بادشاہت کو مٹا آبادی سے

مُنھ موڑا اس صحرائے پُرخار مین مکان بناکے بیٹھ رہا ہرچند مجھ سے شادی کو ارشاد کیا مین نے
بسبب مفارقت انکار کیا اب دفعتہً آفت آسمانی و بلائے ناگہانی مجھ پر ٹوٹ پڑی کہ بیک نگاہ
عاشق کیا دیوانی ہوگئی ہوش وحواس سے بیگانی ہوگئی میر رُسوا ہوا خراب ہوا ابتلا ہوا +
کیا جانیے کہ دیکھتے ہی مجھکو کیا ہوا + اور تو اُس کا عاشق و طلبگار ہے جسکا نظیر اس زمانے مین
ہاتھ آنا بہت دشوار ہے میر محمل نشین ہین کتنے خدام یار مین یان + لیلے کا ایک ناقہ سو کس
قطار مین یان + اب بجز مرگ کیا چارہ ہین ننگ خانمان ذلت دہ و خراب کنندۂ خاندان
فقط خواری مان باپ کی اور گریہ وزاری اپنی چاہتی تھی صبح تو کہان مین کہان یہ صحبت شب
خواب ہوجائے گی نمود صبح مفارقت شام غربت کا رنگ دکھائے گی دامن صحرا کی طرح
گریبان صبر چاک ہوگا ہمارے سر پر آفت و خرابی آئے گی انصاف کیجیے کس سے کہون گی
بیقراری ستاتی ہے جان عالم کی جدائی سے روح بدن سے جدا ہوتی ہے جان جاتی ہے
ہم صحبتین طعنے دینگی انیسین چھیڑ چھیڑ کر جان لین گی جب لونڈیون پر خفا ہونگی بڑبڑائینگی
زبان پر یہ کلمہ لائین گی ملکہ عاشقی کا رنج و ملال یون در پردہ ٹالتی ہین شہزادہ چلا گیا
نہ رُک سکا اُس سے بس نہ چلا غصے کی جھانجھ ہم پر نکالتی ہین باپ پر حال کھُلا تو خجالت
ہوگی مان نے اگر سُنا تو ندامت سے کیا حالت ہوگی۔ رُسوائی کے خوف سے دل کھولکر
نہ روسکونگی بدنامی کے ڈر سے جی نہ کھو سکونگی جب دل بیتاب ہجر سے گھبرائے گا تو فرمایئے
کون تسکین فرمائے گا۔ کیا کہکے سمجھائیگا آپ اُدھر تشریف لیجائینگے ہم اِدھر غم فرقت سے
گھُٹ گھُٹ کر مر جائینگے ہماری سرنوشت پر رونا روا ہے ماجرا ہمارا عبرت و حیرت افزا ہے
ہرچند ظل سبحانی عاملِ بے بدل ساحر بیمثل ہین علوی سفلی سب کچھ پڑھا لکھا ہماری پیشانی اور لوح جبین
کی تحریر نہ دیکھی کہ کیا پیش آنی ہے اور خط شکستہ سے ایسے نستعلیق نے کیا بُرا لکھا ہے افسوس
صد افسوس مؤلف وہ بھی ہوگا کوئی امید بر آئی جسکی + اپنے مطلب تو نہ اس چرخ کہن سے نکلے +
یہ باتین کر دل پر ہاتھ دھر رونے لگی دامن و گریبان آنسوؤن سے بھگونے لگی شہزادے کو
ثابت کیا یقین ہوا کہ ملکہ بشدّت فریفتہ و شیدا ہے بات سے حزن و ملال پیدا ہے دل دکھنے
کے مزے سے زبان لذّت پا چکی تھی جان ہجر کے صدمے اُٹھا چکی تھی بے چین ہوکر بولا زبان کو

تسکین کی باتون مین کھولا کہا آپ کا کدھر خیال ہے بندہ فرمانبردار بہر حال ہے جو کہوگی بجا لاؤنگا
بار اطاعت سے سر نہ اُٹھاؤنگا مگر برائے چندے صبر دل پر ضرور ہے اگر اُسکی جستجو مین نہ جاؤنگا تمھین
پیری کیا اُمید ہوگی ہم چشمون کو کیا مُنھ دکھاؤنگا سبحان اللہ وہ وقت دیکھا چاہیے کہ معشوق
عاشق کی تسکین کرے اپنی اطاعت اُسکے ذہن نشین کرے خوش قسمتون کو ایسے بھی ملجاتے
ہین کہ عاشق کے رنج کا غم کھاتے ہین دلداری کرکے سمجھاتے ہین اِسکا لوگ رشک کرتے
ہین آتش حسد سے جل مرتے ہین ملکہ یہ سُنکر شاد بند غم سے آزاد ہوئی یہ بات امتحان کی
ہے جسے جی پیار کرتا ہے اگر وہ جھوٹ بھی بولے تو عاشق کو سچ بمنزلہ آیت و حدیث
ہوجاتا ہے مگر یہ کہا مصحفی عاشق سے بھی ہوتا ہے کہین صبر و تحمل + وہ کام تو کہتا ہے جو
آتا نہین مجھکو + لیکن خیر ہم تو اسے بھی جھیل لین یہ کھیل بھی کھیل لین اگر ہماری یاد تمھین فراموش
نہو وحشت کا جوش نہو جانعالم نے قسمین شدید کھائین اختلاط کی باتین درمیان مین آئین کہ
اسمین سرمو فرق نہ ہوگا اور مژدۂ وصل سے مسرور کیا خیال مفارقت ملکہ کے دل سے دور کیا
کہا اب ہنسی خوشی کی باتین کرو یہ بکھیڑا جانے دو مفارقت سر پر کھڑی ہے رات تھوڑی
کہانی بڑی ہے فلک سفلہ پرور جفا کیش ہے عاشق و معشوق کا بد اندیش ہے **استاد**
بشب وصل نشکوہ ہا کنید + شب کوتاہ قصہ بسیار است + مگر شب وصل ہمیشہ سے کوتاہ
ہے خدا گواہ ہے دو گھڑی ہنسی کے ہنوز پورے نہ ہونے پائے گردون کو رشک آیا یکایک
مرغ سحر بیدار باش پکارا زاہد نے نعرۂ اللہ اکبر مارا گجر کی آواز بھی دونون کے کان مین آئی
یساولان سلطان خاور نے صبح کی دھوم مچائی ملکہ پریشان ہوکے بولی **مولف** وصل کی
شب چونک اُٹھے ہم سُن کے زاہد کی صدا + یان دم تکبیر ہی اللہ اکبر ہوگیا **وله** زاہد بھی
تیسرا ہے شب وصل مین حریف + مشہور گو جہان مین صبح و خروس ہے ۔ جانعالم نے نماز صبح
پڑھکر کمر بعزم سفر چست کی ملکہ سہم کر آبدیدہ ہو یہ شعر پڑھنے لگی **جرأت** نہ آیا اور کچھ اُس
چرخ کو آیا تو یہ آیا + گھٹانا وصل کی شب کا بڑھانا روز ہجران کا + جب شہزادے نے
چلنے کا قصد کیا ملکہ نے کہا اگر ہرج متصور نہ ہو میرے والد سے ملاقات کرلو یہ امر فائدے
سے خالی لا اُبالی نہوگا جانعالم نے کہا بہتر ہے پھر وہی خواص ہمراہ ہوئی جب وہان پہونچا

دیکھا بوریائے بے بہا بچھا ہے مصلے پر ایک پیر مرد مہذب بذکر حق مشغول بادل ملول بیٹھا ہے یہ
رسم سلام بجالایا اُسنے دعائے خیر دیکر ہاتھ بڑھایا چھاتی سے لگایا قریب بٹھایا پھر فرمایا ماجرائے
شب تیرہ بلکہ فقیر پر روشن ہے ایسی بدقسمت دوسری خلق مین خلق نہین ہوئی ہمارے کہنے سے
انکار کیا بڑے بول کا سر نیچا ہوا تو تمسے کیا کیا دار و مدار کیا جو تم اتنی تسکین نہ کرتے تو اُسکا زندہ
رہنا محال تھا اس طرح کا دل پر صدمہ و ملال تھا اگر ایفائے وعدہ کروگے اللہ بھلا کرے گا ورنہ

تصویر جانعالم مع ایک خواص پاس پیر مرد کے آنا اور اُسکا لوح دیکر رخصت کرنا



یہ رنج بڑا ہے دیکھیے اُسکا کیا حال کرے گا دلداری جگر فگارون کی عیادت مرض محبت
کے بیمارون کی جوانمردون پر فرض ہے یہ سمجھنا ساحل را از خس و خاشاک گذار و گل را از
صحبت خار ننگ و عار نمی باشد شہزادے نے سر جھکا کا عرض کیا آپ کیون محجوب فرماتے ہین
مجبور ہون اس عزم مین گھر چھوڑا عزیزون یگانون کو ترک کر شہر سے منھ موڑا وہ کہین گے
سخت کم ہمت و بے غیرت تھا راہ مین آسایش ملی بیٹھ رہا خوف سے نہ جا سکا جھوٹا تھا ناحق

عشق کا دم بھرا پیر مرد نے فرمایا مرحبا جزاک اللہ یہی شرط جوانمردی و ثابت قدمی ہے ہمین بھی
تمھارے اس عزم سے ایفائے وعدے کی اُمید ہوئی پھر ایک لوح عنایت کی اور کہا جب کوئی
مہم سخت روبکار ہو لطف زوال اُس حال مین اسے دیکھنا جو نکلے اُسپر عمل کرنا اللہ تعالی وہ مشکل
سخت ایک آن کی آن مین آسان کریگا بحفظ حافظ حقیقی سپردم اللہ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ فرد
بسفر رفتنت مبارکباد + بسلامت روی و باز آئی + شہزادہ رخصت ہوا لوح لے کے ملکہ کے پاس
آیا یہ شعر زبان پر لایا مؤلف کوچ کی اپنے اب تیاری ہے + تیرا حافظ جناب باری ہے + ملکہ
ناکام گردش ایام دیکھ اور یہ کلمۂ جانکاہ سنکر کلیجہ تھام سر دُھنکر یہ اشعار پڑھنے لگی اُستاد
مین مرگئی سُن اُسکے سرانجام سفر کا + آغاز ہی دیکھا نہ کچھ انجام سفر کا + کہتے ہین کہ وہ جاتا ہے
کچھ ایسی دُعا کر + مسدود ہو رستہ دل ناکام سفر کا + مت جان نکما مجھے اے جان لیے چل +
کرتی چلونگی ساتھ ترے کام سفر کا + مین کشور ہستی ہی سے اب کوچ کرونگی + آگے نہ مرے لیجیو تو
نام سفر کا ۔ چلنے کی صلاح اُسکے ٹھہرتی نہین اب ساتھ ۔ موقوف نوازش ہوا آرام سفر کا +
آخر جبراً قہراً رخصت کیا کہا خدا حافظ امام ضامن ثامن کو سونپا ع ترا موسی رضا ضامن ترا
اللہ والی ہے + جس طرح پیٹھ دکھاتے ہو اسی صورت اللہ تمھارا مُنھ دکھائے غم دوری
ہمارا دور ہو جائے جانعالم یہ سُنکر روانہ ہوا یہان تپش دل کا بہانہ ہوا دریائے سرشک چشم خون
جگر سے موج زن ہوا غریق لجۂ مفارقت جان و تن ہوا جلیسین بولین ملکہ کیون جی کھوتی ہو
جو اسطرح بلک بلک کر روتی ہو مسافر کے پیچھے رونا زبون از حد ہے بی بی خیر ہے یہ شگون بد ہے
وہ بھی دن اللہ دکھائے گا جو وہ پردیسی صحیح و سلامت خیر سے پھر آئے گا تو ان کو وہ غم کی ماری
یہ سمجھاتی سوز چشم کا کام اشکباری ہے + چشمۂ فیض ہے کہ جاری ہے مؤلف بیدرد
کوئی اتنا سمجھتا نہین ہے ہے + دل دُکھے تو کس طرح سے فریاد نہ ہوئے + ولہ مجھکو
رونے کو نہ تم منع کرو ہمنفسو + غم دل کرتی ہون مین دیدۂ تر سے خالی + اور جب آنسو کمی
کرنے تو دل و جگر سینے مین برہمی کرتے اُسوقت گھبرا کر یہ کہتی مؤلف مدد اے سوز جگر تاکہ
نہ ہووے خفت + نوک مژگان ہوئی پھر لخت جگر سے خالی + پھر نہ مُنھ اسنے کیا میری طرف
اے ظالم + سخت تم بھی مرے نالو ہو اثر سے خالی + نہ لگا اسکو مری بات کو تو مان سرو

دل کا لگتا نہین اسے یار حضر سے خالی + غرضکہ جون جون شہزادے کی مفارقت بڑھتی
تھی ملکہ صدمۂ ہجر سے وون وون گھٹتی تھی بدر سا چہرہ کاہیدہ ہوکر ہلال ہوا تپ جدائی سے
عجب حال ہوا کبھی کہتی تھی وائے ناکامی اگر دل کا حال کہون شرم آتی ہے چپ رہون جان
جاتی ہے یہ سب کہتے ہونگے ملکہ کو غیرت نہین آتی ہے راہ چلتون سے بیٹھے بٹھلائے دل لگاتی ہے آپ
روتی ہے ہمین مفت رُلاتی ہے اُس سمجھانے والے کو کہان سے لاؤن جسے دل کا حال سناؤن
زیست اسی مین ہے جو مر جاؤن اب کون آنسو پونچھ رونے کو منع کرے گا کون میرے دم گرم
پر آہ سرد بھرے گا پیار سے سر چھاتی پر دھرے گا جب ملکہ کا یہ حال مصیبت چُپکے چُپکے جی سے
باتین کرنا دیکھ کر لوگ گھبراتے دست شفقت سر وحشت انگیز پر پھیرتے اور پوچھتے کہ اے جی کی
دشمن ہمین تو بتا دل کا حال کیا ہے تو وہ کہتی اور تو کچھ جانتی نہین پر یہ نقشہ ہے کہ ہاتھ
پاؤن سنسناتے ہین خود بخود غش چلے آتے ہین دم سینے مین بند ہے گھبراتا ہے مکان کاٹے کھاتا
ہے باغ ویران گل و بوٹا خار معلوم ہوتا ہے گھر زندان بات کرنا بیکار معلوم ہوتا ہے جان
بیقرار ہے بند بند ٹوٹتا ہے دامن صبر دست استقلال سے چھوٹتا ہے جنگل پسند ہے ویرانی
کا دل خواہشمند ہے دشت کا سناٹا بھاتا ہے بلبل کا نالہ دل دکھاتا ہے خدا جانے کسکی
جستجو ہے دل کو مرغوب قمری کی کوہے تنہائی خوش آتی ہے آدمیون کی صورت سے
طبیعت نفرت کھاتی ہے سینہ جلتا ہے دل کو کوئی مسوس کر لیتا ہے آنکھ ظاہر مین بند
ہوئی جاتی ہے مگر نیند مطلق نہین آتی ہے ہاتھ چاہتے ہین سر دست چاک گریبان دیکھین
پاؤن چل نکلے ہین کہ بیابان دیکھین نل دمن کی مثنوی سے ربط ہے لیلی مجنون کا قصہ
پڑھتی ہون یہ کیا خبط ہے دل کی تمنا ہے کہ بیقراری کرآنکھین اُمڈی ہین کہ اشکباری کر
جہان کی بات سے کان پریشان ہوتے ہین مگر جان عالم کا ذکر دل لگا کر سنتی ہون جو کوئی
سمجھاتا ہے رونا چلا آتا ہے سر دھنتی ہون ناکامی مجھ خستہ و پریشان کا کام ہے آہ مجھ بے سر و سامان
کا تکیہ کلام ہے منھ کی رونق جاتی رہی زردی چھا گئی بہار حسن پر خزان آ گئی ہر دم
لب پر آہ سرد ہے ایک دل ہے اور ہزار طرح کا درد ہے جان جانے کا وسواس
نہین بزرگون کا لحاظ و پاس نہین زیور طوق سلاسل ہے زیب و زینت سے

بدمزگی حاصل ہے دل وجگر مین گھاؤ ہے بگاڑ بناؤ ہے بستر نرم خار خار ہے اے لوگو یہ
کیا آزار ہے سب سے آنکھ چرانی ہون صحبتون سے شرمانی ہون اب صدمہ اٹھانے کا یارا
نہین بے موت اس بکھیڑے سے چھٹکارا نہین عجب حال ہے اکثر یہ خیال ہے مؤلف افسوس
یہ حال ایک عالم دیکھے + ایسا نہ ہو کہ جانعالم دیکھے + اگر اسی کا عشق عاشقی نام ہے تو مین
درگذری میرا اسلام ہے جو لوگ عشق کرتے تھے کیونکر جیتے تھے بتاؤ تو کیا کھاتے کیا پیتے تھے
دو دن سے کچھ نہین کھایا مگر پیٹ بھرا ہے کھڑی ہون جی بیٹھا جاتا ہے پہلے مجھے نہ منع کیا ہے ہے
میرے جان کے دشمنون یہ کیا کیا اللہ کی مرضی کسی کا کیا بگڑا میری قسمت کا لکھا جو کیا وہ اچھا
کیا یہ حسن کے ایک کھیلی کھائی عشق کے صدمے اٹھائی قریب آئی کہا قربان جاؤن واری ابھی
سلامتی سے تو گرفتاری ہے جو اتنی آہ وزاری اور بیقراری ہے سہتے سہتے عادت ہو جائیگی تو تسکین
آئیگی ان باتون سے جو دل بھر آیا بے اختیار خونناب دل لخت جگر چشم تر سے متصل بہانے لگی دیدۂ دیدار
طلب سے سمندر کی لہر لہرانے لگی نظم مین دل کا حال سنانے لگی مؤلف حالت ہے آنکھ پارے کی
برق و شرار کی + کیا کیا تڑپ سناؤن دل بیقرار کی + پھوٹے تپش سے دل کے یہ سب آبلے مرے
منت کشی نہ کرنی پڑی نوک خار کی + دل اپنا قبر مین بھی جلے گا اسی طرح + حاجت رہیگی ہمکو
نہ شمع مزار کی + وعدے کی شب کو دیدۂ اختر جھپک گئے + دیتے مثل ہین لوگ مرے
انتظار کی + لیجا یو ادھر سے جنازہ مرا سرور + حسرت بھری ہے دل مین مرے کوئے یار کی

رخصت ہونا جانعالم کا ملکہ مہر نگار سے اور پہونچنا ملک زرنگار مملکت لدر مین ملاقات خواجہ سرا کی دریافت ہونا حال پر ملال جادوگر کا پھر اسکو قتل کرکے لانا اس ماہ پیکر کا

بیت یہان کا تو قصہ یہ چھوڑا یہان + سنو پھر اسی غمزدے کا بیان + طلسم کشایان گنجینۂ سخن سحر
سامری ورہ نوردان اقلیم حکایات کہن مذاق جادو و شعبدہ گری وشناوران جفاکیش محنت کشیدہ
وسحر سازان سخن سنج درین سرائے سپنج ہوے راحت ندیدہ گوسالۂ سخن کو دیر خراب آباد
مین یون گویا کرتے ہین کہ ملکہ مہر نگار کے باغ سے چالیس منزل ملک زرنگار کشور آفت روزگار
تھا شہزادہ دل از کف دادہ یکہ وتنہا صعوبت سفر کا مبتلا پاؤن مین چھالے لب پر

آہ ونالے گرتا پڑتا کئی مہینے کے بعد اُس زمین خجستہ آئین میں پہونچا اور جو جو پتے توتے نے بتائے
تھے وہ سب اُس جوار میں پائے واقعی عجیب نواح شگفتہ وشاداب ہر سمت چشمہائے آب
جنگل سب سبزہ زار گل بوٹے خودرو کی انوکھی بہار رہوا فرحت انگیز بو باس مشک بیز جنون خیز جانعالم
خوش وخرم جلد جلد قدم اُٹھاتا چلا جاتا تھا ایک روز چار گھڑی دن رہے کیا دیکھتا ہے کہ ایک شئے
مثل آفتاب بصد آب وتاب شمال کی سمت یہ درخشان ہے کہ نگاہ نہیں ٹھہرتی عقل حیران ہے
دل سے کہا آثار حشر نمود ہوے یہ کیا قیامت ہے ہم مشاہدۂ جمال جانان سے محروم رہے
مشرق ومغرب کو چھوڑ سورج شمال کی طرف جا نکلا افسوس صد افسوس اب تک نہ دل کا مدعا
نکلا جب قریب پہونچا دیکھا دروازہ ہے عالیشان سر بفلک کشیدہ دیدۂ روزگار ندیدہ بسکہ
مطلا ہے اور لعل ویاقوت اِس کثرت سے جڑے ہیں کہ جوہری وہم وگمان حیران کھڑے
ہیں شعاع آفتاب سے یکرنگی خورشید حاصل ہے شرمندہ اُسکے روبرو بدر کامل ہے یقین ہوا
اب بر سر مطلب پہونچا یہ وہی دروازہ ہے باب اُمید جسکا ذکر وہ سرخرو زمرد لباس کرتا تھا
سجدۂ شکر بدرگاہ منزل رسان راہ گم کردگان کیا اور خوش ہو کر دوڑا فرد وعدۂ وصل چون شود
نزدیک + آتش شوق تیزتر گردد + غرض اُفتان وخیزان در شہر پناہ پر آیا دروازہ جواہر نگار
رفعت فلک دکھاتا دیوار ودر جگمگاتا بلّور کی اینٹیں یاقوت کی تحریر ہر خشت مصفّا ومطلّا
در بہشت کی طرح وہ حصن حصین بصد فر وتمکین بنا جا بجا برج برجی وآہنی ڈھلی ہوئی توپیں چڑھی
گولہ انداز جوان جوان بنفشہ بادلے کے دگلے گلنار پہنے ایک سے ایک چست وچالاک توپوں کے
بائیں دہنے ٹہل رہے زمین وآسمان اُنکی ہیبت سے دہل رہے گلی کوچے صاف خس نہ خاشاک
دروازے پر پانچ ہزار سوار لاکھ پیادے کی چھاؤنی کچھ جنگ کے لیے آمادہ تیار جان عالم نے
اُن سے پوچھا اس شہر کا کیا نام ہے اور حاکم یہان کا کون ذی احترام ہے اُنھوں نے دیکھا ایک
جوان سرو قامت قمر طلعت خسوف سفر خاک رہگذر میں نہان ہے مگر دبدبۂ شوکت وصولت نشان
جرات چہرۂ انور سے عیان ہے وہ خود کہنے لگے آپ کہان سے تشریف لائے ہین شہزادے
نے کہا بھائی سوال دیگر جواب دیگر آخر ایک شخص نے کہا قبلہ اس ملک کو زرنگار کہتے ہین
سُنتے ہی چہرہ بشاشت سے کُندن کی طرح دمکنے لگا جو ریت کا ذرہ تھا افشان کی صورت

منھ پر چمکنے لگا دل سے کہا یہ خواب ہے یا بیداری طالع گردش دہ سے اُمید یاری مددگاری
نہ تھی ایسی قسمت رہبر ہماری نہ تھی پھر کچھ نہ پوچھا یہ کہتا چلا مؤلف للہ الحمد ٹھکانے لگی محنت میری
طے ہوئی آج کی منزل مین مسافت میری + دروازے سے آگے بڑھا شہر دیکھا قطعدار ہموار قرینے
سے بازار کرسی ہر دوکان کی کمر برابر مکان ایک سے ایک بہتر و برتر بیچ مین نہر جا بجا فوارے
سب عمارت شہر پناہ کے میل کی جواہر نگار سانچے کی ڈھلی ہتھ کا کام معلوم نہ ہوتا تھا نہ کہین بلندی
نہ پستی ہموار ایسی ہوئی بستی ایک کا جواب دوسری طرف ادھر بزاز تو اُدھر بھی صراف کے مقابل
صراف بازار کا صحن نفیس شفاف جوہری کے روبرو جوہری زر و جواہر کا ہر سمت ڈھیر نقد و جنس
سے ہر شخص سیر کوئی شے کسی طرح کا اسباب ایسا نہ تھا کہ اُس بازار مین نہ تھا مغرب و مشرق
کی اشیائے نادرہ کا ہر جا انبار تھا جنوب و شمال کا خریدار تھا حلوائی نانبائی کنجڑے قصائی
سقون کے کٹورون کی جھنکار میوہ فروشون کی پکار دلالون کی بول چال جہان کا اسباب
و مال نہر کی کیفیت جدا قد آدم آب مصفا فوارون سے کیوڑا گلاب اُچھلتا بازار مہکتا ہر
ہر طرف دھوم دھام خلقت کا اژدہام چلنے پھرنے والون کے کپڑے لتے ہوئے جاتے تھے
وہم و گمان کشمکش سے بار پاتے تھے جانعالم قدرت حق دیکھتا جاتا تھا ہوش بجا نہ آتا تھا دل
سے کہتا تھا اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ کیا ملک کیا سلطنت کیا شہر کیا بازار ہے کیا کیا اشیاء
کیسا کیسا خریدار ہے ہر شخص کو آرام و راحت ہے کیا بندوبست کیا انتظام ہے کیا حکومت ہے
جب چوک مین آیا پوچھا ایوان جہان پناہ دولتسرائے شاہ کدھر ہے لوگون نے کہا دست راست
سیدھے چلے جائیے بازار طے کر عمارت بادشاہی پاس جب آیا اُن مکانون کو نرا طلسم پایا عقل
کام نہ کرتی تھی ہر کنگرہ ایوان فلک سے اونچا برج ہر ایک جہان نما خورشید سا چمکتا لیکن جو لوگ
درباری یا ملازم سرکاری آتے جاتے دیکھے سب سیاہ پوش خمخانۂ الم کے جرعہ نوش اسکا ماتھا ٹھنکا
پانون ہر ایک کئی من کا ہو گیا ہر شخص کا منھ تکتا تھا قدم اُٹھ نہ سکتا تھا کہتا تھا خدا خیر کرے
شگون بد ہے دل کو بیقراری از حد ہے چند قدم اور بڑھا سواری کا سامان سامنے آیا۔ بچو
بڑھائیو کا شور بلند پایا دیکھا ایک خواجہ سرا آیا اتا زیرک دزنا محبوب علیخان نام نواب ناظر
سراپردۂ شاہی با احترام وہ بھی بخاطر حزین غمگین سیہ پوش جوانی باختہ ہوش فراموش

انبوہ

اندوہ و رنج مین ہم آغوش جانعالم نے سلام کیا وہ جواب دیکر شہزادے کو دیکھنے لگا حیران
و ششدر متحیر سا اور سواری روکی کہا سبحان اللہ و بحمدہ کیا تیری قدرت کی شان ہے جنس بشر
مین کس کس طرح کا پری پیکر خلق کیا ہے کہ چشم کو تاب جمال زبان کو صفت کی مجال نہین نہایت
متوجہ ہوکر پوچھا کہ اے شمشاد نورستہ چمن جہانبانی و سرو نوخیز بوستان سلطنت و حکمرانی حضور
کہان سے رونق بخش اس شہر نحوست اثر کے ہوے شہزادے نے کہا میان صاحب خیر ہے
ہم فقط اِس شہر اور یہان کے شہریار کے شوق دید مین وطن سے بعید ہو خستہ خراب با دل مضطر و
جان بیتاب یہان پہونچے ہین برائے خدا یہان کی نحوست اپنی سیہ پوشی کی علت بیان کیجیے
خواجہ سرا نے یہ سُنکر نعرہ مارا بیچین ہوکر پکارا کہ اے جوان رعنا تو نے یہ قصہ سُنا ہوگا زینت تخت
رونق شہر موجد آبادی صاحب جاہ و حشمت مالک عفت و عصمت انجمن آرا یہان کی شہزادی
تھی شہرۂ جمال بیمثال اُس حور طلعت پری خصال کا از شرق تا غرب اور جنوب سے شمال تک
زبان زد خلق خدا تھا اور ایک جہان حُسن کا بیان سُنکر نادیدہ اُسکا مبتلا تھا آجتک چشم گوش چرخ
کج رفتار نے باین گردش لیل و نہار ایسی صورت دیکھی نہ سُنی تھی بہت سے شاہ و شہریار اُسکے
وادی طلب مین قدم رکھکر تھوڑے عرصہ مین آوارہ دشت ادبار پتھرون سے سر مار مار مصرع
رہرو اقلیم عدم ہوگئے + اب چار پانچ روز سے ہمارے طالع جاگتے جاگتے ہو گئے ایک ساحر مکّار
جفا کار بزور سحر اُسے محل سے اُٹھا لیگیا ہنوز یہ جملہ رغم ناتمام تھا کہ جانعالم کا کام تمام ہوا آہ
سرد کھینچکر بحال خستہ و پریشان مثال قالب بیجان زمین پر گرا اور بحسرت و یاس پکارا شعر
جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی + حیف ہے اُس سے ملاقات نہونے پائی + اے
گردون جفا پرداز و اے فلک عربدہ جو یہ کیا تیری خو ہے اتنی دور لا کر ناکام رکھا مؤلف
عشق تکدرے جہان مین ہوے سیکڑون ولے + اِک دل ہمارا تھا کہ وہ ناکام کدا رہا + تاثیر آہ دیکھی
نہ گریہ مین کچھ اثر + ناحق مین اس امید پہ کرتا کار رہا + کیا دیکھتا ہے سینہ کو میرے تو اے سرور + اُجڑا
دیار اسمین نہین دوسرا رہا + شعر یہ کہکر وہ اس طرح غش کر گیا + کہے تو کہ جیتے ہی جی مر گیا
خواجہ سرا سخت گھبرایا سمجھا کہ یہ شخص بھی گرفتار محبت اسیر دام اُلفت اُسی کا ہے مجھ سے بڑی
غلطی ہوئی دفعتہً خبر بد سُنانی نہ تھی آفت اسکی جان پر جا تکر لانی نہ تھی ہرچند گلاب کیوڑا چھڑکا ہوش نہ آیا

بدحواس بادشاہ کے حضور مین حاضر ہوا اور وکر عرض کی آج ماتم انجمن آرا تازہ ہوا بادشاہ نے
فرمایا کیا ماجرا ہے اُسنے عرض کی کہ کسی ملک کا شہزادہ اسکی محبت مین سلطنت سے ہاتھ اُٹھا فقیرانہ
سج دھج بنا یہان تک پہونچا ہے مجھ سے جادوگر کے اُٹھا لیجانے کی خبر سُنکر آہ کھینچ زمین پر گرا ہے اب تک
ہوش نہین آیا ہے عجب صدمہ دل پر دھر گیا ہے خُدا جانے جیتا ہے یا مر گیا ہے کیا عرض کرون
غلام کی نظر سے اس سج دھج کا جوان پری پیکر آجتک از قسم بشر نہین گذرا اگر ان دونون کی صورت
آئینۂ چشم مین نظر آتی قران السعدین کی کیفیت کھلجاتی جو حضور ملاحظہ فرمائین گے شہزادی
کو بھول جائین گے بسکہ بادشاہ غم مفارقت انجمن آرا سے بیقرار تھا ارکان سلطنت سے
کہا جلد جاؤ جس طرح ہو اُسے لاؤ لوگ دوڑے مُردے کی صورت اُٹھا لیگئے اس عرصے مین

تصویر جانعالم کی بیہوشی اور خواجہ سرا کا اُٹھا لیجانا



شام ہوئی بادشاہ نے ہاتھ منھ دُھلوایا بید مُشک چھڑکا کیوڑا منھ مین چوایا لخلخہ سُنگھایا جانعالم
کو ہوش آیا گھبرا کر اُٹھ بیٹھا دیکھا ایک شخص تاج خسروانہ بر سر چار قب ملوکانہ در بر سن رسیدہ
لیل و نہار دیدہ بڑے کرّ و فر سے تخت پر جلوہ گر ہے اور چار ہزار غلام زرین کمر با شمشیر و خنجر
اوبچی بنا دست بستہ روبرو کھڑا ہے گرد میر و وزیر سپہ سالار پہلوان گردن کش اپنے اپنے

قرینے سے ہر ایک زینت دہ کرسی و دنگل ہے تہمتنون کا جنگل ہے جانعالم اُٹھا بطور شاہ و شہریار
وشہزادہائے عالی تبار رسم سلام بجالایا بادشاہ نے گلے لگایا پاس بٹھایا جب سے بادشاہ
کی نظر پڑی تھی محو حسن دلفریب مفتون چہرۂ مہروش وصورت پر زیب ہو گیا تھا اور حضار مجلس
بھی سب دنگ تھے سکتے کے ڈھنگ تھے سب کو صدمہ تازہ یہ ہوا کہ ایسا وارث تاج و تخت
ہاتھ آئے اور محروم رہجائے اُسوقت کا رنج و قلق شہزادے کا کوئی فراق کشیدہ سمجھے
بقول مرزا حسین بیگ صاحب **شعر** حسرت پر اُس مسافر بیکس کے روئیے + جو تھک گیا ہو
بیٹھ کے منزل کے سامنے + مگر باعث شرم وحیا کہ لازمۂ شرفا ونجبا ہے خاموش سینے مین غم کا جوش
وخروش بادشاہ نے استفسار وطن اور نام جدو آبا کیا یہان فرط الم کثرت غم سے گلا گھٹ رہا
تھا مگر ضبط کو کام کر کے حسب ونسب اور ملک کا پتا بتایا پھر سر جھکا شہزادی کا حال پوچھا بادشاہ
نے فرمایا اے گرامی اختر سپہر شہریاری مدت سے ایک جادوگر اس فکر مین تھا یہان بمرتبہ
نگہبانی ہوتی تھی لیکن وہ کافر دھوکا دیکر لے گیا آج تک محل مین نہین گیا ہون وہ محل جو عشرتکدہ
خاص تھا ماتم سرائے عام ہے ہر سو شور رقت ہر سمت نالۂ پر آفت بلند ہے کھانا پانی حرام
چھوٹا بڑا ابتلائے آلام ہے جانعالم نے کہا کچھ بھی ثابت ہوا کدھر لے گیا بادشاہ نے فرمایا پانچ
کوس تک پتا ملتا ہے آگے قلعہ ہے سر بفلک کشیدہ آگ سب بھری ہے شعلہ سرگرم تا چرخ چنبری
ہے اور انگارون کا انبار تا کرۂ نار ہے وہان کا حال نہین کھلتا عقل بیکار ہے مگر قرینے سے
معلوم ہوتا ہے کہ وہ سحر کا کارخانہ ہے شہزادے نے کہا خیر اگر حیات مستعار باقی ہے بمدد ایزد دیکھا
جاتا ہے یہ کہکر اُٹھا کہ قبلہ خدا حافظ بادشاہ لپٹ گیا کہا بابا خدا کے واسطے اس خیال محال
سے درگذر طائر خیال کے اُس دشت مین پر جلتے ہین پیک صبا کے پاؤن مین چھالے نکلتے
ہین دوسرے مجھے مفارقت تیری کب گوارا ہے ایک کو دھوکے مین کھویا تجھے دانستہ جانے دینے کا
کہان یارا ہے ایسی آفت مین تجھ سے جوان کو جانے دون بڑھاپے مین بدنامی لون سلطنت
حاضر ہے بسم اللہ حکمرانی کرین ضعیف ہون گوشے مین بیٹھ کر اللہ اللہ کرون شہزادے نے
عرض کی یہ تخت وسلطنت حضور کو مبارک رہے بندہ آوارۂ خانمان ننگ خاندان گھر کی
حکومت وثروت چھوڑ عزیزون سے منھ موڑ خراب خستہ سرگردان دردر حیران وپریشان ہو

یہان تک پہونچا اب یہ کلمہ ہتک کا اور ذلت کا سُننے کو جیتا رہے ملک بیگانے مین بادشاہت
کرے لوگ کہین جادوگر تو شہزادی کو لے گیا یہ شخص بغیرت جیتا رہا سلطنت کرنے لگا جوانمرد کیا
سے بعید ہے عاشق کو معشوق کی راہ مین جان دینا عید ہے لا اعلم تا سر ندہم پا نہ کشم از سر کویش +
نامردی و مردی قدمے فاصلہ دارد + پگ آگے پت رہے اور پگ پاچھے پت جائے مصرع
قدم عشق بیشتر بہتر + جس مددگار نے ہزار بلا سے بچا کے یہان تک زندہ و سلامت پہونچایا ہے وہی
وہان سے بھی مظفر و منصور آپ سے ملائیگا نہین تو یہ صورت نحس لوگون کو دکھانی کیا ضرور ہے
گو بشر مجبور ہے لیکن اس زیست سے آدمی مرنا گوارا کرے بموت مرے پہلے جب عقل و عشق سے
معرکہ اٹکا تھا میرا دل کھٹکا تھا عقل کہتی تھی ماں باپ کی مفارقت اختیار نہ کر و سلطنت سی شے
نہ چھوڑ و عشق کہتا تھا ماں باپ کسکے بادشاہت کیسی سر رشتۂ الفت غیر توڑ و کوچۂ دلدار کی گدائی
سلطنت ہفت اقلیم ہے اگر میسر آئے یے یار خدا کسی کی صورت نہ دکھلائے عقل کہتی تھی آبرو کا
پاس کرو ننگ خاندان نہو غریب الوطنی سے عار کرو صحرا نوردی نہ اختیار کرو عشق کہتا تھا یار کے
ملنے مین عزت ہے بادیہ پیمائی مین بہار ہے نشۂ خون آبلہ مدت سے صحرا کا خار ہے عقل کہتی تھی
یہ لباس شاہی قبائے فرمانروائی چاک نہین کرتے دانشمند جادۂ راستی سے خلاف قدم نہین
دھرتے عشق کہتا تھا لباس عریانی بے عقل دیوانی ہے یہ وہ جامہ ہے جسے احتیاج شست
و شو نہین کیسی ہی ہاتھا پائی ہو چاک نہو کسی آلائش سے ناپاک نہو اصلا کار سوزن و رفو نہین
نہ باربرداری اسکو چاہیے نہ چور کا ڈر نہ راہزن سے خطر ہے پانی سے بھیگے نہ آگ سے جلے سڑے نہ گلے
گلے سے کبھی جدا نہو نہ کوئی اسکو لے سکے نہ خود کسی کو دے سکے نہ دست وحشت مین اسکا تار آئے نہ
اسکے دامن تک سر خار آئے نہ اسکا جسم لاغر پہ بار ہے مسافر صحرائے محبت کو یہی درکار ہے آتش
تن کی عریانی سے بہتر نہین دنیا مین لباس + یہ وہ جامہ ہے کہ جسکا نہین سیدھا الٹا + آخر کار
بصد تکرار عقل کو شکست فاش ہوئی کوچۂ دلبر کی تلاش ہوئی نام سے نفرت ننگ سے تنگ ہو
نشان ہوس سلسلۂ دیوانگی ہاتھ آیا طبیعت عشق کی محکوم ہوئی وحشت کی دھوم ہوئی دامان
غیرت گریبان حیا چاک ہوا ننگ و ناموس کا قصہ بکھیڑا پاک ہوا ایک پرندہ کہ تو تا تھا رہبر و مددگار
ہوا دوسرا دوندہ وہ وزیرزادہ تھا تنہائی مین غمگسار ہوا پھر تو سلطنت اور وطن چھوڑ عزیزون

یگانون سے رشتۂ محبت توڑ رہ نوردِ بادیۂ حرمان اور گام فرسائے دشت ادبار ہوا لیکن اُسکا
ساتھ بھی نہ سزاوار ہوا پہلی بسم اللہ یہ غلط ہوئی کہ منزل اول مین توتا اُڑ گیا وزیر زادہ ہرن کے
ملنے سے چھوٹ گیا وہ جو اثنائے ظاہر کی دل لگی کا تھا لُٹ گیا تنہائی ہمراہ ہوئی ہمدم گرم سرد آہ
ہوئی کچھ دنون کے بعد طلسم مین پھنسا یا ہمین رُلا کے دشمنون کو ہنسایا تھوڑی سی آفت اُٹھا کے
رہائی پائی سمت مطلوب کی راہ ہاتھ آئی مگر نہ سنگ نشان دیکھا نہ میل نظر آیا گرد کاروان دیکھی
نہ صدائے زنگ و جرس سُنی نہ راہبر ملا نہ کفیل نظر آیا سواری چھُٹی پیادہ پائی ملی فکر غیر سے رہائی ملی جب
اس منزل مین حضرت عشق نے آزمایا باوجود آبلہ پائی اور خلش خار صحرا ثابت قدم پایا دوسرے مرحلے
مین امتحان مدنظر ہوا پریون کے اکھاڑے مین گذر ہوا ایک مہ سیما کو اس جانب میلان ہوا پھر وہی
عیش و نشاط کا سامان ہوا بہت سے نیرنگ دکھائے ہر شب عجیب دن آگے آئے للہ الحمد کہ
شیشۂ عصمت سنگ ہوا و ہوس سے سالم رہا وحشت دل کا بدستور عالم رہا رخصت مین مصلحت
جانی جوان و پیر کی بات نہ مانی اب گھر پہونچکر دھوکا کھانا جان بوجھکر بھول جانا کس ملت مین روا ہے
یہ نرا وسوسہ ہے مجھ سے وحشی سے ایسی ہشیاری دور ہے جیتے جی مرگ منظور ہے اس گفتگو کی

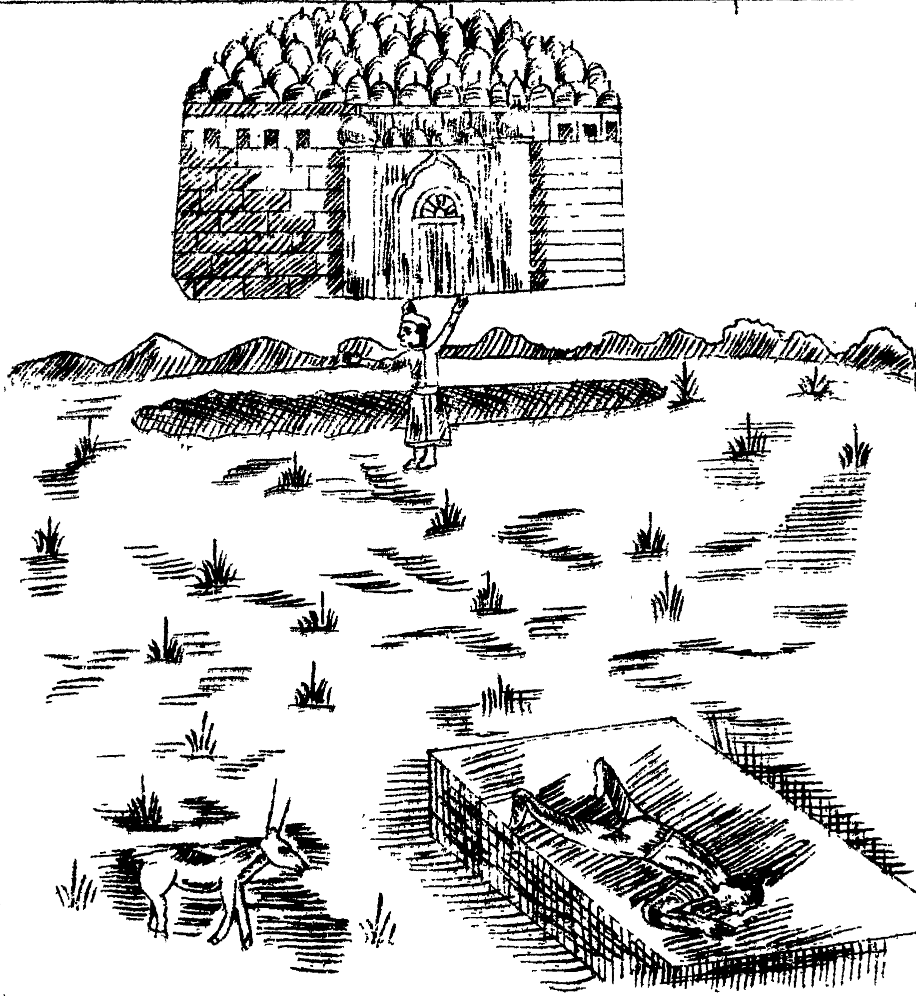
تصویر مجلسرائے شاہی و بیگمات و جان عالم و پادشاہ مع نواب ناظر خواجہ سرا



خبر محل مین پہونچی کہ آج اس طرح کا مہ جبین انجمن آرا کا عاشق وارد ہوا تھا وہ بھی حرارت
محبت سے اُسی آگ مین جلنے جاتا ہے انجمن آرا کی مان در دولت سرا پر چلی آئی خواجہ سرا دوڑے
بادشاہ سے عرض کی جلد شہزادے کو لیکر محل مین رونق فرما ہو جیسے بادشاہ جانعالم کو ہمراہ لے
آرامگاہ مین تشریف لایا وہ بھی ہزار جان سے نثار ہو دیر تک پروانہ وار اُس شمع انجمن سلطنت
کے گرد پھری رنڈیون نے گھیر لیا سب کو قلق ہوا غرضکہ بہزار سعی بادشاہ نے بمنت صبح کی رخصت
پر اُس شب روکا پھر خاصہ طلب کیا شہزادے نے انکار کیا وہی نواب ناظر حاضر تھا پانون پر گرا
سمجھایا پیر مرشد کئی دن سے محل مین کھانا پانی سب کو حرام ہے جو آپ کچھ بھی نوش فرماینگے تو یہ
سب کھاوینگے ناچار باخاطر فگار دو چار نوالے پانی کے گھونٹ سے حلق مین اُتارے پھر ہاتھ
منھ دھو نیند کا بہانہ کر پلنگ پر جا لیٹا مگر نیند کسکی اور سونا کیسا **مؤلف** واہ دیدہ سدا رہتا ہے
تیری یاد مین + آنکھ جب سے لگ گئی روتے ہین سوجاتے کو ہم + پھر لیٹے لیٹے انجمن آرا کا تصور
کر دم گرم آہ سرد سینے سے بھر کر یہ پڑھنے لگا **ابیات** تجھ بن ہے خراب زندگانی + ہے مجھکو عذاب
زندگانی + اتنا تو نہ چھپ کہ لے کفن کا + گھبرا کے نقاب زندگانی + جب کروٹین بدلتے بدلتے
پسلیان دُکھ جاتین اور بیقراریان ستاتین تو دل بیتاب کو مستعد ضبط آمادہ جبر و صبر کر یہ کہتا
نظم کمال ضبط کو عاشق کرے اگر پیدا + کہان کی آہ کرے بات بھی اثر پیدا + ہزار رنگ زمانے
کے بدلے پر افسوس + کہین ہوئی نہ شب ہجر کی سحر پیدا + کرے گی ہمسری نالے کی میرے تو بلبل
شعور اتنا تو کر جا کے جانور پیدا + ہمیشہ ہاتھون سے انکے رہا ہون مین جلتا + یہ زور گرم ہوئے
تھے دل و جگر پیدا + یہ دل مین ذوق اسیری ہے جو قفس مین مدام + مین نوچتا ہون جو ہوتے
ہین بال و پر پیدا + آخر شب بصد نالہ و آہ کراہ کر صبح کی بعد فراغت نماز سوز و گداز مرنے پر
کمر باندھی شب کو یہ خبر عام ہوئی کہ کل جادوگر کی لڑائی کو شہزادہ آمادہ ہوگا پھر رات رہے سے
مجمع عام در دیوان خاص پر تھا یکایک بادشاہ تخت پر سوار برابر شہزادہ والا تبار برآمد ہوا چشم
مشتاقان مین نور طور نزدیک و دور تجلی کر گیا ہر شخص رو بقبلہ ہو دعائے فتح و ظفر اُس ماہ پیکر کی
مانگنے لگا القصہ جہان تک لوگ آتے جاتے تھے بادشاہ ساتھ آیا آگے بڑھنے کی تاب نہ لایا
جانعالم نے قسمین دیکر رخصت کیا ناچار بادل داغدار خاطر فگار قلعے مین داخل ہوا گر وہان سے ڈیوڑھی تک

صد ہا ہرکارہ صبا دم متعین کیا کہ ہر دم کی خبر حضور مین پہونچے جانعالم پھر اکیلا با حسرت و یاس رہ گیا غم دلبر رفیق قدیم پاس رہا یہ شعر پڑھتا آگے چلا **مصحفی** اے غم یار مین بندہ ہون فاقت کا تری نہ کیا تو نے گوارا مری تنہائی کو + آگ کا قلعہ سامنے تھا آسمان سے زمین تک بجز شعلہ جوالہ یا برج آتشین یا انگارون کا ڈھیر اور کچھ نظر نہ آتا تھا شہزادہ غور سے دیکھنے لگا ایک ہرن اُس آگ سے نکلا اُچھل کود کر پھر اُسمین غائب ہوا جب مکرر آمد و رفت کی جانعالم نے لوح پیرمرد کی دیکھی اُسمین معلوم ہوا اگر یہ اسم پڑھکر ہرن کو تیر مارا اور خطا نہ کی طلسم ٹوٹ جائیگا اور اگر نشانہ چوکا خود آماجگاہ خدنگ قضا ہوا کوئی راکھ کے سوا پتہ نہ پائیگا شہزادے نے کہا جو ہرن مارا تو لطف زندگی ہے نہین حیلہ مرگ خوب ہے بے یار جینا معیوب ہے یہ سوچ لب سوفار چلے سے جوڑ شست مشت برابر کر اسم شروع کیا اُدھر ہرن نکلا اِدھر تیر کمان سے سرگوشی کر چلا بسکہ یہ قدر انداز تھا اُسکی قضا دامنگیر تیر دوسار ہوا **فردوسی** فلک گفت احسن ملک گفت زہ ہرن زمین پر گرا آسمان سے دار و گیر کا غل اُٹھا ہان ہان لیجیو گھیر لو جانے نہ پائے قریب تھا خوف سے جی نکل جائے زمانہ تیرہ و تار صحرا پر غبار ہوا گھڑی بھر مین وہ تاریکی دور ہوئی آفتاب نمودار ہوا نہ آگ رہی نہ قلعہ برابر سطح میدان نہ انسان نہ حیوان مگر چبوترے پر لاش جھلسی ہوئی پاش پاش دیکھی یعنی وہ جادوگر کریہ منظر سیندور کا ٹیکا ماتھے پر زرد زرد دانت ہونٹھون کے باہر مُنھ مُہری سے گندہ شیطان کا بندہ بالون کی لٹین لٹکین ہڈیان کھوپریان گلے مین پڑین کالا بھجنگا بدن سے ننگا تیر سے چھد کر جہنم واصل وہ حواصل ہو گیا شکر کا سجدہ بجالایا قدم ہمت آگے بڑھایا ہرکارے یہ ماجرا دیکھ فوراً حضور مین حاضر ہوے بعد دعا و ثنا عرض کی کہ اے شہریار زد الاقتدار فتح مبارک شہزادہ بلا کا پتلا ہے ایک تیر مین وہ آگ کا قلعہ ٹھنڈا کر سرگرم راہ ہوا بادشاہ مژدہ فرحت افزا سن کے خوش ہوا فرمایا یقین کامل ہے کہ جان عالم حسب دلخواہ مراجعت کریگا فتح و فیروزی شامل ہے ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات خبرداروں کو خلعت و انعام موافق قدر و منزلت مرحمت کر پھر روانہ کیا اس عرصے مین شہزادہ وہ وادی پرخطر میدان سراسر ضرر کوطے کر متصل قلعۂ سحر جہان انجمن آرا قید تھی پہونچا وہ عجیب معلق قلعہ تھا زمین سے چار پانچ گز بلند ایک تختہ کمھار کے چاک کی طرح باین سرعت گردش مین تھا کہ نگاہ کام نہ کرتی تھی

تصویر جانعالم اور قلعۂ آتشین اور ہرن کا مارا جانا اور جادوگر کی لاش

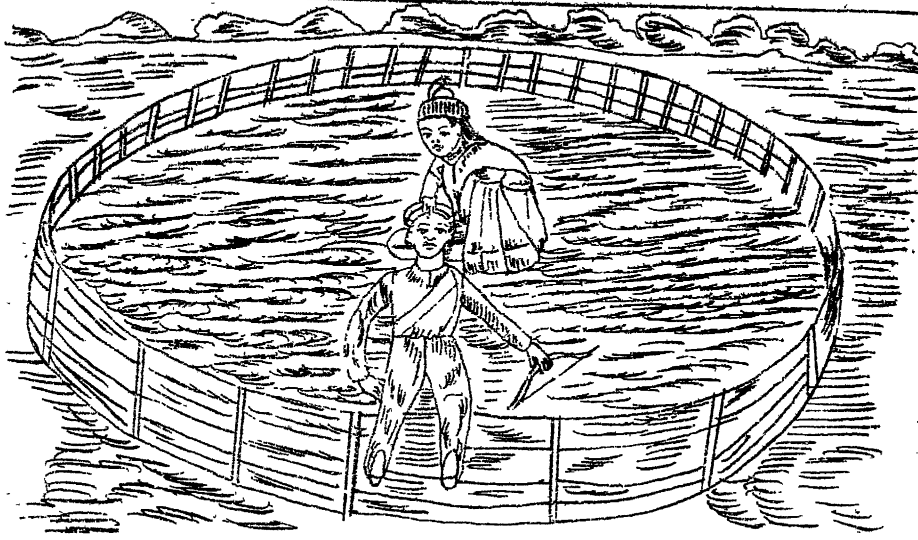


آنکھ کی پتلی اتنا جلد نہ پھرتی تھی بلند ایسا کہ دیکھنے مین پگڑی گرتی تھی جانعالم وہان ٹھہرا وہ قلعہ بھی حرکت سے ساکن ہوا اُسوقت مفصل نقشہ معلوم ہوا کہ قلعہ ہے جواہر نگار بازیب وزینت بسیار دروازے چار ہین برج گنے نہین جاتے ہزار در ہزار ہین کمند فکر اسکی بلندی کے روبرو کوتاہ ہی ہر طرف سے مسدود راہ ہے جہان جانعالم کھڑا تھا زمردکا بنگلہ نظر آیا اُسمین سے آواز آئی کہ اے اجل رسیدہ کیون ملک الموت کو چھیڑتا ہے زندگی سے مُنھ پھیرتا ہے مجھے تیرے حسنِ صورت پر رحم آتا ہے جلد یہان سے جا خطا کے اول عوض خوبی شکل وشمائل معاف کی ورگرنہ

باین شدائد و خواری قتل کرونگا کہ آسمان تیرے حال پریشان پر خون روئیگا ساکنان زمین کو گوشت
پوست ہڈیون کا پتہ نہ ملے گا بادشاہ تیرے غم مین جان کھوئیگا اس دشت کی خاک تیرے لہو
سے رنگین ہوگی روح بھی تا حشر خواب مرگ مین آرام سے نہ سوئیگی شہزادے نے ہنسکر کہا کہ اے
مادر بخطا تو کیا ہماری خطا معاف کریگا کہان تک لاف و گزاف کا دم بھرے گا انشاءاللہ تعالی
اور تو کیا کہون تجھے بھی اسی کے پائنتی بھیجتا ہون یہ سنکر وہ جھلا یا بغلے سے سر نکال تھوڑے
ماش اس بدمعاش نے اور کالا دانہ نکالا اسوقت چرخ چکر مین آیا اور زمین تھرائی جب
سرسون مین بنولے اور رائی ملائی پھر تیتا پیتا اور لونا چماری کو پکارا ان دانون کو اس احمق
نے آسمان کی طرف پھینک مارا دفعۃً ابر تیرہ و تار گھر آیا شہزادے پر پتھر اور آگ کا مینہ برسایا یہ بھی
اسمائے رد سحر پڑھتا آگے بڑھتا تھا جب آگ قریب آتی پانی ہوکر بہ جاتی اور پتھر بھی ہر ایک
خاک تھا ایسا وہ اسم پاک تھا جادوگر خفیف ہوکر سحر تازہ کی فکر مین تھا جانعالم نے لوح کو دیکھا اسمین
نکلا کسی طرح لوح کو قلعے کی دیوار سے لگا دے پھر قدرت خالق کا تماشا دیکھے شہزادے نے بجرأت
تمام تڑا چک کر لوح دیوار سے لگائی اسپر آفت آئی مرتبہ اول سے زیادہ چکر مین آیا بھرتے بھرتے
اس طرح کی صدائے ہیبتناک آئی کہ ہزار توپین ایک بار چھٹین تو ایسی نہو بدرجہ مہیب تھی کہ گانہ
زمین کا کلیجہ ہل گیا خورشید برج اسد مین چھپ کر دہل گیا زمانے کا رنگ دگرگون ہوا جنگل گرد برد
ہوگیا وہ کافر آتش پرست سرد ہوگیا لرزان کوہ و ہامون ہوا میدان سیاہ بلند صدائے نالہ و آہ ہوئی
چار گھڑی مین وہ تاریکی دور ہوئی شہزادے کی طبیعت مسرور ہوئی نہ قلعہ نظر آیا نہ مکانات کا نشان
پایا لیکن ریت کا ٹیلہ سرکنڈے کے گڑے اور کچا سوت نیلا پیلا اُن پر لپٹا کچھ پھندے پڑے اسمین
وہ ماہ شب افروز حور کی صورت نور کا عالم پریشان بدحواس سراسیمہ متحیر کوئی آس نہ پاس ہر سمت
حیران ہو ہو دیکھ رہی تھی جانعالم نے پہچانا تاب نہ رہی جی سینے مین رعب محبت سے سنسنایا اکیلے
دیکھ کے کلیجہ منھ کو آیا ہر چند ضبط کیا نہو سکا تھرا تا دم چڑھتا دوڑ دوڑ کر گرد پھرنے لگا لڑکھڑاہٹ
سے گرنے لگا انجمن آرا نے شرما کر سر جھکا کر کہا سنبھلو صاحب کچھ پاس و لحاظ بھی کسی کا نہین
یون بیباکانہ پاس چلے آنا حرکت مجنونانہ ہے مگر اس گفتگو مین آنکھ بھی چار ہوگئی سنان الفت
ادھر تو گڑی تھی ادھر بھی دو سار ہوگئی شہزادہ خنجر عشق کا زخمی قدیم تھا وہ تازہ شمشیر محبت کی گھائل ہوئی

طبیعت اُدھر مائل ہوئی بدن تھرّایا جانعالم نے یہ سُنایا میر سوز جسکو نہو شکیب نہ تابِ فغان رہے +
تیری گلی مین وہ نہ رہے تو کہان رہے + آہستہ رو تو منزلِ مقصود کو گئے ۔ رفتار گرم تھے سو ہمین
درمیان رہے + بندہ نواز حال یہ میرے کرو نگاہ + ہے جائے گریہ کہ یہ کارواں ہے + یہ کہکر گر پڑا

تصویر جانعالم اور انجمن آرا مع قلعہ سرکنڈا شیشہ پیچیدہ اور جانعالم کا بیہوش ہوکر گرنا سر زانوے انجمن آرا



غش آگیا عشق کی نیرنگیان نہان نہین حاجت اظہار و بیان نہین کشش اسکی چھوٹے بڑے پر آشکارا
ہے ہزارون کو اسنے فریب سے مارا ہے انجمن آرا کو دل مضطرب نے تڑپ کر سمجھایا بیقراری مین اسپر آ
آیا کہ یہ مقرر عاشق صادق ہمارا ہے جو ایسی بلا سے نہ ڈرا سر کو بیچ کر اس وادی مین پانون دھرا
ورنہ اتنے دن گذرے بیکسی کے سوا کوئی ہمدم شریک زندان غم نہ تھا دل قبضۂ اختیار سے
جاتا رہا حجاب ہر چند مانع آتا رہا مگر جانعالم کا سر اپنے زانو پر رکھا چہرے کی گرد جھاڑی غشی تو کبھی
آنکھ سے دیکھی نہ تھی گھبرا کر رونے لگی اسطرح روے یار دھونے لگی اور یہان جو بوند آنسو کی منھ
پر پڑی اور دماغ مین خوشبوے کنار دلدار چڑھی لخلخے کا کام کر گئی گلاب کیوڑا چھڑکنے کی حاجت نہ رہی
آنکھ کھولدی سبحان اللہ سر خاک افتادہ کنار یار زانوے دلدار پر پایا ناز و نیاز سے دماغ عرش اعلی پر
پہونچایا اور پانون پھیلایا یہ اترایا انجمن آرا نے جھجک کر گھٹنا سرکایا جانعالم نے چشم نیم وا سے

شہزادی کا منہ دیکھا اور کہا ہماری بیہوشی ہشیاری سے اچھی تھی مؤلف مین جو چونکا تو وہ بھی
چونک پڑا + ہوئی غفلت جو ہوشیار ہوا + یہ کہکے آنکھین بند کرلین کہ پھر ہمین عشق آیا کیون تمنے زانو
سرکایا انجمن آرا نے کہا کیا خوب اپنا اختلاط میری چڑھ ہے مین نے تیری محنت اور شفقت پر نظر کرکے
یہ انسانیت کی حرکت کی تھی تم چل نکلے خدا جانے دل مین کیا سمجھے اپنی راہ لیجیے چلتا دھندھا
کیجیے واہ واہ نیکی برباد گنہ لازم جانعالم نے یہ جواب دیا آستا دخاک ہی اپنی اٹھے تو اس مکان
سے اٹھ سکے + ہم جہان جون نقش پا بیٹھے نہ وان سے اٹھ سکے ۔ الا چور کی ڈاڑھی مین تنکا تمھین
اپنا عاشق کبھی نہ سمجھونگا نہ معشوقون کے دفتر مین آپ کا چہرہ لکھونگا انجمن آرا نے کہا چہ خوش
بھلا دل تو بہلا لو کچھ ہو یا نہو زبان کا مزا نکالو یہ تو وہی مثل ہوئی مان نہ مان مین تیرا مہمان تمھارا
بعینہ یہ حال ہے فرد چہ خوش گفتست سعدی در زلیخا + الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا
عشق اور عاشقی کی باتین مری بلا جانے رمز و کنایہ کسی اور سے جاکر کرو اپنا چوچلا تہ کر رکھو
اپنی صورت تو غور سے دیکھو یہ تمنے سنا نہین شاید مثل حلوا خوردن را روے باید + جانعالم
نے کہا مین بیچارہ خستہ تن غربت زدہ دور از وطن مہنت پن کہان سے لاؤن کیونکر ویسی
صورت بناؤن ایک ہنستا ہے ایک روتا ہے کفر و اسلام مین بڑا فرق ہوتا ہے تمھین ابھی تک
موہن بھوگ کا ذائقہ نہین بھولا ہے دم تقریر زبان پر حلوا ہے ہمنے آپ کیواسطے جوگ لیا سلطنت
کو تج دیا اب مراد پوری ہوئی دور دوری ہوئی انجمن آرا اتنے کی سنکر کھسیانی ہوئی کہا چلو صاحب
وہ مواقربان کیا تھا اپنی چونچ بند کرو کٹی جلی کی ہنسی اپنے گھر جاکر کرو سحر و جادو زور و ظلم مکر و فریب
سے انسان ناچار ہے اسمین کسی کا کیا اختیار ہے مگر خیر اور جو چاہیے کہ لیجیے در پردہ کیا صاف
صاف گالیان دیجیے یہ باتین قسمت کی گردش سنواتی ہے دیکھون ابھی تقدیر آگے کیا کیا
دکھاتی ہے اگر خدا ہمارا گھر بار چھڑا موذی کے بس مین نہ پھنساتا تو ہر ایک راہ چلتا ہمین کاہے کو
ایسی باتین سناتا جانعالم یہ سنکر ڈر گیا رنگ زرد ہو گیا خجالت سے مر گیا سہمکر آبدیدہ ہو کہنے لگا میری
کیا مجال جو آپ کو کچھ کہون مین تو خانمان آوارہ مسافر ہون انصاف تو کرو تم کتنی ہٹ دھرم
احسان فراموش ہو ہنسی مین رو دیا ہمین دونون جہان سے کھو دیا انجمن آرا نے دیکھا اسکے
آنسو جاری ہچکی طاری ہے مسکرا کر کہا ایک بات مطلب کی کہی مگر ۵ سچ ہے اوچھے کا بھی

احسان بُرا ہوتا ہے + خاطر جمع رکھ اپنے گھر چلکر تجھے مال و زر سے لاد دونگی کہ تو چل نہ سکے گا بوجھ سے ہل نہ سکے گا شہزادے نے کہا آخر سلطنت کا گھمنڈ آیا ہمین محتاج جان کے یہ فقرہ سنایا ہم بھی کبھی حاجت روائے عالم مشہور تھے مگر الفت سے مجبور تھے اگر تمپر عاشق نہوتے کیون سلطنت کھوتے سر پہ ہاتھ رکھکر روتے یہان تو یہ نوک جھوک چھیڑ چھاڑ ہو رہی تھی وہان خبر فتح و ظفر ہرکارون نے بادشاہ کو پہونچائی وہ تو ہمہ تن گوش تھا اُسی وقت مع ارکان سلطنت روانہ ہوا سُکھپال ہمراہ لیا صبا وار سناٹے مین آ پہونچا جو نزدیک تھے دور کھڑے رہے کہاریان بادشاہ کا تخت قریب لائین

تصویر سواری شہزادہ و بادشاہ ایک تخت پر اور انجمن آرا کا سکھپال و محلات کی عورتوں کا ہجوم



انجمن آرا منھ چھپا کر بیٹھ گئی جانعالم پاس سے سرکا بادشاہ تخت سے اُترا جانعالم کو گلے لگایا
جرأت کی تعریف کی ہمت پر تحسین و آفرین کی پھر بیٹی کو چھاتی سے لگا سکھپال مین سوار کیا
شہزادے کو برابر تخت پر بٹھالیا ترقی خواہان دولت ملازمان قدیم نزدیک آئے زر سرخ و سفید
تخت اور سکھپال پر نثار کیا اسقدر اشرفی روپیہ تصدق کیا کہ آجتک جو محتاج مسافر ادھر جاتے ہین
چاندی سونا پاتے ہین نصیب جاگ جاتے ہین بادشاہ کے پھرتے پھرتے جلوس سواری نوبت
نشان فوج سب سامان آپہونچا اہل شہر یہ خبر سنکر ہزارون دوڑے شادیانے بجاتے مبارک
سلامت کا غل مچاتے شہر مین داخل ہوے ملک کی رونق گئی ہوئی پھر آئی خلقت نے جان
تازہ پائی محل مین انجمن آرا رونق افروز ہوئی سب کو شادی نو روز ہوئی محل والیون نے کہرام
مچایا بادشاہ نے فرمایا یہ خوشی کا وقت ہے نہ ہنگام غم اسی طرح سب بچھڑے خدا کی عنایت
سے باہم ہون انجمن آرا کی مان گرد پھرتی تھی دمبدم سجدہ کرنے کو زمین پر گرتی تھی کہتی تھی ہمارے
دن اللہ نے پھیرے مگر بدولت جانعالم انجمن آرا جب یہ نام سنتی خوش کیا کھل جاتی الا لوگون کے
سنانے کو تجاہل عارفانہ کر کے یہ سناتی صاحبو یہ کیا بار بار کہتے ہو جو میرا مقدر سیدھا نہوتا تو وہ کون
تھا جو دن پھیرتا مصاحبتین مزاجدان اس کہانی سے تاڑ گئین کہ آپ کی بھی آنکھ پڑی طبیعت لڑی
جب اسکی مان سرکی وہ سب پاس آ کے کہنے لگین ہے ہے ہم تو تیری مفارقت مین مرتے
تھے زندگی کے دن گھڑیان گن گن بھرتے تھے یہ صورت اللہ نے دکھائی یا جانعالم کی جوتیون
کے صدقے سے نظر آئی جسطرح ہمارے مطلب ولی ملے خالق اُسکے بھی جی کی مراد دے انجمن آرا غصے
کی شکل بنا تیوری بھون چڑھا کہنے لگی تم سبھون کی شامت آئی ہے کیا بیہودہ بک بک مچائی ہے
یہ چلے کی خوبی بزرگی خردی سب ڈوبی واہ وا تمنے میری چڑھ نکالی اپنی دانست مین دیوانی بنالی
خدا جانے یہ کون ہے اور کہان سے آیا ہے سبھون نے میرا مغز کھایا ہے اُسے تو کیا کوسون وہ تو مسافر
بیچارہ ہے جی مین آتا ہے اُسکا منھ نوچون جس جس نے یہ نخرا نکھارا ہے اور بھی مجھے چھیڑو گی تو
رو دونگی اپنا سر پیٹ لونگی یہ کہکر مسکرانے لگی ہونٹ چبانے لگی آپس مین مزے کنائے رہے تمام
ملازمان بادشاہ مع روسا ترقی خواہ نذرین لیکر حاضر ہوے شہر مین منادی ہوئی کہ جتنے ساکنان
قلمرو بادشاہ ہین فقیر سے ہفت ہزاری بڑے آدمی سے بازاری تک آج کاروبار موقوف کر ناچ دیکھین

خوشی کرین اور جسے مقدور ہو سرکار سے لو تمام شہر مین عیش و نشاط راگ رنگ کی مجلس با فرحت
و انبساط ہوئی بادشاہ نے جشن جمشیدی کیا تمام شب بادۂ گلگون کا دور رہا ناچ گانا صحبت
بے تکلفانہ کا یہ طور رہا دم صبح بادشاہ کیوان جاہ دیوان عام مین رونق افزا ہوا اسقدر زر و جواہر
محتاج فقیرون کو عنایت ہوا کہ کاسۂ گدائی اُن کا جام و صراحی سے مبدل ہو گیا محل مین بر محل
رت جگے صحنک جا بجا کونڈے حاضری دونے پڑیان منتون کی جس جسنے مانی تھین کرنے
بھرنے دینے لگین اور ڈومنیان تڑاق پڑاق پری وش خوش گلو با انداز مع سامان و
ساز حاضر ہوئین مبارک سلامت کہکر شادی مبارک گانے پھپھے مچانے نئی مبارک باد
سُنانے لگین مؤلف شادی و جشن سزاوار مبارک ہووے + آج شہزادی کا دیدار مبارک
ہووے + صد وسی سال سلامت رہے با امن و امان + حسن کی گرمی بازار مبارک ہووے +
وہ بھی دن آئے جو سہرہ بندھے سرپراسکے + سب خوشی سے کہین ہر بار مبارک ہووے +
بعد شادی کے خدا دے کوئی فرزند رشید + ہم کہین آکے یہ دلدار مبارک ہووے + خار
کھاتے رہین کمبخت جو دشمن ہون سرور + دوستون کو گل و گلزار مبارک ہووے +

بیان جلسۂ شادی اُس وطن آوارہ کا انکار کرنا اُس مہر سیما ماہ پارا کا اور ماں کا سمجھانا اُسکا شرما کے سر جھکانا پھر سامان برات کا مزا لوٹنا پہلی رات کا

کدھر ہے تو اے ساقی گلعذار + مرا غم سے دل ہو گیا خار خار + پلا دے کوئی ساغر لالہ رنگ +
جوانی کی لالے جو دل مین ترنگ + سہے کتنے صحرا نوردی کے رنج + بھلا کچھ تو شادی کا ہون نغمہ سنج
سرود سرایان بزم شادی و نغمہ پردازان محفل عروسی و دامادی انجمن بیان مین یون زمزمہ سنج
ہوے ہین کہ جب جلسۂ عیش و طرب سے فرصت سب کو ہوئی ایک روز بادشاہ عجاہ محلسرائے
خاص مین جلوہ بخش تھا بی بی سے خلوت مین فرمایا کہ حقوق اور احسان جیسے جانعالم کے
ہمارے ذمۂ ہمت پر ہین تمام عالم جانتا ہے اور یہ بھی نزدیک و دور مشہور رہے کہ عشق انجمن آرا
مین نادیدہ مبتلا ہو سلطنت کھو یہان آیا ہے اور کس مردانگی سے جادوگر کو مارا
اور اُسکے پھندے سے چھڑایا ہے اسکے قطع نظر صورت سیرت خلق و مروت ہمت و جرأت

یہ جتنی صفتین ہین سب خالق نے عطا کی ہین حسب عالی نسب والا حسن ہین مہر و ماہ سے
نرالا مناسب کیا ضرورت ہے کہ جلد سامان شادی درست کر منعقد کرو خدا جانے آج کیا ہے
کل کیا ہو کار امروز بفردا مگذار اُسنے عرض کی کہ جو رائے اقدس مین گذرا یہی میرا مطلب عین تھا
بادشاہ نے فرمایا آج انجمن آرا سے یہ مقدمہ اظہار کرکے جواب باصواب حاصل کرو کل سے سرگرم
سامان شادی ہو یہ کہکے بادشاہ دیوان عام مین رونق افزا ہوا انجمن آرا کو مان نے طلب
کیا اور دو چار اور مُغلانیان اتوہین سن رسیدہ محلدارین جہان دیدہ قدیم جو تھین اُنھین بلوایا
شہزادی کی جلیسین بھی یہ سُنکر بے بلائے آئین اُسنے پہلے بیٹی کو گلے سے لگایا پیار کیا پھر کہا سنو
پیاری دنیا کے کارخانے مین یہ رسم ہے کہ بادشاہ کے گھر سے فقیر تک بیٹی کسی کی مان باپ
پاس ہمیشہ نہین رہتی اور غیرت دار کے گھر مین لڑکی جوان ہر وقت رنج کا نشان خفت
کا سامان ہے اور خدا اور رسول کا حکم بھی یہی ہے کہ جوان کو بٹھا نہ رکھو شادی کر دو وراے ان
باتون کے ایک شخص نے تمھارے واسطے گھر بار چھوڑا سلطنت سے ہاتھ اُٹھا کسی آفت سے مُنھ نہ موڑا
جی پر کھیل گیا کیا کیا بلائین جھیل گیا سر کھپی اور جان جوکھون کی جب تمنے ہمکو دکھایا ہمنے تمھاری
صورت دیکھی شکل مین پری شمائل فرخندہ خو فرشتہ خصائل تمام شہر عاشق زار ہے چھوٹا بڑا
اُسپر فریفتہ اور نثار ہے ہر چند تم پارۂ جگر نور نظر ہو مگر واری جو انصاف ہاتھ سے نہ دو تو
تم مین اُسمین بڑا فرق ہے تمھین اللہ نے عورت بنایا ہے وہ مرد میدان نبرد ہے رنڈی
مرد کا بہت تفاوت مشہور ہے آگاہ نادان و ذی شعور ہے الا جالی ہمارا کہنا آرسی مصحف
مین نظر پڑے گا دیکھیے گا جو دکھائی دیگا انجمن آرا نے یہ سُنکر سر جھکا لیا رونے لگی کہا
حضرت صورت شکل کا یہان مذکور کیا ضرور تھا یہ اللہ کی قدرت ہے کسی کو بنایا کسی کو بگاڑا
بہت سے لولے لنگڑے کانے کُھدرے گونگے بہرے ہین وہ جا ہے نہ جبین کہین نور ہے کہین
نار ہے گُل کے پہلو مین خار ہے یہ سب صنعت پروردگار ہے دنیا مین کونسی شے بیکار ہے بُرون
سے اچھون کی تمیز ہے یون تو بادشاہ مصر غلام عزیز ہے اور جو بار احسان سے دب کر فرماتی ہو
کہ ایسا کرو تو دنیا عالم اسباب ہے ایک کا کام دوسرے سے ہوتا آیا ہے یہ شخص نہ آتا اور میرے
مقدر مین رہائی ہوتی کچھ ایسا سامان نکل آتا اور کوئی اللہ کا ولی پیدا ہو جاتا میری بند چھڑاتا

المولفہ نیک و بد زمانہ نہین اختیار مین + ہوتا وہی سر و رہے جو سرنوشت ہو + میری قسمت
کمبخت بری ہے ایک مصیبت سے چھڑا دوسری آفت مین پھنسا یا ہر دم طعنے اپنے بیگانے
کے سُننے پڑے کہ یہ آیا مجھے قید سے چھڑایا خدا جانے وہ کون ہے کہان سے آیا ہے اپنے
مُنھ سے میان مٹھو شہزادہ بنا یا ہے آپ کی لونڈی ہون بہرصورت فرمانبردار اگر کنوئین مین جھونکدو
چاہ سے گر پڑون اُف نہ کرون مگر جو آپ اُسکی شکل پر ریجھ محنت و مشقت کو سمجھ بوجھ یہ مقدمہ
کیا چاہتی ہین تو مین راضی نہین اگر مزدوری کی اُجرت خدمت کا انعام منظور ہے کہ بادشاہون
کے نزدیک احسان کسی کا اُٹھانا بہت دور ہے تو روپیہ اشرفی جاگیر عنایت کرو اُسکا بھلا ہو کام ہو
آپکا نام ہو یہ فقرہ سُن کے وہ بہت ہنسی کہا شاباش بچی اُسکی جانفشانی کی خوب قدردانی کی واقعی
وہ بیچارا تمھارے ملک کا یا روپیہ پیسے کا محتاج ہے اری نادان وہ تو خود صاحب تخت و تاج
ہے اِس بات پر سبھون نے قہقہہ مارا کہا حضور بس ان کا یہ شعور ہے انکے نزدیک وہ شہزادہ
نہین مزدور ہے انجمن آرا نے جھنجلا کر کہا کہ روپیہ وہ شے ہے کہ اسکے واسطے اسفندیار سا
روئین تن مارا گیا فریدون و افراسیاب کا سر اُتارا گیا وہ جو دائی دوا آتون مُغلانیان چیرانی
چیرانیان حاضر تھین بولین قربان جائین واری مان باپ کی عدول حکمی مین خدا و رسول کی
نافرمانی ہوتی ہے تمھین انکار مناسب نہین اور خدا نخواستہ یہ کیا تمھارے دشمن ہین جو راہ چلتے کے
حوالے کسی کے کہے سنے سے بے دیکھے بھالے کر دینگی آدمی روز بروز عقل و شعور سیکھتا ہی نشیب و فراز
بات کا محل و موقع سوچتا سمجھتا ہے تم سلامتی سے ابھی تک ہی بچپنے کی باتین کرتی ہو کھیلنے کودنے
کے سوا قدم نہین دھرتی ہو انجمن آرا نے جواب نہ دیا سر زانو پر رکھ لیا لیکن وہ جو امیرزادیان
اُسکی ہمنشین جلیسین تھین جنسے اِس بات کے روز مشورے رہتے تھے بولین ہے ہے لوگو تمھین
کیا ہوا ہے آتون جی صاحب بے ادبی مُعاف آپنے دھوپ مین چونڈا اسفید کیا ہے خیر ہے
صاحبو دُلھن سے صاف صاف کہوایا چاہتے ہو دُنیا کی شرم و حیا نگوڑی کیا اُڑ گئی اتنا تو سمجھو
بھلا مان باپ کا فرمان کسی نے ٹالا ہے جو یہ نہ مانینگی الخاموشی نیم رضا بوڑھے بڑون کے روبرو
اور کہنا کیا یہ سُن کے آتون قدیم جس نے انجمن آرا کو پالا پڑھا یا لکھا یا تھا اُسنے مبارکباد
کہکے انجمن آرا کی مان کو نذر دی محل مین قہقہے مچے شہزادی بناوٹ سے رونے لگی نواب ناظر بیگم

کی نذر لیکر بادشاہ کے حضور مین حاضر ہوا نذر دی خلعت مرحمت ہوا یہان تو ارکان سلطنت
اسی دن کے روز منتظر رہتے تھے یہ مژدۂ فرحت افزا دریافت کر کے اُٹھے بمراتب نذرین گذرین
نوبتخانون مین شلک کا حکم پہونچا نوبت خانون مین شادیانے بجنے لگے مبارک وسلامت
کی صدا زمین و آسمان سے پیدا ہوئی شعر فلک پر یہ مبارکباد ہے اب کسکے ملنے کی + یہ ایسا
کون بختاور ہے جسکا بخت جاگا ہے + بادشاہ نے وزیر اعظم سے ارشاد کیا جانعالم یہان مسافرانہ
وارد ہوا ہے تم امورات محل مین مستعد رہو ہم اُسکا سامان سرانجام کرین وزیر آداب بجا لایا
خلعت فاخرہ ملا ہاتھی پالکی سے سرفراز ہوا جانعالم کا یہ نقشہ تھا چہرے پر بشاشت سے سرخی باچھین
تا بناگوش کھلین فرحت کے باعث بند قبا ٹوٹے جاتے تھے مگر شرم کے باعث آپ سر نہ اُٹھاتے تھے
بادشاہ نے رمال نجومی پنڈت جفردان جو جو ہیئت اور ہندسہ اور نجوم مین طاق شہرۂ آفاق تھے
طلب کیے اور ساعت سعید کا سوال کیا کسی نے قرعہ پھینکا زائچہ کھینچا شکلین لکھین کسی نے پوتھی
کھولی کوئی حرف مفرد لکھکر حساب کرنے لگا کوئی تلا برچھک دھن مکر کمبھ مین میکھ برکھ متھن کرک
سنگھ کنیان کنکہ بچار کرنے لگا کوئی مشتری مریخ شمس زہرہ عطارد قمر زحل کا حال مع گردش برج
کہکے حمل ثور جوزا سرطان اسد سنبلہ قوس عقرب جدی دلو حوت میزان کی میزان دیکر شمار کرنے لگا
کہا بعد مدت قمر اور مشتری کا بطرز خلاف حمل مین قران ہے اُس ہفتے کا دن رات سعد اکبر ہے
اور باتفاق ایک روز مقرر کیا حضور سے بقدر علم و کمال خلعت و انعام عنایت ہوا اور بعد جلسہ
شادی باامید دیگر و امداد وافر امیدوار کیا القصہ بموجب احکام اخترشناسان بلند مین فلک سیر
ماضی مستقبل کے حال دان باریک خیال اور منجمان صدر نشین مسند کنشت و دیر حکم روایان
خوش فال مانجھے کا جوڑا دُلھن کے گھر سے چلا تمام دور سے فیل نشین زن و مرد فرد فرد بالباس رنگین
پکھراج کی کشتیون مین زعفرانی جوڑے سنہرے خوانون مین پینڈیان مقوی مفرح ذائقہ ٹپکتا
خوان تک بسا اور دودھ کے واسطے اشرفیون کے گیارہ توڑے طلائی چوکی جواہر جڑا زمرد نگار کٹورا
بٹنا ملنے کا کنگنا بہ از عقد ثریا در یکتا جڑا ہوا لنگی ملتان کی ہتھی بیل بوٹے مین گلستان کی تھی بٹنا
اور تیل بے میل جو عطر کشمیر پر خندہ زن ہو معطر دماغ انجمن ہو کنٹرون مین عطر سہاگ مہک بری
ایجاد نصیر الدین حیدری ارگجہ محمد شاہی فتنے کی بو چار سو زعفران کا تختہ کھلا کوسون تک

خوان سے خوان بلا نوبت نشان گھوڑون پر شہنا نواز نقارچی جوان جوان سکھپال اور چنڈولون
مین زنانی سواریان اُنکے بناؤ کی تیاریان کہاریان پری جھم برق درخشان کا عالم باہم
قدم قدم اُس سامان سے وہ سب مانجھالے کے در دولت نوشاہ پر جو بس گئے شہر کے کوچہ و
بازار بس گئے وہان وہ دھانے یہان دُلھن نے مانجھے کے جوڑے پہنے منادی نے ندا کی جو
سفید پوش نظر آئے گا اپنے خون سے سُرخ ہوگا یعنی گردن مارا جائیگا بادشاہ نے خود ملبوس
خاص رنگین زیب جسم کیا رنگ کھیلنے لگا تمام خلقت ہولی کی کیفیت بھولی شہر مین شہاب اور
زعفران کے سُرخ و زرد نالے بہے گلیون مین عبیر و گلال کے ٹیلے ٹیکرے رہے کوچہ ہر بازار کا
زعفران زار کشمیر تھا ایک رنگ مین ڈوبا امیر و فقیر تھا بتاکید تمام خاص و عام کو حکم ہوا کہ آج
سے چوتھی تک سوائے اہل حرفہ اپنے امور ضروری موقوف کر گھرون مین ناچ دیکھو جشن کرو جو کچھ
احتیاج ہو سرکار سے لو اور ہر رئیس محلہ اور سردار قوم سے فرمایا جو جو تمسے متعلق ہون اُنکی فرد
درست کر حضور مین گذرانو اُنکے کھانے پینے کا سامان خواہ ہندو ہو یا مسلمان حضور سے ملیگا اور
ارباب نشاط کے داروغہ کو حکم ملا کہ جسکی جیسی لیاقت ہو یا جسکا جو شائق ہو بشرطیکہ اُسکے لائق
ہو برضامندی طرفین وہ ویسا طائفہ وہان بھیج دو دکان دارون کو ارشاد ہوا دن رات
دُکانین کھلی رہین قریب ناچ ہو دن کے کھانے کا صرف تصرفی باورچیخانے مین ٹھہرا
ہندوون کو پوری کچوری مٹھائی اچار مسلمانون کو پلاؤ قلیہ زردہ قورمہ ایک آبی دوسری شیرمال
فرنی کا خوانچہ تشتری کباب کی بہت آب و تاب کی شہر مین گلی گلی عیش و نشاط خوشی مین چھوٹے
بڑے سب نہ کسی کو کسی سے غرض نہ مطلب پکا پکایا کھانا کھانا دوکانون پر بیٹھے ہر وقت ناچ
دیکھنا سرکار کا کام بنانا نعلین بجانا بیت بہشت آنجا کہ آزارے نباشد + کسے را باکسے
کارے نباشد + اور اس سے پہلے تعین تاریخ روز شادی نامے بادشاہون کو فرمان راجہ بابو کو
صوبہ دارون کو شقے عالمون کو پروانے جا چکے تھے دو چار منزل گرد و پیش سر راہ دو دو کوس
کے فاصلے سے باورچی اور حلوائی کھانا مٹھائی گرما گرم تیار کیے رہتے تھے کہ اس عرصے مین
جو مسافر گذرے یا طلبیدہ بادشاہ آئے بھوکا نہ جائے اور مژدہ شادی راہ چلتون کو سُنا
شہر مین بھیج دیتے تھے کہ یہ جلسہ قابل دید ہے غرضکہ دو منزل چار منزل بلکہ دس بیس دن کی

راہ سے تماشے مین بے فکرے لکھنؤ والون سے سیر دیکھنے کو آئے اور ساچق کا دن آیا اگر سب
سامان بیان کرون کہانی ناتمام رہجائے وہی مشتے نمونہ از خروارے پچاس ہزار چوگھڑے روپہلے
سنہرے جواہر نگار نقل اور میوے سے لبالب لاکھ خوان بحسن و خوبی بسیار پُر تکلف سب
پچاس ہزار مین مصری کے کونڈے باقی مین میوہ اور قند کے جھبڑیان مرصع کاری کی بڑی تیاری
کی نقرئی دہی کی مٹکی گلے مین مچھلیان ناڑے سے بندھین آرائش کے تخت بے حساب اس روش
کے جنکے دیکھنے سے صناعی صانع حقیقی کی یاد آئے گل بوٹہ اس سج دھج کا جو نقل کو اصل
کر دکھائے آتشبازی کے ٹوکرے قطار در قطار بے پایان سرو جھاڑ درخت میوہ دار ہزار در ہزار
لا بیان بہت ترک بڑا سامان آرائش کے گلدستون سے چمن روان ساتھ تھا سرو دست
یہ باغ ہاتھون ہاتھ تھا اس انداز سے ساچق گئی مہندی کی شب ہوئی وزیر درست تدبیر
نے خوب تیاری کی نارنول کی مہندی ہزار ہا من بو باس مین دلھن مین رنگین جسکی دید سے
ہاتھ مثل پنجۂ مرجان رشک عقیق یمن اور لعل بدخشان ہو جائے ایک بار لگائے لال ہو تمام عمر
کف افسوس ملتا رہے نہ ہاتھ لگنے کا ایسا ملال ہو جڑاؤ سینیون مین حنا شمع مومی و کافوری اسپر
روشن ملیدے کے خوانون پر جو بن آرایش و آتشبازی ہمراہ سب کے لب پر واہ واہ بہت چمک
دمک سے مہندی لایا اور یہ رنگ ڈھنگ حسن تدبیر سے دکھایا کہ تمام ہمچشمون مین سرخرو ہوا برات
کی رات کا حال سنو دیوان خاص سے دلھن کا مکان پانچ کوس تھا یہان سے وہان تک دو نو طرف
بلور کے جھاڑ آدمی کے قد سے دو چند سو سو بتی کے سربلند پانچ چھ گز کے فاصلے سے روشن اور دس گز
جدا نقرئی طلائی پچشاخا جلتا اُن سے کچھ دور ہزارون مزدور ٹھاٹھرون پر روشنی کرتے جھاڑ
رشک سرو چراغان چمکتے جابجا ترپولیے اور نوبت خانے بنے کتھک انھک اُنپر ناچتے نوبت
بجتی مغرق شامیانے تنے اُسکے قریب دو رویہ آتشبازی گڑی روشنی یہ روشن تھی کہ چیونٹی
سوار کو بہیئت مجموعی مفصل معلوم ہوتی تھی غرضکہ دولھا سوار ہوا شور و غل یکبار ہوا کسی نے
کہا سواری جلد لانا کوئی پٹکا شملہ سنبھال کر پکارا خدمتگار کو بلانا پلٹنین آگے بڑھین باجے
بجنے لگے کوس و کور گرجنے لگے نوبت نشان ماہی مراتب جلوس کا سامان سوارون کے رسالے
دو رویہ باگین سنبھالے خود اپسے آگے آگے بیش قرار در ماہے دار پھر ہزار بارہ سو تخت روان

تمام تمامی سے منڈھا اُن پر رنڈیاں جوان جوان شادی مبارک گاتیں سج دھج دکھاتیں طبلے پھڑپھڑاتیں بہت سے سانڈنی سوار تیز رفتار خاص بردار خاصبان کندھوں پر دولہا کے قریب

تصویر سواری برات مع جلوس فیلان وغیرہ



برچھی والے باانداز چوبدار روشن چوکی والے شہنائیان پُرتکلف سُرنالے پہرہوون غلام زرین
کمر سنہری روپہلی انگیٹھیان ہاتھون مین جھولی مین عنبر سارا عود غرقی بھرا دشت مہکتا گرد ہزارہا
پنجشاخا پھنکتا سونے چاندی کی دستیان روشن جلو مین چالیس بادشاہ پُرشوکت وجاہ
پیچھے بارہ ہزار ہاتھیون پر امیر وزیر ارکان سلطنت ترقی خواہ خواصی مین انجمن آرا کا بھائی
جانعالم کا سالا بجائے شہ بالا آہستہ آہستہ قدم قدم خوش وخرم چلے کوچہ و بازار بو باس سے
معطر تھا چرخ گردان اس تماشے کو بچشم انجم نگران تھا دشت کا وحش و طیر حیران تھا پہر رات
رہے دُلھن کے دروازے پر پہونچے ماما اصیلین دوڑین پانی کا طشت ہاتھی کے پاؤن
کے تلے پھینکا کسی نے اور کچھ ٹونا کیا دولھا اُتر کر مجلس مین داخل ہوا بارہ سے طائفہ رنڈیون
کا سوائے بھانڈ بھگتیے ہیجڑے زنانے کشمیری قوال بین کار ربابیے سرودیے کے حاضر تھا ناچ
ہونے لگا قریب صبح قاضی طلب ہوا فی الساعت معین کہی سلطنت کے خراج پر مہر بندھا
طالب و مطلوب کو سلک ازدواج مین منسلک کیا مبارک سلامت کا غل مچا میرسوز فلک شب کتخدائی
دیکھ اُسکی سوز یون بولا + تجھے یہ رات اے رشک مہ نور مبارک ہو + سب طائفے ساتھ کھڑے ہوے ایک شور مین مبارکباد

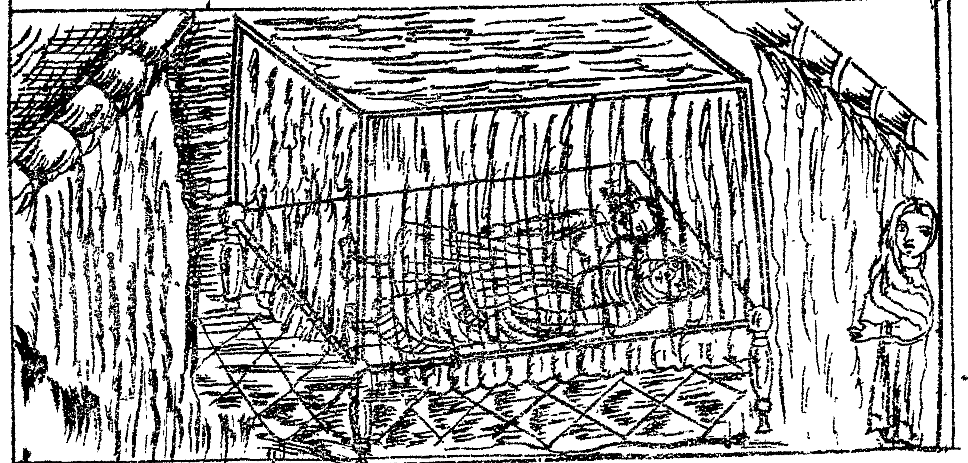
تصویر بزم نکاح جان عالم کی اور سامان محفل مع آرسی مصحف کے



گانے لگے کئی لاکھ روپیہ بادشاہ نے عنایت کیے دولھا زنانے مین طلب ہوا وہان رسمین ہونے لگین
وہ عجب وقت تھا آرسی مصحف روبرو محبوب دلخواہ درود و سورۂ اخلاص کھلا آئینۂ رونمائی
مین غزے لوٹتا سلسلۂ محبت مستحکم ہو رہا ڈومنیون کا ستھنیان گانا دولھا دلھن کا شرمانا کبھی
ٹونے گانا اچھے بنے سلونے ہمجولیون کا پوچھنا ٹونا لگانا دولھا کا ہنس کے کہنا عرصہ ہوا کوئی دلھن
کی جوتی دولھا کے شانے سے چھوا گئی کوئی اُسی کا کاجل پار رہا ہوا لگا گئی ہمسنون کی چھیڑ چھاڑ
اُنکے جوبن کی بہار فقط ململ اور شبنم کے دوپٹون کی آڑ جسدم یہ رسمین ہو چکین تو بنات کی نوبت
آئی عجب سیر نظر آئی اسطرح جیسی کہ دیکھی نہ سُنی **میر حسن** وہ جب پانون پر کی اُٹھاتے
اڑا + نہین اور یہان کا عجب غل پڑا + جب یہ رسمین ہو چکین ڈومنیون نے بانوہنی گائی
سب کی چھاتی بھر آئی کہرام مچا جب دلھن سب سے رخصت ہونے لگی رو رو جی کھونے لگی
سواری تیار ہو دروازے پر آئی دولھا نے سہرا سر سے لپیٹ دُلھن کو گود مین اُٹھایا سب کا
دل اُمنڈ آیا شور و غل مچایا دنیا کے کارخانے قابل دید ہین بلکہ دیدہ ہین نہ شنیدہ ہین شادی مین
غم سلف سے توام ہے مگر ثبات بجز ذات باری کسی کو نہین مقدمات جہان گذران خواب پریشان
ہین اُنکا حال کیا کہین **مؤلف** اک وضع پر نہین ہے زمانے کا طور گاہ + معلوم ہو گیا مجھے لیل و نہار
سے + غرضکہ دُلھن کو سکھپال مین سوار کیا بادشاہ نے ملک و سلطنت خزانہ جہیز مین لکھدیا برات
رخصت ہوئی وہ اہتمام تجمل سواری کا سامان ہر شخص خرم و خندان جہیز کا بڑھنا لوگون کا دولھا
پر دعائین پڑھنا نسیم سحر کا چلنا شمع کا جھلملا جھلملا کے جلنا شہنا مین بھیرون بھباس لیا للت
رام کلی کا پھونکنا نقیب اور چوبدارون کا کوئل کی طرح کوکنا نوبت کی ٹکور جھانجھ کا جھانجھ سے
شور جھٹ پٹا وقت نور کا تڑکا کڑکیتون کا سو میل کڑکا کچھ کچھ تارون کی چمک نقارون کی صدا
دھوسنے کی گمک چاند کے منھ پر سفیدی دُلھن والون کی یاس و نا امیدی عطر کی ہر سو
لپک پھولون کی مہک سب کو نیند کا خمار کوئی پیادہ کوئی سوار فرش باسی ہار پھولون
سے رشک صحن چمن کہین جھول کہین شکن کسی جا بکھیرے اور بیڑون کے پتے
کھلے پڑے کہین لوگ حیران و ششدر کھڑے مجلس کے فراق مین اہل محل کے
اشتیاق مین شمع کی زاری اشکباری لگن مین پروانون کی بیقراری خاکساری دولھا کے

لوگون کی خوش بشاش تیاری دُلھن کے گھر مین نالہ و زاری کوئی کہین نیند کے جھونک مین پڑا
کوئی یہ سامان بچشم عبرت دیکھتا اسف مین کھڑا شمع فانوس مین گل گلگیر مین زیر انداز پر پروانون
کے پر فراش فرش اُٹھانے کی تدبیر مین بیٹھی ہوئی ہر ایک کی آواز کہین سوز کہین ساز یہ وقت
دیکھنے کے قابل ہوتا ہے راہ چلتا بھی دیکھکر روتا ہے اسکی لذت وہ جانے جسکی نظر سے یہ ہنگامہ
گذرا ہو کسی کی برات تو دیکھی ہو گو بیاہ نہ کیا ہو قصہ مختصر دولھا شگفتہ خندان چہرے پر شباب کی
چمک عارض تابان سے حسن کی بہار عیان ہاتھی پر سوار گرد شاہ و شہریار زر سرخ و سفید نثار ہوتا
سر چوک ہو کے دیوان خاص مین داخل ہوا جو رسمین یہان کی ہوتین ہونے لگین بکرا ذبح کیا
انگوٹھے مین لہو لگا دیا پھر کھیر کھلائی رسومات سے فرصت پائی اب یہ منتظر ہوئے کہ شام وصل
کا سر انجام ہو اُسدن جان عالم کا گھبرانا گھڑی گھڑی پانی سے دن کی خبر منگوانا دیکھنے کی
گون مین تھا یہ حواس پھرتا تھا کہ کہین جلد رات ہووے تکلفی کی ملاقات ہو کبھی کہتا تھا واہ قسمت
کی خوبی پہر بھر ہوا گھڑی نہین ڈوبی ہوش کہان بجا تھا مگر پوچھتا تھا ابھی کیا بجا تھا اُدھر
انجمن آرا بھی جمائیان لیتی تھی تکیے پر سر دھر دیتی تھی جب اور کچھ تدبیر بن نہ آتی تھی لوگون کے
چونکانے کو اونگھ جاتی تھی غرض کہ خدا خدا کر کے وہ دن تمام ہوا المنۃ شام ہوئی عروس شب
نے مقنعۂ مہتاب سے روپوشی کی مشتاقون کو فرصت ملی گرم جوشی کی لوگ آنکھ بچا کر جا بجا
کنارے ہوئے دولھا دُلھن چھپر کھٹ مین ہمکنار بیتابی کے مارے ہوئے شادی کا روز

تصویر جان عالم اور انجمن آرا کی مع پلنگ



شباب کا عالم مشتاقون کا بیٹھنا باہم آنکھون مین خمار نیند کا دل مین اشتیاق دید کا عطر سہاگ
اور فتنے کی خوشبو بٹنے اور تیل کی عجب میل کی مہک ہر سو پھولون سے پلنگ بسا ہوا دوقچہ کسا
خود نشۂ عشق سے باختہ حواس تمنائے دل پاس نہ کچھ دغدغہ نہ وسواس ہنگامۂ صحبت طرفین
سے گرم اُدھر شوق اِدھر شرم ایک طرف ولولۂ گرم جوشی ایک سمت حیا سے مُنھ پر مُہر خموشی
بیان کرنا گذشتہ حال کا خیال لوگون کی دیکھ بھال کا یہ معمول ہے اُس روز ہمنشین برابر والیان
تاکتی جھانکتی ہین لیکن ان ڈرون پر چپ نہ رہے آہستہ آہستہ دونون نے دکھڑے کہے جانعالم
نے توتے سے ذکر سن کر دربدر خراب خستہ ہو کر آنا توتے کا بیٹھ رہنا وزیرزادے کا صدمۂ فراق
سہنا پھر طلسم مین پھنس جانا جادوگرنی کا ستانا بعد اسکے نقش سلیمانی لینا وہان سے چل دینا
بکشادہ پیشانی وخوش بیانی بیان کیا مگر ملکۂ مہرنگار کی ملاقات جگت زنگی کے حرف وحکایات
اسکی طبیعت کا آجانا اپنا بے اعتنائی سے چلے آنا کچھ شرما کے بات کو مطلب کی جا سے
چبا چبا کے کہا یہ اکثر ہوتا ہے کہ معشوق کے روبرو جو اسیر کبھی کوئی عاشق ہوا ہے اُس کا ذکر
کرتا ہے شیخی بگھارتا ہے کچھ جھوٹ اپنی طرف سے جوڑتا ہے دل کے پھپھولے توڑتا ہے
اسکی شرح گو طول طلب ہے پر عاشق مزاجون پر منکشف سب ہے انجمن آرا نے جادوگرنی
کے قصے پر تاسف کیا ملکہ کے مذکور پر بناوٹ سے ہنس دیا پھر روکھی صورت بنائی ناک سمیٹی
تیوری چڑھائی مگر چلے آنے کے سہارے پر مسکرائی اپنا بھی اشتیاق لیے دیے از روز ملاقات
محنت ومشقت کی قدردانی سے جادوگر کی لڑائی کی جانفشانی سے بیان کیا پھر دونون
بیساختہ ہو شرم وحیا کھو ہم آغوش ہوئے رنج درکنار غم و درد مہاجرت فراموش ہوئے
مؤلف یہ ہمکناری جانان سے تازہ لطف اُٹھا + گلے سے مل گئے سب رنج درکنار ہوا +
سینے سے سینہ لب سے لب ہاتھ پاؤن بلکہ جتنے اعضائے جسم ہین سب وصل تھے مثل ہے ایک
جان دو قالب وہ ایک جان ایک ہی قالب غالب ہے کہ ہو گئے اُستاد ایام وصل مین ہم لپٹے ہین
جیسے اُس سے + یون وصلی کے بھی کاغذ چسپان بہم نہونگے + خواہش کو اضطرار حیا مانع کار شرم بر سر
تکرار دونون کے دم چڑھ گئے تھے جنگ زرگری کا زور یان کر رہے تھے شہزادی منھ پر ہاتھ نہ لگانے دیتی
تھی جب بے بس ہو جاتی تھی تو چٹکیان لیتی تھی گاہ کہتی تھی اے صاحب اتنا کوئی گھبراتا ہے

دیکھو تو کون آتا ہے کبھی خود اُٹھ کے دیکھتی بھالتی تھی کوئی دم یون ٹالتی تھی آخر کار غنچۂ سربستہ
تمنائے دراز بحرکت نسیم وصل شگفتہ وخندان ہوا دُرِ ناسُفتہ دُرج شہریاری رشک عقیق یمن
غیرت دہ لعل بدخشان ہوا بقول فردوسی چنان بردوا آوردوا آوردو بردو + کہ دایہ زحسرت
پسِ پردہ مُرد + رشک وحسرت سے جگر صدف چاک ہوا دشمن کمبخت در پردہ ہلاک ہوا اتقاضائے
سن اُٹھ پینے کے دن اُسوقت دونون گھبرائے اور وہ کیفیت سب بھولی جب دامن شب
مین چادر پلنگ پر شفق صبح پھولی غرضکہ شرماکے استراحت فرمائی دل بیتاب نے تسکین پائی
ہنوز پلک نہ جھپکی تھی نمود سحر ہوئی تمام شب کی خبر ہوئی دم صبح ایک سرخرو دوسرا ژولیدہ مو
حمام مین داخل ہوئے جو جو محرم راز شریک سوز وگداز تھین اُنھون نے رات کی باتون کے پتے
رمز وکنایہ مین دیے سب نے قہقہہ مارا جب وبرو بخیری اور شیشے مین تنبول آیا شرماکے سر جھکایا غمزہ وناز
ہر انداز مین پا نہادہ ہو خاصہ نوش فرمایا جانعالم بادشاہ کے حضور مین آیا خلعت فتح پایا امورات سلطنت
بمشورۂ شاہزادہ ہونے لگے بعد رسم چوتھی چالے کے لب دریا ایک باغ بہت تکلف کا نشاط افزا نام
بادشاہ نے رہنے کو عنایت کیا اگر اُس باغ کی تعریف رقم کرون شاخ زنبق ونرگس کی ٹہنی کو
لاکھ بار قلم کرون الا خضر کی حیات رضوان کا ثبات درکار ہے نہین ناتمام رہے لکھنا بیکار ہے
سو بار خزان جائے بہار آئے ایک پٹری کی روش صفا تحریر نہو سکے خامۂ مانی پھسل جائے۔
رشک گلزار جنان ایک تختۂ فردوس سا کئی کوس کا باغ بے پایان برگ وبار گل اسکے جور خزان
سے آزاد بالکل نہ بلبل پر ستم باغبان نہ خوف صیاد عجائب وغرائب چہچہے نئے رنگ ڈھنگ کے
ترانے یاد جتنے دنیا کے میوے ہین تر وتازہ ہمیشہ تیار سرسبز پتے خوشرنگ پھول پھل مزیدار
گل تکلیف خار سے بری جہان کی نعمت ہر تختے مین بھری روش کی پٹریون پر مہندی کی ٹٹیان
کتری ہوئی برابر چمن مین وہ درخت پھلے پھولے جسے دیکھکر انسان کی عقل بھولے پھولون کی
بوئے خوش سے دل ودماغ طاقت پائے جو پھل نظر سے گذرے بار خاطر نہو ذائقہ زبان پر منھ
مین پانی بھر آئے نہرین ہزار در ہزار چادر از آبشار گرد چرند وپرند خوبصورت قطعدار باغبانیان پریزاد
حور وش کمسن مہ لقا سلیقے جواہر نگار ہاتھون مین ہر ایک آفت کی پرکالہ دلربا مہ سیما کنوئین
پختہ چرخی رسّی کلابتون کی ڈول وہ کہ عقل دیکھکر ڈانوان ڈول ہو چہرے سے پر

نزاکت برسے بیل کے بدلے نیل لگائے کی جوڑیان آہو جنکے روبرو چکارہ باغبانیان مہ پارہ
زربفت کے لہنگے قیمت کے مہنگے شبنم کے نفیس ڈوپٹے مغرق مصالح کی کرتی انگیا پانؤن
مین طلائی چھڑے کان کی لو مین ہیرے کی بجلی برق دم سب کی آنکھ جسپر پڑے ڈول کو سنبھال
ٹپا خیال گاتی کوئی شعر برجستہ یا ہندی کا دوہا اسمین ملاتی چھیڑ چھاڑ مین چٹکی لیکے اچھل جاتی
ایسے باغ پُر بہار مین جان عالم اور انجمن آرا ہاتھ مین ہاتھ پریون کا اکھاڑہ ساتھ دین و دنیا
فراموش ہر دم نوشا نوش باعیش و نشاط اوقات بسر کرنے لگا جہان کا ساز و سامان ہر دم مہیا
شراب و کباب چنگ و رباب کا جلسہ خدمتگزارین پری پیکر ماہ طلعت سب کام کو حاضر جیسے
کیفیا شام عشرت سحر کرنے لگا نہ خیال اپنے شہر و دیار کا نہ خوف گردش روزگار کا نہ کچھ دھیان آتش
جگر فگار رشتہ انتظار ملکہ مہر نگار کا

پھر مذکور اُس مہجور کشتۂ فراق سوختہ آتش اشتیاق کا وہ کون خستہ و محزون
جگر برشتہ دل خون ملکہ مہر نگار شہزادے کے آنیکی اُمیدوار اور حکایات ضرب المثل

کدھر ہے تو اے ساقی بیخبر + نہ کی لطف سے غمزدون پر نظر + ہوا حال شادی کا سب اختتام
مگر غم کا قصہ ہے وہ ناتمام + تپش سے تڑپ سے تو کر دے بہم + کہ لکھتا ہون پھر داستان الم +
خوشی سے مجھے رنج مرغوب ہے + یہ مونس ہی ہمدم بہت خوب ہے + یہی ساتھ دیتا شب و روز ہے
یہ غم عاشقون کا غم اندوز ہے + نالہ نوازان بزم ماتم و تفتہ جگران کلبۂ غم حاکیان حکایت
اندوہ و ملال و نشاران دل خون آشفتہ حال لکھتے ہین کہ اُس بے سرو سامان کشتۂ ہجران
دور از دلدار و ہمقرین غم رونا دیدہ شادی حجلہ نشین ماتم دل ریش سینہ فگار یعنی ملکہ مہر نگار کا
فرقت مین یہ حال ہوا استادیان تک کہ اُٹھانے کا وقت اپنے قریب آیا + اسیر مرے
بالین پر تم اُٹھ کے نہ آ بیٹھے + مین نام ترا لے دن رات جو چلاؤن + اُو سُنتے ہوے بہرے
کیونکر نہ گلا بیٹھے + جو کوئی کہتا کہ خیر ہے ملکہ گھلی جاتی ہو کیون آتا ریخ و غم اُٹھاتی ہو تو یہ کہتی
مصحفی غم کھاتی ہون لیکن مری نیت نہین بھرتی + کیا غم ہے مرے کا کہ طبیعت نہین بھرتی مؤلف
نپوچھو کچھ مری حالت کہ اس دل کے لگانے سے + پریشان سینہ سوزان منفعل سر در گریبان ہون +

ایسی باتین دردآمیز وحشت انگیز کرتی کہ سُننے والون کی چھاتی پھٹتی وہ کہتین ملکہ نظر سجدا رکھو
حسن اُسے فضل کرتے نہین لگتی یا ر + نہ ہو اُس سے مایوس اُمیدوار + سوز بھر بہار
آتی ہے تجھ مین اے گلستان غم نہ کھا + وہ چلی آتی ہے فوج عندلیبان غم نہ کھا + گو کہ شب
آخر ہوئی اے شمع تو زاری نہ کر + پھر وہی محفل وہی تیرا شبستان غم نہ کھا + وہ سُنکر یہ کہتی کہ مین
چراغ سحری ہون یقین ہے کہ تا صبح جلکر بزم جہان سے سفری ہون خسرو پس از انکہ من نمانم
بچہ کار خواہی آمد + مؤلف ہماری جان کے جانے مین جب عرصہ رہا تھوڑا + تب اُسکے
دل مین آیا دھیان میرے پاس آنے کا + آج تک اُس غفلت شعار فراموش کار کی کچھ خبر
نہ آئی ہم نے غم جُدائی مین جان گنوائی مؤلف تپ جدائی سے اسطرح اب نزار ہون مین +
اجل کے مُنھ سے بھی غالب ہے شرمسار ہون مین + کیا ہے رنج جُدائی نے ایسا کاہیدہ +
نظر مین خلق کی رشک خط غبار ہون مین + جو تو وہ گل ہے کہ عالم کے دل مین ہے تری جا +
تو سب کی آنکھ مین کھٹکا کیا وہ خار ہون مین + قرار می برد از خلق آہ و زاری ما + سرور
رنج مین کسکے یہ بیقرار ہون مین + یہ معمول تھا جب چار گھڑی دن رہتا سوار ہوکر اُن درختون
مین جہان جان عالم سے ملاقات ہوئی تھی جاتی اور جو جو شریک رنج و راحت تھین اُنسے
مخاطب ہوکر یہ کہتی اہلی شیرازی خوش آنکہ تو باز آئی و من پائے تو بوسم + در سجدہ فتم
خاک قدم ہائے تو بوسم + ہر جا کہ تو روزے نفسے جائے گرفتی + آنجا روم و گریہ کنان پائے
تو بوسم + روے تو تصور کنم و لالہ و گل را + در حسرت رخسار دل آرائے تو بوسم + ہر جا کہ
غزالیست چو مجنون سر و چشمش + در آرزو نرگس شہلائے تو بوسم + من اہلی درویش تو آن
شاہ بتانی + دستیکہ بہ بوسم بتمنائے تو بوسم + اور کبھی صبح سے پھرتے پھرتے قریب شام بادل
ناکام اُسی جنگل مین پھر آتی یہ غزل زبان پر لاتی جرائت بشکل مہر ہی گردش ہے ہمکو سارے دن +
جو تم پھر آؤ تو پیارے پھرین ہمارے دن + بوصل کیونکہ مبدل ہون ہجر کے ایام + مگر خدا ہی
یہ بگڑے ہوے سنوارے دن + رہے تھا جبکہ ہم آغوش مجھسے وہ پیارا + عجب مزے
کی تھین راتین عجب تھے پیارے دن + نہین ہے تیرے مریضان ہجر کا چارہ + اب
اپنی زیست کے بھرتے ہین یہ بچارے دن + کب اُس سے ہوگی ملاقات مین یہ پوچھون ہون +

ذرا تو دیکھ نجومی مرے ستارے دن + لگایا روگ جوانی مین کیون میان جرأت + ابھی تو کھیل تماشے کے تھے تمھارے دن + رات کو بحال بقیدار وہ سوگوار ناچار گھبرائی تمام شب کراہ کراہ کر سب کو جگائی اور یہ سنائی اُستاد حرام نیند کی اقرار وصل جانان نے + الٰہی کوئی کسی کا اُمیدوار نہ ہو + وہ رات جسے شب فرقت کہتے ہین بچینی سے پہاڑ ہو جاتی تو وہ غم کی ماری سخت گھبراتی یہ لب پر لاتی اُستاد جیسا شب عشرت کو فلک تو نے گھٹایا + کی جلد نہ فرقت کی ستمگر سحر ایسی + ہے ہے آج نہ صدائے مرغ سحر آئی نہ موذن نے ندائے اللہ اکبر سنائی نہ خواب غفلت سے پاسبان کمبخت چونکا اور نیند کی جھونک مین گھڑیالی بھی گجر کا بجانا بھول گیا جرأت تھے شب وصل مین سب جان کے کھانے والے + آج کیا مر گئے گھڑیال بجانے والے + شب کو نالہ تھا دن کو زاری تھی دن رات اُسپر سخت بھاری تھی لوگ کہتے تھے ملکہ اللہ کو یاد کرو کبھی تو دل کو شاد کرو شافی مطلق تمھارے مرض مفارقت کو بصحت وصل بدل کیے اب روز وصال عنایت ذوالجلال سے قریب ہے تو اُسوقت بحسرت یہ کہتی مؤلف شب وصال جو قسمت مین ہے تو ہووے گی + دعا کرو شب فرقت تو یہ سحر ہووے مریض ہجر کو صحت سے اب تو کام نہین + اگرچہ صبح کو یہ بچ گیا تو شام نہین + رکھو وپانہ رکھو مرہم اسپہ ہم سمجھے + ہمارے زخم جدائی کو التیام نہین + کیا جو وعدۂ وصل اُسنے دن پہاڑ ہوا + یہ دیکھیو مری شامت کہ ہوتی شام نہین + وہی اُٹھائے مجھے جسنے مجکو قتل کیا + کہ بہتر اس سے مرے خون کا انتقام نہین اُٹھایا داغ گل افسوس تمنے دل پہ سرور + مین تمسے کہتا تھا گلشن کو کچھ قیام نہین اُستاد آخر شب وصال کی جاہیش کی وہی + ہر دن تھا اے فلک مجھے جس رات کا خیال + معاملات عشق دیکھیے وہان شہزادے کو غم سے فراغ کیفیت باغ گلعذار بغل مین راحت و آرام یہان ملکہ آتش فراق سے باہول پر داغ خار غم جگر مین گرفتار رنج و آلام لیکن درد دل بیقرار نالہ جگر افگار رائگان نہین جاتا جب تڑپ بلبل کے دل مین زیادہ ہوتی ہے موسم گل آتا ہے اسی طرح سوز دل عاشق جو حد سے افزون ہو معشوق رحم کھاتا ہے بھولا ہوا یاد آئے وگرنہ ہجر مین پھڑک کر مر جائے مطلوب کو نعش پر لا کر کے اُسکی بھی جان گنواتا ہے حضرت عشق دشمن جان عاشق و معشوق ہین انکے حال کیا کہین چنانچہ یہ نقل ضرب المثل ہے اور حقیقت مین اصل ہے بغور سنکر تامل کرو

نقل سوداگر کی بیٹی کی انگریز کا آنا فریفتہ ہو جانا آخر کو جان دینا دونون کا

کلکتے مین ایک سوداگر تھا عالیشان متاع ہر دیار تحفۂ ہر جوار دکان مین فراوان اُسکی
بیٹی تھی حسین مہر طلعت ماہ جبین سیمین تن کافر فرنگ غارت گر لندن غرضکہ اور تو اسباب
سب طرح کا دوکان مین تھا مگر گھر مین وہ زر و رقم طرفہ تُوم تھی فرنگ سے ہند تک اُسکے
حسن کا چرچا تھا روم سے شام تک اور بمبئی سے سورت تک اُسکی صورت کی دھوم تھی
اُستاد ہے رخنہ ساز ایمان وہ زادۂ فرنگی ۔ اسلام اب کہان ہے عاصی فرامشن ہے +
ہزارون انگریز بریز بریز کرتے اسیر شیفتہ و بیتاب تھے لاکھون مسلمان سرگردان خستہ و خراب
تھے جب ہوا کھانے کو سوار ہو کر آتی تھی دو رویہ خلقت کی جان اُسکی ہوا خواہی مین برباد
جاتی تھی گبر و ترسا اُسکا کلمہ پڑھتے تھے یہود و نصاریٰ اُسکا دم بھرتے تھے مسلمان دل و جان
نذر کرتے تھے مؤلف اُس لعبت فرنگ کو دکھلا کے فاش دل + کہتا ہون چلیپا یہ دل ایمان
کاتوس ہے + اتفاق زمانہ کوئی انگریز لندن سے تازہ وارد ہوا جلیل القدر ذیشان خوبصورت
نوجوان سوز عشق سودا خیز سر مین سوز دل مین مزاج بے شر بیقراری آب و گل مین میسر
تھا طرحدار آپ بھی لیکن + رہ نہ سکتا تھا اچھی صورت بن + قضا را وہ آفت کا مارا کچھ اسباب
لینے اُس کی کوٹھی مین آیا اور اُس غارتگر دین و ایمان ہر گبر و مسلمان سے دوچار ہوا
عشق گلے کا ہار ہوا دیکھتے ہی متاع عقل اساس ہوش و حواس گرہ سے کھو بیٹھا دل سے
ہاتھ دھو جان کو رو بیٹھا اسباب خریدنے گیا تھا سودا مول لیا اُس نے مشتری سمجھ ہیران
محبت مین تول لیا ہاتھ پاؤن نے ست دل نے ہمت ہار دی دن دہاڑے لٹ گیا
عشق کا بیوپاری جب اور کچھ تدبیر بن نہ آئی خرید و فروخت کے حیلے مین آمد و رفت بڑھائی
پھر تو یہ حال ہوا جرأت دن مین سو سو بار اب ہم اُنکے گھر جانے لگے + منھ چھپانے وہ لگے
ہم اُن پہ مرجانے لگے + سلف سے عشق آجتک چھپا نہین مشہور ہے اس مقدمہ مین انسان
مجبور ہے پھر عشق بے پردہ جب فسانہ ہوا + مضطرب کدخدائے خانہ ہوا + جب یہ امر مفصل
سوداگر کے گوش زد ہوا بپاس نام و نشان خوف ذلت و رسوائی از حد ہوا پہلے دونون کو
نصیحت و پند کیا پھر سلسلہ آمد و رفت قطع کیا دیکھا بھالی کا رخنہ بند کیا اُدھر شعلۂ عشق نے

تصویر دختر سوداگر اور عاشق ہونا پسر انگریز کا اُس پر مع اسباب دُکان



بھڑک کر صاحب کو سلامت نہ رکھا تاب و توان صبر و تحمل کو ہیزم خشک کی طرح جلا صبر کا قافلہ لوٹ لیا میر بستر خاک پر گرا یہ زار + درد کا گھر ہوا دلِ بیمار + خاطر افگار خار خار ہوئی جان تمنا کشِ نگار ہوئی + دل نہ سمجھا اور اضطراب کیا + شوق نے کام کو خراب کیا + رفتہ رفتہ شرر ہوے نالے + لگے اُڑنے جگر کے پرکالے + یہان تک تب مہاجرت اور درد مفارقت سے حال درہم و برہم ہوا کہ صاحب بہادر شکست فاش اُٹھا کے صاحب فراش ہوے دل و جگر سینے مین پاش پاش ہوئے حس و حرکت کی طاقت نہ رہی لینے کے دینے پڑ گئے اُستاد مرض یہ پھیل پڑا ہے تپ جدائی سے + کہ پیٹھ لگ گئی یارون کی چارپائی سے + جو جو اُسکے دوست ولی محب قلبی تھے نصیحت و پند و قید بند کرنے لگے عورتون کی بیوفائی بتون کی سنگدلی معشوقون کی کج ادائی بہت مشرح سمجھائی سود مند نہوئی خاطر مین نہ آئی ایک دوستدار اسکا غمخوار تھا کہنے لگا کیون جویائے مرگ ہوا ہے ظالم یہ کیا کرتا ہے اسکا انجام ذلت ہے حاصل اسکا خفت ہے یہ خیال محال اپنے دل سے نکال زورق زندگانی سفینہ نوجوانی دانستہ ورطۂ ہلاکت مین نہ ڈال اپنے کس و کو پر نظر کر للّٰہ دل خود رفتہ کو سنبھال تو نے پسر مجسٹن کی حکایت نہین سُنی کہ اُس پر کیا گذری آخر کار کیسی خفت ہوئی اُس نے کہا کیونکر

حکایت پسر مجسٹن بیٹے کا پیدا ہونا سفر کی کیفیت جہاز کی

تباہی شہزادی کا ملنا پھر مفارقت مجسٹن کا ساتھ جانا

وہ بولا اسی شہر مین ایک شخص تھا مجسٹن نام نہایت اہل دول مرفہ حال صاحب علم وفضل جامع ہر کمال طبیعت رسا اور ادیب بے بدل سخن سنج لطیفہ گو برمحل کمالات مین یگانۂ روزگار تجارت مین نامور ہر دیار سو سو جہاز ایک بار تجارت کو جاتا تھا نصیب ایسا مٹی چھوتا سونا ہاتھ آتا تھا کسی طرح کا خواہشمند بجز فرزند ارجمند نہ تھا شب و روز اسی کا خیال تھا مدام فرحت مین یہ ملال تھا خوش قسمتون کی دعا جلد قبول ہوتی ہے تمناے دل حصول ہوتی ہے پچھتر برس کے سن مین اللہ نے بیٹا عنایت کیا حسب دلخواہ صورت مین غیرت ماہ بہت شادان سرگرم پرورش تھا جب بارہ برس کا ہوا بسبب طبع رسا و تعلیم استادان باذکا جمیع علوم اور فنون مین کامل ہوا درس دینے لگا مطب کرنے لگا چودھوین سال باپ سے سفر کی اجازت چاہی کہ تجارت مین کوئی دقیقہ باقی نہ رہ جاے مجسٹن نے کہا اپنا بھی یہی قصد تھا مگر چندے توقف شرط ہے اسنے عرض کی کہ حضور عمر طبعی کو پہونچے مسن ہین فدوی کے سیاحت کے دن ہین چاہتا ہون کہ آپ کے بعقید حیات سفر کو جاؤن جودت طبع دکھاؤن آخر مجسٹن نے دس بارہ جہاز پر از متاع و مال پندرہ بیس رفیق قدیم دیانت دار امانت شعار ہمراہ کر رخصت کیا جہاز ایک سمت روانہ ہوے دو مہینے کے بعد ہواے جور گردون سے جہاز تباہ ہو گئے مجسٹن کے بیٹے کا بھی جہاز ڈوبا یاران ہمراہی عالم بقا کو راہی ہوے یہ ایک تختے پر ڈوبتا اچھلتا بہ چلا حیات مستعار باقی تھی ساتوین دن تختہ کنارے پر لگا اسکو غش سے جو افاقہ ہوا تختے سے اترا اور گھاس کی رسی بنا وہ تختہ پتھر سے اٹکا دیا پھر آپ بتلاش آب و دانہ روانہ ہوا چند قدم بڑھا تھا کہ شہر نمودار ہوا آہستہ آہستہ بیٹھتا اٹھتا شہر مین داخل ہوا وہان عجیب سانحہ طرفہ ماجرا نظر آیا دکان ہر ایک کھلی اشرفی روپیہ کا ڈھیر اسباب سب طرح کا موجود مگر آدمی کا پتہ مفقود اس قرینے سے معلوم ہوا کہ عرصے سے یہ بازار جنس بشر سے خالی ہے شہر کا وارث ہے نہ والی ہے پھرتا پھراتا قلعہ مین آیا دیکھا باغ سرسبز پر میوہ بیچ مین بنگلہ زربفت کے نفیس پردے پڑے پردہ اٹھا بنگلے مین آیا پلنگ جواہر نگار گسترہ اسپر کوئی بشکل مردہ دوپٹہ تانے نہ کوئی پائنتی نہ سرھانے پڑا ہے اسنے دوپٹہ سرکایا صورت نے چونک کر سر اٹھایا

اسکی صورت دیکھکر کہا اے عزیز اپنی جوانی پر رحم کر یہ مکان نہین سبیل فنا ہے تو نا آشنا ہے
اسلیے درگذر ورنہ آفت کا مبتلا ہوگا خدا جانے ایک دم مین کیا ہوگا اسنے کہا ایسا ماجرا کیا
ہے بیان تو کر عورت نے کہا تو پہلے اپنے آنے کا حال سُنا کیونکر آ پھنسا اُسنے کہا سات دن
سے بھوکا پیاسا ہون جو کچھ کھاؤن تو داستان پریشان سناؤن عورت بولی مدت کے بعد
کھانے کا نام تیرے منھ سے سنا ہے سو کھانا یہان کہان بجز غم کھانے اور پانی سوا اشک بہانے
کے آنسو پینے کا نام ہے اس سے نہین پیتی ہون اور کھانے کی قسم سے قسم تک نہین کھاتی متحیر ہون کیونکر
جیتی ہون مگر تنہائی مین ہان خوف کھاکے روز دن بھرتی ہون ہر شب کہ شب اولین گور ہے
جانکنی رہتی ہے سخت جانی کی بدولت نہین مرتی ہون جراُت یہ غلط کہتے ہین لے آب خورش
جیتے ہین + لخت دل کھاتے ہین اور خون جگر پیتے ہین + تو اس باغ مین جا اور جس میوے پر
رغبت ہو کھا محسن کے بیٹے نے جاکے میوہ کھایا نہر سے پانی پیا گونہ فاقہ کشی سے افاقہ ہوا
پھر عورت کے پاس آکے حسب و نسب اپنا اور باعث سفر اور جہاز کی تباہی مفصل سرگذشت سنائی
پھر اسکا ماجرا پوچھا وہ بولی اے شخص اس شہر بے چراغ کی مین شہزادی ہون باپ میرا والی ملک
تھا مجھکو سوائے سیر و شکار کے کسی امر سے سروکار نہ تھا ایک روز لب دریا مصروف تماشا بیٹھی
تھی دفعۃً ایک سانپ نمودار ہوا اور میری طرف بڑھا مین نے تیر مارا معلوم نہین لگا یا خطا
کر گیا پھر جو دیکھا تو اژدہاے مہیب بشکل عجیب جھپٹا آتا ہے مین تو گھوڑے پر چڑھکر بھاگی جو جو
ہمراہ رکاب تھے وہ طعمۂ دہن مار خونخوار ہوے کہان تک بیان کرون ساکنان شہر مع بادشاہ
انسان سے تا حیوان کوئی نہ بچا فقط مین سخت جان باقی ہون اور یہ صحبت ہے کہ قریب شام وہ
مار خون آشام آکر اس بنگلے کے نیچے بیٹھتا ہے دو گھڑی کے بعد غائب ہو جاتا ہے مجھے جب بھوک پیاس
کا غلبہ ہوتا ہے اسی باغ سے میوہ کھا پانی پی لیتی ہون اس خرابی سے جیتی ہون کوئی غمخوار بجز
ذات پروردگار نہ تھا آج تجھے دیکھا خوف خدا آیا مطلع کر دیا پسر محسن نے کہا خاطر پریشان
جمع رکھو اگر فضل الٰہی شریک حال ہے تو اس آفت سے جلد نجات ہو جائیگی یہ کہکر جہان سانپ
کے بیٹھنے کا نشان تھا وہان گڑھا کھودا قلعے سے بارود لاکر اُسمین بچھائی اور دور تک نقب
سی بنائی پھر گھاس ہری اُسپر جمائی شہزادی سے کہا اب وہ آتا ہی ہوگا یہ سُنکر سر نقب جا

پوشیدہ ہوکر بیٹھ رہا کہ دفعتہً وہ افعی پُر زہر خدا کا قہر آیا اور اپنی جگہ پر اُس سبز قدم نے فرش

تصویر مجبسٹن کے بیٹے کی مع عورت و مکان و نقب و سانپ



زمردین پایا بہت خوش ہوکر بیٹھا یہ تو تاک مین تھا پتھر سے آگ نکال اُس نقب مین ڈالدی
فوراً ایک دھماکا پیدا ہوا وہ ٹکڑا زمین کا مع سانپ آسمان پر پہونچا دونون نے شکر کا
سجدہ بدرگاہ دافع البلیات کیا باہم بے اندیشہ و غم رہنے لگے سات برس تک دونون ساتھ
رہے اس عرصے مین دو لڑکے بھی پیدا ہوئے ایک دن رنج تنہائی کی شہزادی نے شکایت
کی کہ اکیلے طبیعت نہین لگتی صائب بہار عمر ملاقات دوستدارانست + چہ حظ برد خضر از
عمر جاودان تنہا + کوئی ترکیب ایسی نکالو کہ پھر یہ شہر آباد ہو خاطر غمگین شاد ہو وہ بولا کہ اگر وطن
جاؤن اور مجبسٹن کو یہان لاؤن تو یہ بستی بسے عورت نے کہا اکیلی مین کیونکر بسر کرون گی
مین بھی ساتھ چلون گی آخرش ایک ایک لڑکا دونون گود مین لیکے چل نکلے قضارا وہان پہونچے
جہان تختہ بندھا تھا ذہن مین آیا اسی پر سوار ہو کھولدو کہین تو جا نکلو گے یہ سوچکر دونون سوار
ہوے وہ تختہ کھولنے لگا شہزادی بولی مال و اسباب تو اسقدر ہے کہ بیان قاصر ہے
مگر ایک ناریل اکسیر سے بھرا ہے دولت لا انتہا ہے جو تو اجازت دے تو اُسے لے آؤن۔
مصرعہ بدوزد طمع دیدۂ ہوشمند + مجبسٹن کے بیٹے نے کہا اچھا وہ تختہ کچھ کھلا کچھ بندھا
یونہی رہا شہزادی لڑکا لیے اُتری اُسکے اُترتے ہی ایسی تند ہوا چلی کہ رسی نکان سے ٹوٹ گئی
تختہ بہ چلا ہر چند اسنے ہاتھ پاؤن مارے وہ ساحل مطلب سے کنارے ہوا کنارے پر شہزادی
بحال خراب دریا مین وہ باد لن کہا بہ بچا دل سے کہتا تھا دیکھئے مرتی خدا کے کشتی بادبان شکستہ

کیا ہے یہ جھونکا ہوا ے قوم عاد کا ہے اس سوچ مین تھا کہ ایک جہاز نمودار ہوا اہل جہاز نے
دیکھا تختے پر کوئی جوان گود مین لڑکا نادان لیے بہا جاتا ہے رحم کھا منسوئی کو دوڑا جہاز پر لیا
اتفاق زمانہ مالک جہاز محبسٹن کا دوست دمساز تھا اسکو پہچانا بہت تعظیم و تکریم سے پیش آیا برس
روز مین جہاز کلکتے مین داخل ہوا جہاز کا حاکم محبسٹن کی ملاقات کو آیا بچھڑے بیٹے کو باپ سے ملایا
یہان جب دن سے جہاز کی تباہی محبسٹن نے سن پائی تھی غریق لجۂ غم تھا بارے بیٹے کو دیکھکر سجدہ
بدرگاہ باری کیا پوتا گھاٹے مین ملا اور کلمات شکریہ اُس سے کرنے لگا اُسنے کہا بندہ پرور خیر
ہے دُنیا اسی کا نام ہے جسکا کام جس سے نکلے وہ فخر و سعادت سمجھے بعد چند روز محبسٹن نے
بیٹے سے روئداد سفر پوچھی اُسنے ابتدا سے انتہا تک سرگذشت سب بیان کی یہ سُنکر سمجھا
مشکل پیچ پڑا مگر سہل سا یہ جواب دیا الخیر بما وقع خیریت اسی مین تھی جو ہوا مصرع بر سر
فرزند آدم ہرچہ آید بگذرد + بیٹے نے کہا مناسب یہ ہے کہ اب جلد چلیے ایسا ملک مالا مال
یہ دولت لازوال ہاتھ سے نہ دیجیے محبسٹن نے کہا خیر ہے یہ بھی ایک فسانہ تھا جو مین نے سُنا
اور خواب تھا جو تو نے دیکھا واللہ اعلم ایام وصال و صحبت سیم تنان + در عالم خواب احتلام شد
و رفت + اُسنے کہا آپ سا عقلمند ایسا کلمہ فرمائے تو نہایت بعید ہے دنیا مین تین معرکے ہین
زر زمین زن یہ سب سامان جمع ہین اگر آپ نہ جائینگے فدوی تنہا جائیگا محبسٹن نے کہا
افسوس ہم تجھے دانا جانتے تھے الا ہماری نادانی تھی حمق کی مقتضی تمھاری جوانی تھی اے
بھائی کوئی نادان سے نادان عورت کی بات کا دھیان نہین کرتا یہ باتین جبتک تھین جو تم اور
وہ باہم تھے وہ مونس تھی تم ہمدم تھے اب خیریت ہے سعدی زن دوست بود و لے زمانے +
تا چہ تو نیافت مہربانے + چون دربر دیگرے نشیند + خواہد کہ ترا دگر نہ بیند + مصرع
اسپ و زن و شمشیر وفادار کہ دید + ہرچند اُسنے مغز خالی کیا یہ مقدمہ اُسپر حالی کیا وہ بے مغز
نہ سمجھا مصحفی مصحفی سود نصیحت کا نہین عاشق کو + مین نہ سمجھون تو بھلا کیا کوئی سمجھائے مجھے
ناچار محبسٹن نے کہا تم جب تک ذلت نہ اُٹھاؤگے اور ہمین خراب نہ کروگے اس حرکت بیجا سے
باز نہ آوگے نہ چین لوگے اُسی دن سامان سفر درست کیا بہت سے جہاز مع اسباب اور چند مشیر
خوش تدبیر ہمراہ لے روانہ ہوا چند روز مین وہ جزیرہ ملا جہازون کو لنگر ہوا محبسٹن کا بیٹا اُترا مگر جہان

ویرانہ بوم غول کا آشیانہ تھا وہان بستی دیکھی اور جس جگہ بیہڑ تھا اُسے ہموار پایا بلندی نظر آئی ۔
نہ پستی دیکھی آدمی ہر سمت سرگرم کار و شہر پناہ تیار ۔ اُسے تعجب ہوا سمجھا کہ مین بھول گیا کسی سے
پوچھا اس شہر کا نام کیا ہے والی ملک کونسا ہے وہ بولا مدت سے یہ ملک بسبب آفت آسمانی
اُجاڑ ہو گیا تھا رعایا برایا بلکہ بادشاہ بھی نہ بچا تھا فقط بادشاہ کی بیٹی باقی تھی اب برس دن سے
اُسنے شوہر کیا ہے شہر از سر نو آباد ہوا نیا طرز ایجاد ہوا یہان مفسد ہے نہ ڈنڈی ہے نام اس کا
شہزادی منڈی ہے محبش نے یہ ماجرا سنکر بیٹے سے کہا خوش بہت ہوے ہوگے لو سیدھے پھر چلو
اُسنے کہا اتنی صعوبت سفر کی اُٹھائی اُسکی صورت بھی نظر نہ آئی دو باتین کر لون تو پھر چلون محبش
نے کہا یہ مصیبت کچھ نہ تھی جو بات کرنے مین ایذا اُٹھے گی وہ کب مانتا تھا انھین لوگون سے
پھر پوچھا شہزادی کبھی سوار بھی ہوتی ہے وہ بولے روز غرضکہ سواری کا وقت دریافت کر
لڑکے کا ہاتھ پکڑ کے سر راہ کھڑا ہوا کہ شہزادی شبدیز کو مہمیز کرتی آپہونچی یہ پکارا ہم نے
ایفاے وعدہ کیا حاضر ہوے اور لڑکا بھی فضل الٰہی سے سلامت موجود ہے کیا ارشاد
ہوتا ہے اُسنے بیگانہ وار جیسے کسی اجنبی کو کوئی دیکھتا ہے ملاحظہ کیا مگر جواب کچھ نہ دیا چلی گئی
یہ خفیف گھر پھرا محبش نے حال پوچھا بولا ملاقات نہ ہوئی کل پھر جاؤن گا اُسنے کہا
صبح کا جانا روز الم شام غم دکھائے گا بہت پچھتائے گا اُسنے دوسرے روز بیٹے کو سکھایا
کہ جب سواری قریب آئے گھوڑے سے لپٹ جانا اور یہ زبان پر لانا کہ دنیا کا لہو سفید ہو گیا
مہر مادری سے محبت پدری مین لطف زیادہ پایا کہ ہمین ساتھ بآرام تمام لیے پھرتا ہے تم بات
بھی نہین کرتی ہو بلکہ پہچانتی نہین جب سواری قریب آئی یہ تو بہت جلا تھا اور سمجھ چکا تھا کہ کھیل
تو بگڑ گیا کہا شہزادی باگ کو روکو وہ خود تو رکی تھی باگ بھی رک گئی پسر محبش بولا مولف

یاد ایام کہ نفرت تھی زمانے سے تجھے
فکر تھا یاد خبر تھی نہ بہانے سے تجھے
کبھی چوٹی کی خبر تھی نہ تھا کنگھی کا خیال
مجکو افسوس آتا ہی کہ گذرا انہیں سال
تھی لگاوٹ ہی تجھے یاد نہ خلطا سے

ہوتی وحشت تھی بہت غیر کے آنے سے تجھے
بیدھڑک غیر سے باتوں کا کبھی طور نہ تھا
بار ہا اُلجھے سے رہتے تھے ترے سر کے بال
ایسی کیا بات ترے دلمین سمائی ظالم
گرمجوشی کا بھلا کب تھا یہ لپکا سب سے

خوف آتا تھا کہین آنے سے جانے سے تجھے
ہمین ہم تھے تری صحبت مین کوئی اور نہ تھا
پان کے لاکھے سے اور مسی سے ہوتا تھا ملال
دفعۃً سب وہ رہ و رسم بھلائی ظالم
بیٹھنا کوٹھے مین ہر دم تجھے تنہا سب سے

تجکو لگ چلتے کبھی ہمنے نہ دیکھا سب سے
شکر صد شکر ہوئی جلد رہائی تجھسے
نہ ملین پر جو کہے ساری خدائی تجھسے
اب قسم کھاتا ہوں لیجو دل نہ لگاؤنگا کبھی
ربط تو کیا ہے نہین پاس بٹھاؤنگا کبھی
بر زبان یار رہیگا یہ ذکر رہیگا ہر بار
سر پٹک مر گئے سب پر نہ ملا وہ زنہار

اب تو ٹٹی مین کیا چھید غضب تو نے کیا
اب تو تا حشر مکدر ہے صفائی تجھسے
بخدا ملنے سے ہم ہاتھ ترے دھو بیٹھے
ذلت و رنج نہ اسطرح اٹھاؤنگا کبھی
ہو قسم اب دل کے لگانے ہی کا جانا نرہا
گو کہ عاشق تھا اگر تھا یہ ترا غیرت دار
کرے معشوق کسی سے تو دغا ایسی کرے

کھل گیا سب یہ ترا بھید غضب تو نے کیا
وضع اپنی نہین کیا کیجیے برائی تجھسے
خوش رہو تم کہ تمھین کھو کے دل دے بیٹھے
گر طرحدار بھی اس دہر مین پاؤنگا کبھی
ربط کیا خاک کرین ہم وہ زمانہ نرہا
دیکھ بد وضع کیا دیکھیے ایسا انکار
ہیچ کہے بات کی عاشق تو بھلا ایسی کہے

یہ سنکر وہ شرمندہ ہوئی پھر لڑکا گھوڑے سے لپٹ گیا بچارہ نادان باتون کا سود و زیان کچھ نہ سمجھا جو کچھ باپ نے سکھایا تھا کہنے لگا جب کہہ چکا شہزادی نے تیغ قبور سے کھینچکر لڑکے پر چھونک دیا وہ

تصویر شہزادی سواری اسپ مجسٹن مع پسر خود اور تیغ مارنا شہزادی کا لڑکے کو اور اسکی لاش



دھم سے گر پڑا ادا یہ اجل نے کنار عاطفت مین اٹھا لیا اہل قبور سے ملا دیا پھر باگ اٹھا چل نکلی مجسٹن کے بیٹے نے بہت خاک اڑائی بیٹے کی لاش باپ کو دکھائی اُسنے کہا کیون جو ہمنے کہا تھا وہی آگے آیا وہ بدنصیب بولا صبح اختتام ہے جو ہونا ہے ہو جائے گا مجسٹن نے کہا تو اپنا بھی حال ایسا ہی بنائے گا دم سحر جب وہ چلا مجسٹن کا جی نہ رہ سکا ساتھ ہوا جس دم شہزادی کی سواری پاس آئی باگ پکڑی ہنوز زبان نہ ہلائی تھی شہزادی نے کہا اے مجسٹن ہمنے سنا تھا کہ تو مرد جہاندیدہ و سرد و گرم روزگار چشیدہ تجربہ رسیدہ ہے مگر افسوس یہ بیت نفیس تو نے سنا نہین
لا اعلم ز حادثات جہان لیس ہمین پسند آمد + کہ خوب و زشت و بد و نیک در گذر دیدم

اس پیرانہ سالی مین چھہ ہزار سانحے گذرے ہونگے کچھ الم و رنج کا مزا یا فرحت و خوشی کا نشہ باقی
ہے اے نادان دنیا مین کس بات کو یاد کیجیے کس کا غم کس سے خاطر شاد کیجیے اگر عقل سا
یا کچھ فہم و ذکا ہو تو دنیا مین کافی ہے یہ بات گذشتہ را صلوات مصحفی اے مصحفی مین روؤن
کیا پچھلی صحبتون کو + بن بن کے کھیل ایسے لاکھون بگڑ گیے ہین + یہ کہکر گھوڑا اچھکا را کہ پھر
سلسلہ جنبانی اس امر بیمعنی کی موجب حضرت جان جانان محسن نے بیٹے کو سلام کیا اور نہ کچھ
کلام کیا وہ بھی نطفہ ضعیف کا پیدا ہوا بوڑھے باپ کا بیٹا تھا محجوب وطن پھرا جیتے جی باپ سے آنکھ
چار نہ کی پھر اس انگریز نے کہا مطلب اس حکایت سے یہ ہے کہ آدمی وہ بات نہ کرے جسکا حصول
ذلت و خفت ہو کہو اب کیا کہتے ہو یہ قصہ سنکر وہ فرہاد بیستون عشق شیرین زبانی سے کہنے لگا
بقول استاد کب تلک جیون گا مین موت اک دن آنی ہے + ہجر مین جو آجاوے عین مہربانی ہو +
سب جلسہ پر شک کر اٹھ کھڑا ہوا کہا جب یہ جان گنوائیگا تب جھگڑا جائیگا آخر کار جب اُسکا
حال ردی ہوا دوستون کو چھٹیان لکھکر جمع کیا کہا کل اس مقام سے ہمارا کوچ ہے اگر ہماری
وصیت بجا لاؤ گے دنیا مین نام حشر کو بخیر انجام ہوگا سب نے قبول کیا اُسنے کہا بعد انتقال
روح ہمارا جنازہ تکلف کا بنا کر بجرے کی چھت پر صندوق مین نعش دھر باجے بجاتے ہمارے
معشوق کی کوٹھی جو لب دریا ہے اُسکے نیچے سے لیجانا اور دل مین یہ تھا استاد ساتھ وہ میرے
جنازے کے لحد تک آئے ہائے اجل تیرا قدم مجکو مبارک ہووے + غرضکہ رات کو اُس مریض
فرقت کا ہجر مین وصال ہوا اس جہان سے انتقال ہوا گویا مرنے کو بھی لوگ کہتے ہین وصال + یہ اگر
سچ ہے تو مر جاتے ہین ہم + مؤلف مر کے حاصل کیا فرقت ہی مین لو نام وصال + جان دی ہمنے
مٹایا ہے خلش ہجران کا + صبح کو یہ خبر عام ہوئی کہ سوداگر بچے کے عاشق محروم ناکام کا کام تمام
ہوا مر گیا شدہ شدہ سوداگر کو اور اُس ماہ پیکر کو یہ حال معلوم ہوا گو جذب محبت سے حال تغیر
ہوا مگر ضبط سے کام لیا دل بیقرار کو تھام لیا انگریز جمع ہو بصد پریشانی وصیت بجا لائے جنازہ
درست کر بجرے کی چھت پر دھر لیا لباس سب نے سیاہ کیا بلند نالہ و آہ کیا شور و غل مچاتے باجے
بجاتے عجب سانحہ تھا ہزار ہا زن و مرد کنارے کنارے گریان چلے آتے تھے جسنے صندوق کی طرف دیکھا
فریاد مچاتا تھا اُسی دن سے دریا دریا اشک ہر بشر کی چشم سے رواں ہے مثل سیماب بیقرارانہ دوان ہے

رخصت بادیہ پیمائی نہین اگر خواہش سیر ہے تو فضا اس نواح کی جا بجا مشہور ہے خزانہ موجود فوج فرمانبردار ملک حاضر اگر منظور ہے جانعالم نے دست بستہ عرض کی اے شہریار باوقار پیر تمکین برس دن مین حضور کو مجھ غمگین سے یہ محبت ہوئی کہ مال و ملک و سلطنت بلکہ جان تک سے دریغ نہین واے برحال مادر و پدر سوختہ جگر جنھون نے لاکھ منتون کرورون مرادون سے ان کو دن نہ رات کو رات جانکر سولہ سترہ برس خاک چھانکر مجھکو پالا ولولہ طبیعت نے گھر سے نکالا اب مدت مدید عرصۂ بعید گذرا اُنھین میرے جینے مرنے کا حال معلوم نہین اُنکے صدمہ کو غور کیجئے رخصت بہر طور دیجئے آدمیت سے بعید ہے آپ عیش و نشاط کرے ماں باپ کو رنج و تعب مین چھوڑے امیدوار ہون اس امر مین حضور کد نہ کرین بکشادہ پیشانی اجازت وطن دین اگر حیات مستعار زیست ناپائدار باقی ہے پھر شرف آستان بوسی حاصل کرونگا نہین تو اس فکر مین گھٹ گھٹ کے مرونگا دین برباد ہوگا اور دنیا مین عزت و آبرو نہ رہے گی خدا ناخوش ہوگا خلقت تن پرور راحت طلب کہیگی بادشاہ سمجھا یہ اب نہ رُکے گا۔ آنسو آنکھون مین بھر کر کہا خیر بابا مرضی خدا جو تیری رضا مگر تیاری سامان سفر کو چالیس دن کی مہلت چاہیے جانعالم نے یہ بات قبول کی یہ تو رخصت ہوکر گھر آیا خبرداروں نے اس حال کا خاص و عام مین چرچا مچایا خلاصہ یہ کہ شدہ شدہ غلغلہ گھر گھر ہوا خُرد و کلان بوڑھا اور جوان شہر کا اس خبر سے باخبر ہوا

عزم جانعالم زرنگار سے سوے وطن تیاری سامان رخصت انجمن آرا کی عزیز و اقربا سے فرقت اور پہونچنا ملکہ پاس پھر نکاح کرنا

مؤلف چل اے توسن خامہ چالاک و چست + کہ اب بیٹھے بیٹھے بہت جی ہے سست جگہ بیٹھ رہنے کی دنیا نہین + یہان خاک بیٹھے کوئی دل حزین + سفر ہر نفس سب کو رہتا ہے یان سراے فنا بھی عجب ہے مکان + نہ بیٹھا کبھی جم کے اک جا سرور + قریبون سے اپنے رہا دور دور طے کنندگان ملک معانی و سیاحان اقلیم خوش بیانی بادیہ پیمایان بے توشہ بار محنت بر سر راہ نوردان ہوش باختہ بے راہبر یاد دلدار در دل دین و دنیا فراموش الم ہمراہ ہر گام نالہ و آہ تصویر یار ہم آغوش لکھتے ہین کہ اُس عازم سمت معشوق عاشق خصال کو چلہ وہین گذرا سامان سفر تیار ہوا اب صبح کو اُس چلہ نشین حجرۂ محبت کی رخصت ٹھہری شام با دل ناکام بادشاہ دامن سحر کی صورت

گریبان چاک کر مع ارکان سلطنت دو کوس شہر سے باہر سر راہ دامن کوہ پر جا بیٹھا وزیر خوش
تدبیر سے فرمایا کہ تم شہزادے کو رخصت کر دو ہم یہان سے جلوس سواری سامان سفر دیکھ لین گے
یہ خبر اہل شہر کو معلوم ہوئی تمام خلقت پانچ برس کا لڑکا بچا نوے برس کا بوڑھا رنڈی مرد دوسرے
ٹیکرے پر اُسی دم جمع ہوے جھٹپٹے وقت جانعالم نے سواری طلب کی ہرکارون نے عرض کی بادشاہ
راہ کی طرف متوجہ ہوا روشنی نمود ہوئی پلٹنین آئین سجی سجائی توپخانہ گذرا پھر بارہ ہزار ہاتھی سواری
کا ہودج و عماری کا ہزار بارہ سو جنگی باڑہ مست چارون پھٹیان ٹپکتین بان پٹے سونڈو نمین
چڑھے بھسونڈے رنگے طلائی نقرئی زنجیرین کھنکتین جھولین زربفت کی نئے نئے رستے کلاتون
کے ہیکلین جڑاؤ مغرق گجگاہین پڑین دو رویہ اس انداز کی کہ اگر اصحاب فیل اُنھین دیکھتے خوف
کھاتے کبھی کعبہ ڈھانے نہ آتے فیلبان زربفت کی قبا یا کمخواب کی پہنے چوڑیدار پگڑیان باندھے
کمر مین پیش قبض یا کٹار ہاتھون مین گجباگ جواہر نگار مستون کے ساتھ دو بوڑھی بردار ایک
چمرکٹا سنڈا ہاتھ مین ڈنڈا دو برچھی والے دیکھے بھالے آگے پیچھے تریل قریب سانٹھ مار
برابر دو سوار پھر کئی لاکھ سوارون کے پرے ہاتھیون سے پرے پرے سر سے تا پا لوہے کے دریا
مین ڈوبے بیس اکیس برس کا ہر ایک شخص کا سن شباب کی راتین جوانی کے دن خود بکتر زرہ
پہنے بائین دہنے چار آئینہ فولادی مین ہر دم روے مرگ معائنہ کرتے ہاتھون مین داستانے
خانہ جنگون کے بانے دو تلوارین ایک قاش زین مین دوسری ڈاب مین تمنچے کی جوڑیان قبوز مین
سرو رہ بہادری سے سرور مین کمر مین قرولی یا کٹار آبدار سپر پشت پر برچھا ہاتھ مین
تیکھا پن ہر بات مین مثل نہنگان بحر ہیجا و شیران کمام دغا مونچھون پر تاؤ دیتے ہر بار
نوک کی لیتے گھوڑے وہ خوش خرام کہ سمند سبز فام جسکا قدم دیکھ کے آج تک چال بھولا ہے
دیکھنے والے کہتے تھے چمن روان کیا پھلا پھولا ہے دو صفین باندھے ہوے بیچ مین بخشانے
روش گھوڑے کُداتے جوبن دکھاتے چلے گئے پھر ہزار بارہ سو سانڈنی سوار خوش رفتار زرد زرد
قبائین دربر سرخ پگڑیان سر پر آبی بانات کے پاجامے پاؤن مین ہتھیار لگائے مہارین اُٹھائے
ستارون کی چھاؤن مین سانڈنیون مین دو دو سو کوس کا دم بختی فلک ابتک بلبلاتا ہے
جب انکا دھیان آتا ہے قدم قدم یہ جب بڑھے تو سواری کے خاص خاصے نظر آئے

عربی ترکی تازی عراقی یمنی اورکاٹھیاوار کا دکھنی وہ وہ گھوڑا جو ابلق لیل ونہار کی نظر سے
نہین گذرا تھا نہ موٹرا نہ رس کا خلل نہ رنگ اُجاڑ نہ کھونٹا اُکھاڑ سا بن نہ ناگن عقرب نہ ارجل
شبکور نہین منہ زور نہین کم خور نہ مٹھا نہ کھوٹا بال بھونری سے صاف حشری کمری کہنہ لنگ نہین
سینے کا تنگ نہین ہمہ تن اوصاف کسی پر چڑاؤ زین بندھا کسی پر چارجامہ دوال کو کسا کسی
کی فقط گردنی اُلٹی گنڈہ پٹہ ساز یراق جواہر نگار پوزی دمچی طرحدار پر ہما کی کلغی لگی پاکھر پرتکلف
پٹھون پر پڑی دوگا ماگام شہ گام یرغہ ابیہ رہوار دلکی کا منجھا کیل کرتا جلودار جنو ریپے مشغول
گلسن اپنی مین ہمرکاب تپائی بردار معقول سرگرم جانفشانی مین باگ ڈورین پرزر سائیس لیکر
نکلے اُنکے بعد نوبت نشان ماہی مراتب علم اژدہا پیکر جلو مین نصرت وظفر یہ سب جلوس باکروفر
آیا نوبت کی ندا جھانجھ کی جھانجھ سے صدا قرنا سے شور وغل شہنا مین بھیرون بھباس کے سُر
بالکل نقیب اورچوبدارون کی آواز پرسوز وگداز عجب کیفیت کا عالم تھا اُدھر نقارہ باے
شتری اونیلی سے گوش کر وبیان کر ہوا جاتا تھا ایک طرف شہر کے لڑکون کا غول بجادے
بجادے کا غل مچاتا چلا آتا تھا میر سوز کہے تو مہر ومہ لیکر عصاے نور ہاتھو نہین + یہی کہتے تھے گردون پر
ادب سے اور تفاوت سے + پھر شکار کا سامان میر شکار لالے باز آہنین چنگال تیز بال بحری باشے
شاہین عقاب فلک سیر جہان کے طیر اُنکے قریب تازی ولایتی کتے بودار گلڈانک تازی جانبازی
کرنیوالے چیتے جو دشمنون کا بُرا چیتے بلکہ لہو پیتے سیاہ گوش درآغوش ہرن لڑنیوالے خانہ زاد گھر کے
پالے اُنکے بعد ہزار ہا سقہ خواجہ خضر کا دم بھرا چھڑکاؤ کرتا کمر مین کھاروے کی لنگیان شانون پر
بادلے کی جھنڈیان مشکون مین بید مشک بھرا دہانے مین ہزارے کا فوارہ چڑھا متعدد غلام
بادلہ پوش حلقہ بگوش ہاتھون مین ہیرے کے کڑے پڑے منقل انگیٹھیان سونے چاندی کی لیے عنبر و
عود جھونکتے نکلے پھر تو کوسون تک جنگل رشک تاتار مثل طبلہ عطار ہوگیا اُنکے متصل دو ہزار لالٹین والے
کمسن بلور کی صاف صاف شفاف لالٹینین لیے شمع مومی وکافوری روشن کیے وہ سب غنچہ دہن زیب انجمن
بڑھے پھر صداے اہتمام نقیبان خوش گلو چارسو بلند ہوئی اور صبح صادق نے جلوہ دکھایا ہاتھ کو
ہاتھ نظر آیا شاہ خاور بھی دریچہ مشرق سے سر نکال کر مشغول نظارہ ہوا حسرت مین وطن آوارہ ہوا
دم سحر نسیم وصبا کی فر فر شمع کا جھلملا جھلملا اُداس جلنا سواری کا آہستہ آہستہ چلنا پہاڑی جانورونکی سیر

ذکر حق مین وحش وطیر سرسبز درخت لہلہے پھول رنگ برنگ کے ڈہڈہے سقون کی آبپاشی
صدائے نالۂ مرغان خوش الحان سے دلخراشی خسرو انجم کا شمع ثابت وسیارہ چھپتے جانا سورج کی کرن
کا جگمگانا پھولون کی بوباس چشمۂ سرود شیرین آس پاس خلق کا مجمع دامن کوہ پر سب کی نگاہ کبھی
اس کیفیت پر گاہ اُس انبوہ پر ادھر مسافرون کی کثرت اُدھر بادشاہ پر ارمان خلق خدا باحسرت
بچشم انتظار اُمیدوار آمد پیادہ وسوار و تماشائے عجیب روزگار تھے یکایک غول خاص بردارون
کا آیا کمخواب کی مرزائی انگرکھے گجراتی مشروع کے گھٹنے دلی کی ناگوری پانون مین سر پر گلنار پھینٹے طرحدار
خاصیون کے غلاف بانات سقرلاتی باغ وبہار گردپوش ململ کے سینگرے ساز مطلا جھلاجھل
کے رفل چقماق توڑے دار قرابین شیر بچے جس سے شیر زندہ نہ بچے جواہر نگار اور برچھی بردار باندرگتے والے
نکلے بیش قرار درہاہے دار راکب مرکب جھمکڑے کا عالم گرد اگرد بیچ مین شہزادۂ جانعالم اسپ باد رفتار
پر سوار برابر انجمن آرا کا سکھپال پری تمثال ہزار پانسو کہاریان پیاری پیاریان کمسن جسم گدرایا
شباب چھایا زربفت واطلس کے لہنگے مصالحہ ٹکا ململ کے دوپٹے باریک بنت گوکھرو کی کرتی انگیا
کاشانی مخملی کرتیان کندھون پر کچھ سکھپال اُٹھائے باقی پرا جمائے ادھر اُدھر جڑاو کڑے ملائم ہاتھون مین
پڑے پانون مین سونے کے تین تین چھڑے کانون مین سادی سادی بالیان نشۂ حسن مین متوالیان کسی کا
کان جو آلا تھا تو حسن کی دوکان مین ناز وادا کا نرخ دوبالا تھا انداز وناز نرالا تھا وہ آہستہ تیوری
چڑھا کے پانون رکھنا کبھی رسکی جھجکی پڑی سیر تھی کئی سو سواری کا دوڑنیوالا خواجہ سرا عجیب
عجیب طرح کا نسکٹا قلماقنین ترکنین سرگرم اہتمام خواجہ سرایان ذی لیاقت معقول گھوڑون
پر سوار بندوبست مین مشغول جریب زمین پر پڑی کوس کا پہیہ ساتھ زمین کی پیمائش سواری کی
آرائش بڑا تزک بمرتبہ کر وفر نہایت دھوم دھام بادشاہ کے پاس آپہونچے جانعالم نے دیکھا
ظل سبحانی کے چشمۂ چشم سے جوے خون جاری ہچکی لگی بیقراری طاری گھوڑے سے کود کر آداب
بجالایا بادشاہ نے بہ تبسم فرمایا اسوقت ہمارے پاس نہ آؤ خدا کو سونپا چلے جاؤ شہزادہ مجرا کر کے سوار
ہوا جسدم جانعالم نے گھوڑا بڑھایا تمام خلقت کا جی بھر آیا علی الخصوص بادشاہ کی بیقراری جانعالم
اور انجمن آرا کی گریہ وزاری دیکھکر تماشائی واویلا مچا کہنے لگے آج رونق شہر کی رخصت ہے
زینت سلطنت کی فرقت ہے ایسے مہر و ماہ کے جانیسے شہر مین غدر پڑیگا اندھیر ہو جائیگا انکا الم جدائی رنج

تصویر جان عالم مع سامان سفر و سکھپال انجمن آرا اور ادھر ادھر ٹیلون پر لوگ بیٹھے اور سواری روان



دشت پیمائی ہزار روز سیہ شام غم دکھائیگا کہتے ہین سیکڑون مرد رنڈی بے کہے سُنے ہمراہ ہوئے
غریب الوطنی اختیار کی وہان بود و باش گوارا نہ ہوئی انکے بعد چھ سات سو پالکی نالکی چنڈول
محافہ امیرزادیون کا اور رانیسون جلیسون کی تین چار سو کھڑکھڑیان اور فنس پشیخذ متون کا دو تین سو
میانہ چوپہلا مُغلانی آتون محلدارون کا ہزار نو سو رتھ اکبرآبادی دو برجے سائبان دار نئے مغرق
پردے چمکتے ناگوری بیل جو ثور فلک نے نہ دیکھے تھے جُتے۔ انّا چھوچھو چھپٹی نویس باربردار لونڈیان
باندیان سوار یہ بھی قطار قطار گذر گئے اور چھکڑے اونٹ ہاتھی خزانے اور اسباب کے ڈیرے خیمے
لدے لدائے کسے کسائے جکڑے نظر آئے غرضکہ تا شام بہیر بنگاہ بازاری سرکاری سب لوگ
چلے گئے لکھا ہے کہ روپے اور اشرفیان امام ضامن کی دم رخصت اتنی آئین کہ تمام راہ سید مسافرون
نے پائین اور کھجور کلچیون کا یہ حال ہوا کہ راتب کے سوا ہاتھیونکو کلچے ملے اور اہل لشکر کو بانٹ دیے کھجورین جو
بٹ نہ سکین راہ مین پھینکدین وہ اُگین اسکے درخت اُگے کم تھے اُسدن سے جنگل ہوگئے اسوقت بادشاہ
سراسیمہ و بدحواس باحال یاس دولتسرا مین آیا وہ لبا لبسا یا شہر اُجڑا ویران نظر آیا بازار مین جابجا چراغ
گل سرِ شام نگڑہی غائب اندھیرا بالکل جسطرف دیکھا لوگ تھکے ماندے بھر کرپٹے تھے بازار مین تختے لگے ٹٹر چڑھے
تھے لوگ سوز مفارقت سے دردمند دوکانین بند جو جہان پڑا تھا شہزادی کی رخصت کا ذکر کر رہا تھا دو شخص
اگر باہم تھے بادل پر غم تھے کوئی سوتا تھا کوئی چپکا پڑا رو تا تھا بستی سنسان بازار مین سناٹا خلق خدا اندوہ کی مبتلا
بادشاہ کو دونا قلق ہوا رنگ فق ہو محلسرا مین آیا وہان بھی چھوٹے بڑے کو غمگین پایا لوگونکے عزیز جدا ہوگئے

سب اُس یوسف رفتہ کے زندان فراق میں اسیر بلا ہو گئے علی الخصوص انجمن آرا کی ماں جسکی نظر
سے وہ چاند سورج چھپ گئے زمانہ آنکھ میں تیرہ و تار دل غم سے خار خار حیرت میں نقش دیوار ہو رہی
تھی آنکھوں پر زور تھا رو رہی تھی بادشاہ نے سمجھایا ہاتھ منھ دُھلوایا کچھ کھلایا یہ تو سب نالہ بلب آہ
در دل جانعالم اور انجمن آرا و بمنزل پانچ پانچ کوس کا کوچ دو چار دن کے بعد ایک دو مقام پر
براحت و آرام کرتے چلے فوج ظفر موج ساتھ اُردوے معلی کا عجب عالم تھا ایک عالم روز ہمراہ
جہان کی نعمت تیار شام و پگاہ صراف بزاز جوہری روپیہ پیسہ اشرفی ڈھاکے کا ریزہ بنارس کا گلبدن
گجرات کا کمخواب الماس زمرد یاقوت احمر جو چاہو سو لو ایک طرف قصاب اور نانبائی پکی پکائی لیے ہوے
میوہ فروش خانہ بدوش حلوائی طرح طرح کی مٹھائی بنا بازار باغ و بہار جدا جدا ہر گنج کا جھنڈا گڑا
چوپڑ کا بازار بڑا جلو خانے کے روبرو نصف شب گذرنے تک دکانیں کھلیں الماسی دیا جلتا بھولا بھٹکا
اُسکی روشنی میں آملتا کوتوال سرگرم پاسبانی بازاریوں کی نگہبانی تر سنگار روند میں چھکلتا غرضکہ سب
خرم و شادمان گھر تھے مگر جانعالم جذب محبت ملکہ سے کبھی یہ کہتا تھا شعر بسامان سفر با خود دل

رنجیدہ دارم + بکف چیزیکہ دارم دامن برچیدہ دارم +

ورود لشکر فیروزی اثر دیار ملکہ مہر نگار میں پیر مرد کی ملاقات اور انجمن آرا اور ملکہ مہر نگار کی دو بدو گفتگو پھر جانعالم کا نکاح بعد رخصت بصد شوکت و حشمت

مشاطۂ خامہ نے عروس سخن کو بصد زیب و زینت حجلۂ بیان میں یون جلوہ آرا کیا ہے کہ جس روز
ورود لشکر فیروزی اثر ملکہ مہر نگار کے باغ سے قریب ہوا خبر دارون نے یہ مژدہ جانبخش فوراً ملکہ کو
پہونچایا کہ مبارک ہو شاہزادہ تشریف لایا بسکہ غم مفارقت سے تاب و طاقت طاق تھی سنتے ہی
غش آیا پھر سنبھلکر فرمایا بخت خفتہ کب بیدار ہوتا ہے ایسا پاؤن پھیلا کے سوتا ہے اور جو میرا دل
بہلانے کو کہتے ہو تو سن لو مؤلف تفریح کلفتون کی ترغیب ہے لاحاصل + بہلانے کی باتین ہین
یہ دل بھی بہلتے ہین + چندے جو یہی لیل و نہار رہے تو فقط فیصلہ ہے تدبیر خلاف تقدیر سراسر بیکار ہے
مؤلف گر اُسکے ہجر مین یونہین اندوہگین رہے + تو ہوئیگا وصال دلا یہ یقین رہے + ہے احتیاط
شرط کہ اس چشم تر پہ آہ + دامن رہے رہے نہ رہے آستین رہے + مدفن کا اپنے ہمکو تردد ہو کس لیے + کوچہ
کی تیری یار سلامت زمین رہے + تو گلشن وصال کی کر سیر عندلیب + ہم خرمن فراق کے خوشہ چین رہے +

جو جو کہ اصحاب تھے صفحۂ دہر کے + ایسے وہ مٹ گئے کہ نشان بھی نہین رہے + کُھلی خوشی کہان
کی ہنسی کیسا اختلاط + ہم لو نہ چھیڑو کم کہ وہ اب ہم نہین رہے + چھوٹا نہ نزع مین بھی خیال اُسکا اے
سرور + دم بھرتے ہم اسی کا دم واپسین رہے + اس عرصے مین وہی خواص دل آرام بام بارہ دری
سے نیچے اُتری پھر کہا خدا جانے یہ لشکر کہان سے آکر اُترا ہے ملکہ ہنسکر بحیلۂ سیر خواصون کے کندھون
پر ہاتھ دھر ٹھنڈی سانس بھر کوٹھے پر چڑھی دیکھا تو فی الحقیقت لشکر بے پایان سپاہ فراوان
ہے خیام شاہی استادہ ہین پھرتے چلتے سوار اور پیادہ ہین یکایک شہزادۂ جانعالم بچند سوار
اسپ صرصر خرام رخش تیز گام پر سوار نظر آیا اول تو اُسے نچا کھچا منزلون کا مارا دشت غربت کا
آوارہ دیکھا تھا اب حجم و خم جاہ و حشم سے پایا بدن تھرایا اعضا اعضا مین رعشہ ہوا یہ زور تماشا ہوا
اُستاد آتے ہی ترے چھٹتا ہے رعشہ سا بدن مین + ہر چند کہ ہین بیٹھتے ہر لحظہ سنبھل ہم + وہ زردی
چہرۂ پُر غم مژدۂ وصل کی سُرخی سے بدل گئی غش سے سنبھل گئی شہزادہ گھوڑے سے اُتر سیدھا ملکہ
کے باپ پاس گیا رسم سلام بجالایا اُسنے دُعاے خیر دیکر چھاتی سے لگایا کہا لِلّٰہ الحمد تمھین بصحت
و عافیت اللہ نے کامیاب کیا پھر انجمن آرا کی سواری آئی تسلیم بجالائی پیر مرد نے فرمایا شہزادی
نے فقیر کے حال پر کرم کیا اللہ بھلا کرے اُسنے عرض کی کنیز مدت سے حضور کی صفت و ثناے ظل سبحانی کی
زبانی سنا کرتی تھی آج شہزادے کی بدولت سعادت آستان بوس حاصل ہوئی دو گھڑی بیٹھی پھر التماس
کیا کہ اگر اجازت دیجئے ملکہ کی ملاقات سے مسرور ہون اُس حق پرست نے فرمایا اسکا پوچھنا کیا بابے تکلف خانہ خانۂ
شماست جانعالم رخصت ہو خیمہ مین آیا انجمن آرا نے ملکہ کے مکان کا رستہ لیا آنے کی خبر پیشتر ملکہ کو پہونچی تھی

تصویر انجمن آرا اور ملکہ مہر نگار کے باہم گلے ملنے کی



سامان اُس اُجڑے مکان کا درست ہوا تھا جب سواری اُتری لب فرش لینے کو آئی فراشی سلام کیا گلے سے انجمن آرا نے لگایا ملکہ آبدیدہ ہو کر بولی تم نے مجھے محجوب کیا میں فقیر کی بیٹی تم شہزادی ہرچند شاہ و گدا دونوں بندۂ خدا ہیں الا تمھارے قدم آنکھوں پر رکھوں تو بجا ہے آپکے آنے سے مجھے بڑا افتخار حاصل ہوا ہے انجمن آرا بولی ہمنے خوب کیا زندگی یہ چوچلے کی باتیں بیگانہ وار کرتی تو کیا ہوتا اے صاحب ہمارے تمھارے تو رشتۂ ہمسری و برابری ہے اور حساب کی راہ سے پہلے تو سلامتی سے تمھیں ہو سرکاری اُلس ہمیں ملا ہے پہلے مزا آپنے چکھا ہے جو بن لوٹا ہے غرضکہ دو دو نوکیں ہو گئیں اختلاط حرف و حکایات رمز و کنایہ شب بھر رہے جب وقت عروس شب نے مقنعۂ مغرب میں منھ چھپایا اور نوشاہ روز مشرق سے نکل آیا انجمن آرا جانعالم کے پاس آئی ویرنگ اخلاق و محبت ملکہ کا تذکرہ کیا کی کہ اس صفت کی عورت آج تک نہ دیکھی تھی دوسرے دن جانعالم نے ملکہ کے باپ سے عرض کی کہ الکریم اذا وعد وفی اُس سال کے ارادہ حق نے ارشاد کیا ہم اس لائق کہاں ہیں لیکن مصرعہ شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را + تم قول کے پورے ہو اقرار کے سچے ہو بسم اللہ اپنے زمرۂ کنیز و خادمین میں سرفراز کرو شادی کا نام لینا منھ چڑھانا ہے نہ وہ ہم ہیں نہ ہمارا زمانہ ہے آخر بطور شرع شریف ملکہ کا نکاح جانعالم کے ساتھ ہوا اب یہ معمول ہوا کہ ایک شب انجمن آرا کی دوسری رات ملکہ کی ملاقات کی ٹھہری اور ان دونوں میں وہ راہ و رسم محبت و الفت کی بڑھی کہ شہزادے کی عاشقی نظر سے گر گئی نظری ہوئی اور سچ ہے جو طرفین سے بحبیب الطرفین ہوتے ہیں اُنمیں رشک و حسد رنج و ملال دخل نہیں پاتا کبھی جلی کٹی ذرا بغض عداوت کج بحثی دانتا کلکل روز کی تو تو میں میں چھوٹی اُمت پر ختم ہے لاکھ طرح انھیں سمجھاؤ نشیب و فراز دکھاؤ لیکن ان لوگوں سے بے جھونٹک جھانٹا نہیں رہا جاتا دو دل ایک طرح پہ صحبت برابر نہیں آتی ہے زندگی انسان کی تلخ ہو جاتی ہے لاکھ طرح کا غم ہوتا ہے ناک میں دم ہوتا ہے مؤلف

جو بدل بندہ ہو اُس کو بندہ پرور چاہیے		عشق میں طرفین سے اُلفت برابر چاہیے

داستان حیرت بیان رخصت جانعالم سپرد کاکل تبانا چلتے وقت وزیرزادے کا ملنا انجمن آرا کے میلان سے شہزادے کو بندر بنانا اُس بیچارہ کا ہزاروں مصیبت اٹھانا مع الخیر صحت پانا

زمانے کے کچھ طرز لکھتا ہے یاں	جگر چاک و مغموم میرا قلم	مصیبت نگار و مصائب رقم
کسی کا کوئی دوست مطلق نہیں	مری بات یارو یہ کرنا یقین	عجائب غرائب ہے یہ داستان

جو یہ دوست ہین ایسے دشمن کہین	نہین ہین نہین ہین نہین ہین نہین	کیا امتحان ہین نے اکثر سرور

ضرورت کی کچھ دوستی ہی ضرور | قصہ کوتاہ چندے شاہزادۂ والاجاہ وہان رہا ایک روز یہ سب عاشق و معشوق باہم بیٹھے تھے جانعالم نے کہا ہمین وطن چھوڑے عزیزون سے منھ موڑے عرصہ ہوا ہنوز دلّی دور ہے اب چلنا ضرور ہے وہ دونون نیک خو رضا جو بولین بہت خوب اُسی روز حرف رخصت ملکہ کے باپ سے درمیان آیا اُسنے بھی روکنا مناسب نہ جانا سفر کی تیاری ہوئی دم رخصت اسقدر مال و اسباب نقد و جنس کی قسم سے شہزادے کو ملا کہ انجمن آرا کا جہیز بھول گیا اور وقت وداع پیرمرد نے با دل پُر درد جانعالم سے کہا فقیر کے پاس کچھ نہ تھا جو پیشکش کرتا مگر ایک نکتہ بتاتا ہون جب امتحان ہوگا خزانۂ قارون سے زیادہ کام آئیگا اگر احتیاط کروگے پھر چند فقرے تنہا بیجا کر بتا کر تاکید سے کہا اگر یہ مقدمہ حقیقی بھائی سے اظہار کروگے یاد رکھو حضرت یوسفؑ سے زیادہ صدمے سہوگے زمانہ کے اخوان الشیاطین پُر از کید آمادۂ کین ہین اسی سبب سے دنیا مین راز کہنا بُرا ہے چپ رہنا بھلا ہے۔ یہ نکتہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے سب کو یاد ہے کہ دنیا مین برادر حقیقی دشمن مادرزاد ہے ؎

بھاگ ان بردہ فروشون سے کہان کے بھائی		بیچ ہی ڈالین جو یوسفؑ سا برادر ہووے

پھر انجمن آرا پاس آیا فرمایا شہزادی فقیر زادی کنیز کو عزیز جان کر نظر الطاف و کرم ہر دم رکھنا یہ بھی خدمتگذاری مین قصور نہ کریگی اسے تمکو سونپا تمھین حافظ حقیقی کے سپرد کیا لو خدا حافظ سواری دیر سے تیار تھی لوگون پر ثابت تھا کہ کوئی امر پوشیدہ درویش با وقار شہزادے پر بتکرار اظہار کرتا ہے اتفاق زمانہ اُسی روز وہ وزیرزادہ جو وطن سے ساتھ نکل ہرن کے پیچھے گھوڑا پھینک دشت ادبار مین شہزادے سے جدا ہوا تھا سرگشتہ و پریشان پھرتا پھرتا پیادہ پا اُدھر آنکلا اُسنے جو یہ لشکر جرار قافلہ تیار دیکھا پوچھا کسکی سواری ہی کہان کی تیاری ہے لوگون نے تمام جانعالم کا قصہ سنایا یہ خوش ہوا جی مین جی آیا پوچھا شہزادہ کہان ہے وہ بولے پیرمرد جو یہان کا مالک ہے فقیر سالک ہے کچھ کہنے کو جدا لیگیا ہی اس عرصے مین جانعالم رخصت ہو سوار ہوا وزیرزادے نے مجرا کیا شہزادے نے گھوڑے سے کود کے گلے لگایا دیر تک نچھوڑا اُسی دم لباس فاخرہ پہنا ہمراہ سوار کیا راہ مین سرگذشت تفرقہ پوچھتا کہتا چلا جب خیمے مین داخل ہوا وزیرزادے کو محلسرا مین طلب کیا انجمن آرا اور ملکہ کو نذر دلوا کہا یہ وہی شخص ہے جسکا الم مفارقت مدام دل مین کانٹا سا کھٹکتا تھا جی سینے مین بھٹکتا تھا دیکھو جب اچھے دن آتے ہین بچھڑے مل جاتے ہین ایک دن گردون نے

ہمین آوارۂ دشت ادبار کیا تھا جدا ہر ایک دوستدار و غمخوار کیا تھا اب مساعدت بخت سے ایام سخت دور ہوے بہم مجور ہوے وزیر زادے کا حال سنو انجمن آرا کا حسن و جمال بے مثال دیکھ دیوانہ ہو ہوش و حواس عقل کھو نکمرام بنا وصل کی تدبیر مین پھنسا

اُستاد — یار اغیار ہو گئے اللہ ۔ کیا زمانے کا انقلاب ہوا
اُستاد — خدا ملے تو ملے آشنا نہین ملتا ۔ کوئی کسی کا نہین دوست سب کہانی ہے

دو چار گھڑی یہ صحبت رہی پھر اپنے اپنے خیمون مین گئے وزیر زادے کیواسطے خیمۂ عالی استادہ ہوا پھر جتنی جلیسین انیسین حسین مہ جبین دونون شہزادیون کے ہمراہ تھین اُسے دکھا فرمایا جسطرف تیری رغبت ہو دلوا دون وہ نطفۂ حرام اور خیال مین تھا عرض کرنے لگا میری کیا مجال ہے اور کیا تاب و طاقت ہے جو انھین بُری نگاہ سے دیکھون جانعالم بہت رضامند ہوا کہ بڑا نیک طینت صاف باطن ہے بہ اسباب ظاہر اس نظر سے زیادہ مد نظر ہوا دل مین گھر ہوا تمام صعوبتین حالات سفر رنج راہ نفع و ضرر شہزادے نے بیان کیا مگر جب پیر مرد کے مشورہ کا ذکر آتا ٹال جاتا وہ سمجھا کہ کچھ اسمین بھید ہے ایک روز ملکۂ مہر نگار اور انجمن آرا نے متفق ہو کر جانعالم سے کہا یہ نیا ماجرا ہے ہر دم ایک شخص غیر اور جوان کو شریک صحبت خلا ملا رکھنا کیا مناسب ہے اور رواب سلطنت سے بھی یہ امر بعید ہے شیطان کو انسان دور نہ جانے غیر تو کیا اپنے کا اعتبار نہ مانے جانعالم نے کہا پھر ایسا کلمہ زبان پر نہ لانا اُسنے تمھاری لونڈیون کا پاس کیا نہ کہ تمھارا حفظ مراتب ورنہ مین بھی تو ایسا بیہودہ نادان نہ تھا جو خلاف وضع حرکت کرتا ملکہ یہ سنکر ہنسی انجمن آرا سے مخاطب ہو کر کہا برائے خدا انصاف کیجئے خاطر کی نہ لیجئے انکے حمق مین کسنے توقف کو تامل ہوگا آپ اگر عقل کے دشمن نہوتے تو کیون حوض مین کود کر ساحرہ کی قید مین پھنستے نام ڈبوتے بھلا سچ کہو شرمندہ نہوجیو مین کیا سمجھے تھے جو کود پڑے ذرا یہ خیال نہ آیا غواص فکر کو محیط تامل مین غوطہ زن نہ فرمایا کہ کہان انجمن آرا کہا جنگل کا حوض وہ اسمین کیونکر آئی وہ از نسل شاہی تھی یا از خاندان الٰہی تھی جانعالم کھسیانا ہو گیا کہا بات اور مسخرا پن رکھا تھا ذکر کس جگہ لایا کیا میری حماقت کا موقع تمھارے ہاتھ آیا یہ تو سمجھو شعر

عشق ازین بسیار کردست و کند ۔ سبحہ را زنار کردست و کند
اُستاد — کہتے ہین جسے عشق وہ از قسم جنون ہے ۔ کیونکر کہ حواس اپنے مین پاتے ہین خلل ہم

بھلا اپنی باتین تو یاد کرو دل مین منصف ہو ملکہ نے کہا دیکھا آپ شرمائے تو یہ کہانی لائے مین

رنڈی ہون ناقص عقل سب کہتے ہین بھلا صاحب اگر مجھ سے بیوقوفی کی حرکت ہوئی تعجب نہین سکر کریکی
جا ہے کہ آپکا مزاج بھی میرا ہی سا ہے آخر یہ بات ہنسی مین اڑ گئی مگر وہ مکار ہر کوچ و مقام مین وقت کا منتظر
تھا ایک روز عمر اندوز شہزادے کا خیمہ صحرائے باغ و بہار دشت لالہ زار کہ ہمہ تن خار خار پیمانۂ آزار مین ہوا فضا
صحرا نے کیفیت دکھائی پھولونکی خوشبو دماغ مین سمائی جابجا چشمے روان دیکھکر یہ لہر آئی کہ تنہا وزیرزادے
کا ہاتھ پکڑ لب چشمہ جا بیٹھا کشتی شراب کی طلب ہوئی جسدم جانعالم کی آنکھون مین سرور آیا اختلاط کا زبان پر
مذکور آیا اُس دغا شعار غدار نے وقت تنہائی صحبت بادہ پیمائی نشے کی حالت غنیمت جانی رونے لگا شہزادے
نے ہنسکر کہا خیر ہے وہ بولا جو جو شرط رفاقت حق خدمت دنیا مین ہوتا ہے غلام سب بجا لایا اگر محنت و مشقت
غریب الوطنی دشت نوردی کا عوض خوب بھر پایا جب آپ سا قدردان بات کو چھپاوے تو پھر اور کسی سے کس
بات کی اُمید رہے جانعالم نشے مین انجام کار نہ سونچا اُس فیلسوف کے رونے سے بیچین ہوگیا کہا اگر تجھے یہی امر ناگوار
ہے تو سن لے جو اسرار ہے مجھے ملکہ کے باپ نے یہ بات بتائی ہے کہ جسکے قالب مین چاہون اپنی روح لیجاؤن اُسنے
پوچھا کسطرح شہزادے نے ترکیب بتا دی جب وہ سب سیکھ چکا بولا غلام کو بے امتحان غلطی کا گمان ہے شہزادہ
اُٹھکر جنگل کی طرف چلا چند قدم بڑھکر ایک بندر مرا دیکھا کہا دیکھو مین اسکے قالب مین جاتا ہون یہ کہکے
شہزادہ زمین پر لیٹا بندر اُٹھ کھڑا ہوا وزیرزادے کو سب ڈھنگ یاد ہوگیا تھا فوراً وہ کور نمک زمین
پر گرا اور اپنی روح جانعالم کے قالب خالی مین لا کھڑا ہوا اور کمر سے تلوار نکال اپنا جسم ٹکڑے ٹکڑے کرکے دریا
مین پھینکدیا شہزادے کا نشا کرکرا ہوا سمجھا بڑی خطا ہوئی از ماست کہ بر ماست خود کردہ را علاجے نیست
وہ کافر بندر کے پیچھے دوڑا شہزادہ بیچارہ بھاگ کر درختون کے پتون مین چھپا پھر تو بادلجمعی تمام

تصویر بندر کے قالب مین آنا جانعالم کا اور وزیرزادے کا جانعالم کے قالب مین آنا اور اپنا قالب ٹکڑے کرنا



وہ نطفۂ حرام لہو کپڑون پر چھڑک بید دھڑک ملکہ کے خیمے مین آیا رویا پیٹا چلایا کہا اسوقت ستم کا حادثہ ہوا
مین وزیرزادے کے ساتھ سیر کرتا تھا یکایک جنگل سے شیر نکلا اُسے اُٹھالیچلا ہرچند مین نے جانبازی سے
شیر کو تہ شمشیر کیا زخمی ہوا مگر اُسنے نہ چھوڑا لے ہی گیا ملکہ نے تاسف کیا سمجھایا قضا سے کیا چارہ یہی حیلہ گر
اُسکے مقدر مین تھا پھر انجمن آرا کے پاس گیا وہان بھی یہی اظہار کیا الا گھبرایا ہوا باہر چلا گیا بلکہ انجمن آرا کے
خیمہ مین آئی وزیرزادے کا مذکور آپس مین رہا لیکن ملکہ کو قیافہ شناسی کا بڑا ملکہ تھا پریشان ہوکر یہ کلمہ
کہا خدا خیر کرے آج بہت شگون بد ہوے تھے صبح سے دہنی آنکھ پھڑکتی تھی راہ مین ہرنی اکیلی رستہ کاٹ
میرا مُنھ تکتی تھی اپنے سایہ سے بھڑکتی تھی خیمے مین اُترتے وقت کسی نے چھینکا تھا خواب متوحش نماز
کے وقت دیکھا تھا تم بھی بفضل الٰہی سے عقل و شعور رکھتی ہو آج کی حرکتین شہزادے کی غور کرو خلاف
عادت ہین یا مجھی کو وہم بیجا ہے انجمن آرا نے کہا تم جانتی ہو وزیرزادے سے محبت کیسی تھی رنج والم
برا ہوتا ہے بدحواسی مین کیا ہوتا ہے القصہ وہ شب ملکہ کے پاس رہنے کی تھی اسے اندر کا حال کیا
معلوم تھا طبیعت کے لگاؤ سے انجمن آرا کے خیمے مین گیا جو وقت پہر بجا ملکہ وہان گئی دیکھا شہزادہ
وہان بیٹھا ہے مگر مضطر اسنے پوچھا آج کہان آرام کروگے وہ جھجک کر بولا جہان تم کہو ملکہ نے کہا یہین رہو
شہزادے نے کہا بہت خوب یہ کلمہ بھی خلاف دستور ظہور مین آیا اسکا بہت خوب کہنا ملکہ نے برا
مانا انجمن آرا کا ہاتھ پکڑ کر اپنے خیمے مین لائی روئی پیٹی چلائی انجمن آرا بولی ملکہ خدا کیواسطے کچھ مفصل بتا
وہ بولی غضب ہوا قسمت اُلٹ گئی شہزادے سے چھٹ گئی خدا کی قسم یہ جانعالم نہین وہ بھی شہزادی
تھی گو سیدھی سادھی تھی کہا درست کہتی ہو بہت سی باتین اسنے آج نئی کی ہین ملکہ نے کہا خیر اب جو ہوا
سو ہوا تم یہین سو رہو پھر حبشنون اور ترکنون سے فرمایا ہم سوتے ہین تم در خیمے پر مسلح جاگو اسوقت شہزادہ
کیا اگر فرشتہ آئے بار نہ پائے یہ خبر سنکر وہ بچا ڈرے اکیلے اور خیمے مین جا پڑے ایک ڈر دو طرف ہوتا ہے
ملکہ نے کہا دیکھا اگر جانعالم ہوتا کبھی اکیلا نہ سوتا بے تامل چلا آتا بدمزگی کا باعث خفگی کا سبب پوچھتا
اُسے کس کا ڈر تھا اُسکا تو گھر تھا انجمن آرا کہنے لگی صورت تو وہی ہے اُسوقت ملکہ نے ماجرا اخیر کے
قالب مین روح لیجانے کا دم رخصت اپنے باپ کے بتانے کا مفصل بتایا پھر کہا کہ یہ حال وزیرزادے
سے کہا ہوگا یہ فساد اُسکا ہو ہمین اُسکی جنون پر شک آیا تھا سامنے لانے کو منع کیا تھا سمجھایا تھا وہ
نادان ہمارا کہنا خاطر مین نہ لایا اُس کا مزہ پایا القصہ وہ شب کہ شب اولین کو رتجگی رونے

بیٹھنے مین کٹی انجام کار کا تردد و تفکر رہا کہ دیکھیے شیشۂ ناموس و ننگ سنگ ظلم سے کیونکر بچتا ہے اور یہ کہتی تھین

اُستاد کسے تیغ جفاے چرخ سے امید ہنسنے کی	جو ہووے بھی تو ہان شاید دہان زخم خندان ہو

اسی فکر و اندیشہ مین صبح قیامت نمود ہوئی سواری ڈیوڑھی پر موجود ہوئی کوچ ہوا خبرداروں نے
اُس بنے شہزادے سے عرض کی یہ سرزمین غضنفریہ ہے۔ یہان سے پانچ کوس شہر ہے حاکم یہان
کا زرہ پوش غضنفر شاہ ہے حکم کیا خیمہ ہمارا شہر کے قریب ہو کارپرداز حسب الارشاد عمل مین لائے
جب شہزادیان خیمے مین داخل ہوئین خود آیا ادھر یہ بیچاریان ڈر سے با دل صد چاک اُدھر ملکہ
کے رعب سے وہ بیچا بھی خوفناک ساعت بھر تڑپ کے اُٹھ گیا جب غلغلۂ فوج اور آمد لشکر وہان کے بادشاہ
نے سُنا کہ لشکر بے شمار سپاہ جرار شہر کے متصل آ پہونچی اُسے بہت تشویش ہوئی وزیر خوش تدبیر کو چند
تحفے دیکر استفسار حال در پردہ استقبال کو بھیجا تا ملازمت حاصل کر کے من و عن حضور مین عرض
کرے وزیر حاضر ہوا عرض بیگیون نے خبر پہونچائی وہ تو داب سلطنت ریاست کا رنگ ڈھنگ جانتا
تھا وزیر اعظم کا بیٹا تھا روبرو طلب کیا بعد ذکر اذکار ہر شہر و دیار اپنا سبب آمد بجہت سیر و شکار
اور اچھا ہونا آب و ہوا اس جوار کا اور دیکھنا یہان کے شہر و شہریار کا بیان کیا وقت رخصت خلعت
فاخرہ وزیر کو عنایت ہوا اور بطرز دوستانہ کچھ ہدایا بادشاہ کو روانہ کیا جب وزیر اپنے بادشاہ
کی خدمت مین حاضر ہوا حُسن اخلاق و دبدبہ شوکت و صولت آئین سلطنت رعب و جرات کا اُسکے
اس رنگ ڈھنگ سے ذکر کیا کہ وہ بادشاہ بیساختہ مشتاق ہو کر سوار ہوا خبرداروں نے اس
حال سے مطلع کیا ارکان سلطنت وزرا امرا بخشی سپہ سالار پیشوائی کو گئے جب قریب پہونچا خود در خیمہ تک
آیا معانقہ کر دونون تخت پر جا بیٹھے سلسلۂ کلام بلاغت نظام طرفین سے کھلا وہ بھی اس کی
صورت پر غش ہو گیا فصاحت پر عش عش کرتا رہا بعد تکرار شہر کا متکلف ہوا جلد جلد عمارات شاہی
سجی سجائی خالی ہوئین اسکو آثار الشکر وہین رہا پھر حسب طلب ملکہ و انجمن آرا سر چوک دو محلسرا
برابر خالی ہوے شہزادیان وہان اُترین چند روز دعوت کے جلسے رہے جب فرصت ملی دل مین
سوچا اگرچہ جان عالم بند ہے الا اُسکے جیتے مین اپنی مرگ کا خوف و خطر ہے ایسی تدبیر نکالیے کہ اُسے جان سے مار ڈالیے
پھر بے کھٹکے آرام صبح و شام کیجیے ملکہ سے ڈرتا تھا پیر مرد کے نام لینے سے مرتا تھا جیسے چور کی داڑھی مین
تنکا یہ سوچکر حکم کیا ہمین بندر درکار ہین جو لائے گا دس روپیہ پائیگا اہل شہر ہزارون بندر

پکڑ لائے جو سامنے آتا بغور دیکھ سر توڑ ڈالتا تھوڑے عرصے مین بہت بندر ہلاک اُس سفاک نے کیے
جب بندر کم ہوئے دام بڑھے بحدیکہ فی بندر سو روپے مقرر ہوئے دو کوس چار کوس گرد پیش
نام و نشان بندر کا نرا عنقا ہو گیا چنانچہ وہین کے بھاگے ہوئے آجتک متھرا اور بندرابن اور اودھ
بنگلے مین خستہ تن ہین بلکہ اُس زمانے مین بندرابن بالفتح تھا اب عرصہ دراز گذرا وہ بندرون کی
کثرت جو تہی اس کسر سے یہ لفظ بالکسر خلقت کہنے لگی غرض ہر شہر مین ہر طرف غلغلہ ہوا سب کی
یہی معاش ہوئی ہر شخص کو بندر کی تلاش ہوئی ایک چڑیمار زیر دیوار سرا اُس بستی مین بستا تھا مگر محتاج مفلوک
بہزار جستجو و تکاپو تمام دن کی گردش مین دس پانچ جانور جو ہاتھ آجاتے دو چار پیسے کو بیچ کر جورو خصم روٹی
کھاتے اگر خالی پھرا فاقے سے پیٹ بھرا ایک روز اُسکی جورو کہنے لگی تو سخت احمق ہے دن بھر
جانورون کی تلاش مین در در خاک بسر آلو سا دیوانہ ہر ایک ویرانہ جھانکتا پھرتا ہے اسپر
جو روٹی ملی تو بدن پر لتا ثابت نہین کسی طرح اگر ہنومان کی دیا سے ایک بندر بھی ہاتھ آئے
تو برسون کی فراغت ہو جائے لالچ تو بُرا ہوتا ہے وہ راضی ہوا کہا کہین سے آٹا لا روٹی پکا
اور جس طرح بنے تھوڑے چنے بہم پہونچا صبح بندر کی تلاش مین جاؤن گا نصیب آزماؤن گا
اُسنے مانگ جانچ وہ سامان کر دیا دو گھڑی رات رہے چڑیمار جال پھٹکی پھینک لاسا کمپا چھوڑ چھٹی
جو دھوکے کی ٹٹی وہ توڑ روٹی اور چنے اور رسی لیکر چل نکلا شہر سے چھ سات کوس باہر نکل درختون
مین ڈھونڈنے لگا وہان کا حال سنئے شہزادہ جو بندر بنا تھا اُسنے جسدن سے بندر پکڑتے لوگون کو
دیکھا تھا اور سر توڑ ڈالنے کا حال سنا تھا بدحواس پریشان سراسیمہ زیست سے یاس حیران ہر طرف چھپتا پھرتا تھا

تصویر چڑیمار کے بندر پکڑنے کی مع شگاف درخت



کہ مبادا کوئی پکڑ لیجائے زندگی مین خلل آئے اُس روز کئی دن کا بے دانہ و آب خستہ و خراب ضعف
و نقاہت سے ایک درخت کے کول مین غش ہو کر پڑا تھا چڑیمار نے دیکھا دبے پاؤن آکر گردن
پکڑی اُسنے آنکھ کھولی گلا دست قضا مین پایا جینے سے ہاتھ اُٹھایا یقین ہوا زیست اتنی

تھی آج پیمانۂ بقا بادۂ اجل سے لبریز ہو کر چھلکا پکارا اے گردون دون انا للہ وانا الیہ راجعون
چڑیمار نے کمر سے رسی کھول مضبوط باندھا پھر شہر کا رستہ لیا تھوڑی دور چل بندر نے کف افسوس مل
کہا اے شخص کیون خون بیگناہ راندہ درگاہ اپنی گردن پر لیتا ہے مصیبت زدے کو اور دُکھ دیتا
ہے وہ بولا کیا خوب تو یا تون سے مجھے ڈراتا ہے۔ اگر دیو بھوت جن آسیب جو بلا ہے بلا سے مگر تیرا
چھوٹنا ناروا ہے آج قسمت آزمائی ہے نعمت غیر مترقبہ ہاتھ آئی ہے تجھے بادشاہ کو دونگا سو روپے
لونگا چین کرونگا یہ سُنتے ہی سُن ہو گیا رہی سہی جان قالب سے نکل گئی ہر چند منت سماجت سے کہا
لالچ کا کام بُرا ہوتا ہی کچھ کام نہ آیا چڑیمار نے جلد جلد قدم بڑھایا قریب شام شاد کام گھر آیا جورو سے کہا
اچھی ساعت گھر سے گیا تھا طائر مطلب بے دام و دانہ خواہش کے جال مین پھنسا یہ کہکر خوب ہنسا ادھر کلمے
یہ سُنیے جسدن شہزادہ گرفتار بلائے تازہ ہوا یعنی چڑیمار کے دام حرص مین گرفتار ہوا الملکہ دل گرفتہ خود بخود گھبرائی
رو رو یہ بیت زبان پر لائی اُستاد ہوئی کیا وہ تاثیر اے آہ تیری + تھی آگے تو کچھ بیشتر آزمائی + انجمن آرا
سے کہا تمنے سُنا یہ کمبخت بندر پکڑوا سر کُچلواتا ہے یقین جانو جانِ عالم اسی ہیئت مین ہے اور آج
خدا خیر کرے صبح سے بے طرح دلِ ناکام کو اضطراب ہے جان زار کو پیچ و تاب ہے گھر کٹتا ہی غم کلیجہ جاٹتا ہی
معلوم ہوتا ہے شہزادہ پکڑا گیا یا اور کوئی آفت تازہ ستم نو نے انداز چرخ کہن کھائے گا

ہنسی کے بدلے رلائیگا میر | جس سے جی کو کمال ہو الفت | جسکی جانب درست ہو نسبت
جنبش اُسکی پلک کو گروان ہو | دل مین یان کاوش اک نمایان ہو | یار کو درد چشم گر ہووے
چشم عاشق لہو سے تر ہووے | وان دہن تنگ یان ہو دل تنگی | حسن اور عشق مین ہے یکرنگی

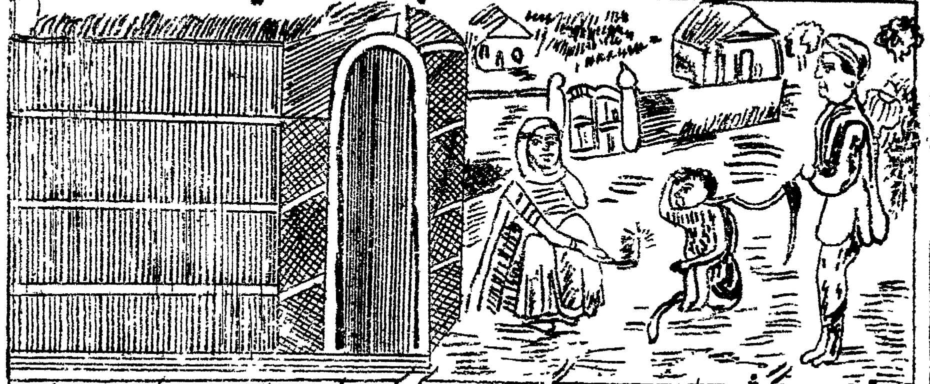
انجمن آرا نے جھلا کر کہا اس سے اور فزون کیا دنیا مین تباہی اور خرابی ہوگی شہر چھٹا سلطنت گئی
مان باپ اور عزیز و اقربا کی جدائی نصیب ہوئی زخم دل و جگر آلے پڑے ہین جان کے لالے پڑے ہین مصحفی

مرض الموت سے کچھ کم نہین آزار اپنا | دل مین دشمن کے بھی یا رب نہ چبھے خار اپنا

اور جسکے واسطے آوارہ و سرگشتہ ہوئے یہ صدمے سہے نحوست بخت نافرجام گردش ایام سے اُسے کھو بیٹھے

وطن سے ہاتھ دھو بیٹھے اب رضینا بقضا رضی مولی از ہمہ اولی نا سخ مجھے فرقت کی اسیری سے
رہائی ہوتی + کاش عیسیٰ کے عوض موت ہی آئی ہوتی + ابر رحمت سے تو محروم رہی کشت مری
کوئی بجلی ہی فلک تو نے گرائی ہوتی + ہون وہ غم دوست کہ سب اپنے ہی دل مین بھرتا + غم عالم
کی اگر اسمین سمائی ہوتی + یہان تو وہ باتین تھین اُدھر چڑیمار کی جورو چراغ لیکر بندر کو دیکھنے لگی
بندر سوچا وہ کمبخت مرد بر سر رحم نہ ہوا کیا عجب یہ رنڈی ہے اگر نرم زبانی سے مذکور آفت آسمانی سُنے
اور مہربانی کرے اس خیال سے پہلے سلام کیا وہ ڈری تو یہ کلام کیا اے نیک بخت خوف نہ کر

تصویر چڑیمار کی بند لیے ہوے اور اسکی جورو کا چراغ سے دیکھنا اور زر کا سلام کرنا



دو باتین میری گوش دل سے سن لے گنوار بان جی کی کڑی بھی ہوتی ہین بندر کا بولنا اچنبھا
سمجھکر کہا کہ وہ بولا ہم غریب الوطن گرفتار رنج و مبتلائے محن گھر سے دور قید سے مجبور ہین مان باپ
نے کسو کس ناز و نعم سے پالا فلک نے کون کون سی مصیبت دکھانے کو گھر سے نکالا یہان تک دربدر
حیران پریشان کرکے بُرے دن دکھائے کہ تیرے پاس گرفتار ہوکر آئے اُستاد پیدا کیا
خدا نے کسی کو نہین عبث + لایا مجھی کو یان یہ یہان آفرین عبث + اب صبح کو جب ہم
مارے جائین گے تب سو روپے تمھارے ہاتھ آئین گے۔ خون بے گناہ کی جزا حشر کے دن پاؤگے
بیکنٹھ چھوڑ نرک مین جاؤگے پیسا روپیہ ہاتھ کا میل ہے اسیر جو میل کرتے ہو کتنے دن کھاؤگے
دھبہ جیتے جی نہ چھوٹے گا دھوتے دھوتے مر جاؤگے۔ اگر ہمارے حال پر رحم کروگے خدا
اور کوئی صورت کرے گا سو روپیہ کے بدلے تمھارا گھر اشرفیون سے بھر دیگا ہمارے قتل
مین گناہ بے لذت یا ایک موذی کی حسرت نکلنے کے سوا اور کیا فائدہ ہے اگرچہ ایسا جینا

مرنے سے برا ہے لیکن خدا جانے ارادہ ازلی مشیت ایزدی کیا ہے ہماری تقدیر مین کیا کیا
لکھا ہے جو خدا کے نام پر نثار ہے اللہ اُسکا ہر حال مین مددگار ہے تونے بادشاہ یمن کا قصہ سُنا نہین
ایک سلطنت للہ دی دو پائین لا لچیون کی قضا آ لی جائین گنوائین رنڈی موم کی ناک ہوتی ہے
جب گھر گئی جدھر پھیرا اُدھر پھر گئی - بندر کی باتون پر کچھ تعجب کچھ تاسف کرکے کہنے لگی ہنومان جی
وہ کہانی کیسی ہے سُناؤ مہراج

فسانۂ شاہ یمن سلطنت سائل کو دینا اور بی بی کو مع بیٹون لیکر شہر سے نکلنا راہ مین سوداگر کا فریب پھر فرزند کی جدائی آخر سلطنت ہاتھ آئی

بندر نے کہا سرزمین یمن مین ایک بادشاہ تھا ملک اُسکا مالا مال دولت لازوال بخشندۂ تاج و
تخت نیک سیرت فرخندہ بخت جسدم سائل کی صدا گوش حق نیوش مین در آئی وہین احتیاج پکاری
مین بر آئی یہان تک کہ لقب اُسکا خدا دوست نزدیک و دور مشہور ہوا - ایک روز کوئی شخص آیا اور
سوال کیا کہ اگر تو خدا دوست ہے تو للہ تین دن مجھے سلطنت کرنے دے بادشاہ نے فرمایا بسم اللہ
جو رکن سلطنت مسند نشین حکومت حاضر تھے بتاکید انہین حکم ہوا کہ جو اسکی نافرمانی کریگا مورد عتاب سلطانی
ہوگا یہ فرما وہ فرمانروا تخت سے اُٹھا سائل جا بیٹھا حکمرانی کرنے لگا چوتھے روز بادشاہ آیا
کہا کیا قصد ہے سائل بولا پہلے تو وہ فقط امتحان تھا اب بادشاہت کا مزا ملا برائے خدا تاج
و تخت مجھے یک لخت بخشدے بادشاہ نے فرمایا کہ یہ حکومت آپ کو مبارک ہو بادشاہت
دیکھ کچھ نہ سہارت لیا فقط لڑکون کا ہاتھ مین ہاتھ بی بی کو ساتھ لیا دل کو سمجھایا کہ

تصویر سائل کی تخت پر بیٹھنے کی اور بادشاہ کا بی بی اور لڑکون کو ساتھ لیکر چل نکلنا



اتنے دنون سلطنت کی حکومت کی چندے فقیری کی کیفیت فاقے کی لذت دیکھئے گو جاہ و
حشم مفقود ہے مگر شاہی بہرکیف موجود ہے اس شہر سے کہین اور چلنا فرض ہے حکم خدا
قل سیروا فی الارض ہے ۔ دنیا جاے دید ہے عنایت خالق سے کیا بعید ہے جو کوئی اور
صورت نکلے ایک لڑکا سات برس کا دوسرا نو برس کا تھا غرضکہ وہ حق پرست شہر سے
تہیدست نکلا بلکہ تکلف کا لباس بھی نہ لیا جامۂ عریانی جسم پر چسپت کیا اور چل نکلا دنیا کا
اور نقشہ ہے مصرعہ کہ این عجوزہ عروس ہزار داماد است + کل وہ سلطنت ثروت کروفر
افسر و تاج آج یہ مصیبت اذیت دربدر پیادہ پا سفر محتاج کبھی دو کوس کبھی چار کوس
بے نقارہ و کوس بہزار رنج و تعب چلتا جو کچھ میسر آتا تو روزی ہوتی نہین تو روزہ یونہین
ہر روز راہ طے کرتا جب یہ نوبت پہونچی چند روز مین ایک شہر ملا مسافر خانے مین بادشاہ
اترا اتفاقاً ایک سوداگر بھی کسی سمت سے وارد ہوا قافلہ باہر اترا آپ ہوا کے گھوڑے پر
سوار سیر کرتا ہوا مہمان سرا مین وارد ہوا شہزادی گو کہ گرد راہ صعوبت سفر مین مبتلا تھی لیکن
اچھی صورت کبھی چھپی نہین رہتی سعدی حاجت مشاطہ نیست روے دلآرام را +
سوداگر کی جو آنکھ پڑی بیک نگاہ از خود رفتہ ہوا بادشاہ کے قریب آکے سلام کیا یہ بیچارے
اللہ کے ولی وہ ولد الزنا شقی بادشاہ نے سلام کا جواب دیا اس عرصہ مین وہ غدار حیلہ سوچا
بہت افسردہ خاطر ہو کر کہا اے عزیز مین تاجر ہون قافلہ باہر اترا ہے میری عورت کو درد زہ
ہو رہا ہے دائی کی تلاش مین دیر سے گدائی کر رہا ہون ملتی نہین تو مرد بزرگ ہے کچھ ادائی

تصویر سوداگر کا شہزادی کو گھوڑے پر بٹھا کر لے بھاگنا



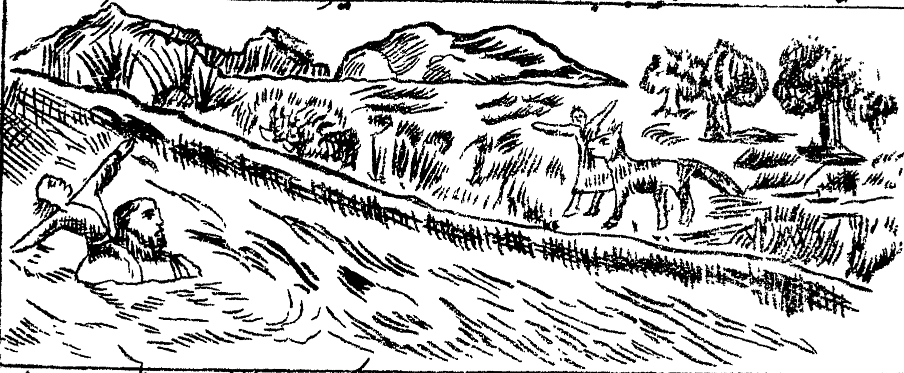
نہ کر اس نیکبخت کو للہ میرے ساتھ کر دے کہ اسکے واسطے سے اُسکو رنج سے نجات ملے وگرنہ ایک بندۂ خدا کا مُفت خون ہوتا ہے یہ اللہ کا نام سُنکر گھبرا گئی بی بی سے کہا زہے نصیب جو محتاجی مین کسی کی حاجت رفع ہو کام نکلے بسم اللہ دیر نہ کر اُسنے دم نہ مارا سوداگر کے ساتھ روانہ ہوئی دروازے سے باہر نکل اُس غریب سے کہا قافلہ دور ہے مجھے آئے ہوئے عرصہ گذرا ہے آپ گھوڑے پر چڑھ لین تو جلد پہونچین وہ فلک ستائی فریب نہ جانتی تھی سوار ہوئی سوداگر نے گھوڑے پر بیٹھا باگ اُٹھائی قافلے کے پاس آ کوچ کا حکم دیا آپ ایک سمت گھوڑا پھینکا اُسوقت اُس نیکبخت نے داد بیداد فریاد مچائی تڑپی روئی پیٹی چلائی آہ وزاری اُس کی اُس بیرحم سنگدل کی خاطر مین نہ آئی بادشاہ پہر بھر منتظر رہا پھر خیال مین آیا خود چلیے دیکھیے وہان کیا ماجرا ہوا بیٹو نکا ہاتھ پکڑے سرا سے نکلا ہر چند ڈھونڈھا نشان کے سوا قافلہ کا نشان نہ ملا دور گرد اُڑتی ہوئی دیکھی جرس کی صدا سُنی نہ پاؤن مین دوڑنے کی طاقت نہ بی بی کے چھوڑنے کی دل کو تاب سب طرح عذاب نہ کوئی یار نہ غمگسار نہ خدا ترس نہ فریاد رس بحسرت و یاس قافلے کی سمت دیکھکر

یہ کہا مصحفی

ایسے ہی گر قدم ہین تمھارے تو ہم رہے	تو ہم وہان قافلے سے کہو اے صبا

ناچار لڑکون کو لیکر اُسی طرف چلا چند گام چلکر راہ بھول گیا ایک ندی ملی مگر کشتی نہ ڈونگی نہ ملاح راہ سے یہ نا آشنا نہ وہان سیاح کا گذارا ایک نعرہ مارا اور بہر طرف ماہی بے آب سا

تصویر بادشاہ کے دریا پر پہونچنے کی اور ایک لڑکے کو بھیڑیے کا لیجانا اور دوسرے کا دریا مین بہہ جانا



واہی تباہی پھرا رہبر کامل کو پکارا ساحل مطلب سے ہمکنار نہ ہوا مگر کچھ ڈھب ڈھبانے کا ڈھب

تھا ایک لڑکے کو کنارے پر بٹھا چھوٹے کو کاندھے پر اُٹھا دریا مین در آیا نصف پانی بصد گرانی
طے کیا تھا کنارے کا لڑکا بھیڑیا اُٹھا لیچلا وہ چلایا بادشاہ سنکر گھبرایا پھر کر دیکھنے جو لگا کندھے کا لڑکا
پانی مین گر پڑا زیادہ مضطرب جو ہوا خود غوطے کھانے لگا لیکن زندگی باقی تھی بہر کیف کنارے
پر پہونچا دل مین سمجھا بڑے بیٹے کو بھیڑیا لیگیا چھوٹا ڈوب مرا نیرنگی فلک سے عالم حیرت بی بی
کے چھٹنے کی غیرت بیٹون کے الم سے دل کباب سلطنت کے دینے سے خستہ و خراب اسی
پریشانی مین شکر کرتا پھر چلا سہ پہر کو ایک شہر کے قریب پہونچا اور شہر پناہ پر خلقت کی کثرت دیکھی
اُدھر آیا اُس ملک کا یہ دستور تھا کہ جب بادشاہ عازم اقلیم عدم ہوتا ارکان سلطنت و سلاے شہر
وہان آکے باز اُڑاتے تھے وہ جسکے سر پر بیٹھ جاتا اُسے بادشاہ بناتے تھے چنانچہ یہ روز وہی تھا باز چھوڑ چکے
تھے ابھی کسی کے سر پر نہ بیٹھا تھا اس بادشاہ گدا صورت کا پہونچنا تھا کہ باز اُسکے سر پر آبیٹھا لوگ معمول
کے موافق حاضر ہوے تخت روبرو آیا ہرچند یہ تخت پر بیٹھنے سے باز رہا کہا مجھ گم کردہ آشیان کو سلطنت

تصویر باز کے بیٹھنے کی بادشاہ کے سر پر اور لوگون کا اُسکو بادشاہ بنانا



شایان نہین ہے مین نے اِس علت سے اپنے مرزبوم شوم کو چھوڑا ہے حکومت سے منھ موڑا
ہے مگر وہ لوگ اُسکے سر پر باز کا بیٹھنا عنقا سمجھ نہ باز رہے جو شاہین تھے تاڑ گئے پر بین پہچان گئے
کہ یہ مقر ہماے اوج سلطنت ہے قصہ مختصر رگڑ جھگڑ تخت طاؤس پر بٹھایا نذرین دین توپ خانے
مین شلک ہوئی بڑے ترک حشمت سے آشیانہ سلطنت کا شانۂ دولت مین داخل کیا تمام قلمرو نقد و
جنس اشیاے بحری و بری اُنکے تحت حکومت قبضۂ تصرف مین آیا گز سکے پر نام جاری ہوا منادی
نے ندا دی دُہائی پھر گئی کہ جو ظلم و جور کا بانی ہوگا وہ لٹیرا گردن مارا جائے گا سوز شعر

یل مین چاہے تو گدا کو وہ کرے تخت نشین	کچھ اچنبھا نہین اس کا کہ خدا قادر ہے
کارخانۂ قدرت عجیب و غریب ہین نہ اعتماد سلطنت نہ قیام غربت و عسرت مرزا رفیع ہے	
عجب نادان ہین جنکو ہے عجب تاج سلطانی	فلک بال ہما کو پل مین سونپے ہے مگس رانی

یہ سلطنت تو کرنے لگا مگر افسردہ خاطر پژمردہ دل بسبب شرم و حیا منفعل حال کسی سے نہ کہتا تھا شب و روز غمگین اور اندوہناک پڑا رہتا تھا جب وہ بلبل ہزار داستان یعنی فرزند شمع دودمان یاد آتے تھے ظل سبحانی آہ کو لب پر لاتے تھے۔ اب اُن لڑکون کا حال سنیے جسکو بھیڑیا اٹھائے لیے جاتا تھا اُدھر سے کوئی تیر انداز سبکدست آتا تھا اُسنے چھڑا دیا دوسرا جو غوطے کھاتا تھا اسکو ماہی گیر نے دام محبت مین اُلجھایا وہ دونون لاولد تھے اُسی شہر کے رہنے والے جہان ان لڑکون کا باپ بادشاہ ہوا تھا وہ اپنے اپنے گھر مین لا بقدر مقدور لڑکون کو پرورش کرنے لگے جل جلالہ کیا سنگ تفرقہ فلک نے پھینکا کہ ایک دوسرے سے جدا ہوگیا چندعرصے مین بیٹون کی مفارقت مین بادشاہ کو بچین کیا وزیر سے فرمایا دو لڑکے قوم شریف سے ہماری صحبت کے قابل لا وزیر نے تمام شہر کے لڑکے طلب کیے حکم حاکم مرگ مفاجات وہ دونون بھی آئے سبحان اللہ جامع المتفرقین بھی اُسی کا نام ہے بچھڑے ملانا اُسکے روبرو کتنا کام ہے وہی وزیر کو پسند آئے روبرو لایا بسبب طول زمان مفارقت اور تکلیف و عسرت نقشے بدل گئے تھے قطع اور ہوگئی تھی نہ بادشاہ نے پہچانا نہ تقاضاے سن سے لڑکون نے باپ جانا اور نہ یہ سمجھ آئی کہ ہم دونون بھائی ہین یہ بھی قدرت نمائی ہے۔ بہم ہوے مگر جدا رہے۔ لیکن بادشاہ بہ محبت تمام مصروف عنایت علی الدوام تھا سب نے سنا ہے کال کا یہ نکتہ ہے کل امر مرہون باوقاتہا تھوڑے دن مین معتمد و مقرب ہوے اور وہ سوداگر جو فروش گندم نما دغا کا پتلا یہان کے پہلے بادشاہ سے رسائی عملے سے شناسائی رکھتا تھا اس نظر سے وہ بھی اُس عورت نا رسا کو لیکر وہان وارد ہوا خبر مرگ بادشاہ سُنکر ملول ہوا کہ مطلب نہ حصول ہوا لوگون نے کہا بادشاہ تازہ وارد اُس سے زیادہ خلیق و غریب پرور ہے بوساطت وزیر اعظم تحفہ تحائف حضور مین نذر کر شرف اندوز ملازمت ہوا اُسکو بھی بادشاہ نے نہ پہچانا نہ سوداگر نے حریف جانا مگر بادشاہ اسکو ذی اعتبار سیاح دیار و دیار سمجھ بیشتر اطراف و جوانب کا مذکور سُنتا ایک دن قریب شام حضور مین حاضر تھا بادشاہ نے فرمایا آج کی شب گھر نہ جانا

کچھ پوچھنا ہے وہ بیٹھا تو مکدر و پریشان بادشاہ نے تردد کا سبب پوچھا یہ بباعث عنایت فی الجملہ گستاخ ہو چلا تھا دست بستہ عرض کی خانہ زاد کے پاس ایک عورت نا رحن ہے اسکو فدوی سے اغماض ہے اسکی نگہبانی بذات خود کرتا ہون ایسا نہو نکل کے راز پنہان فاش کرے حمائتی تلاش کرے حکم ہوا یہ مقدمہ آج ہمارے ذمہ ہے۔ وہی لڑکے جسکے معتمد تھے خاص دستر انکے ہمراہ کر پاسبانی کی تاکید کی لڑکے آداب بجا لاکر سوداگر کے مکان پہ گئے باغ مین خیمہ برپا تھا۔ در خیمہ پر کرسی بچھا دونون بیٹھے لوگ گرد کھڑے ہو گئے جب آدھی رات گذری ایک کو نیند آنے لگی دوسرے نے کہا سونا مناسب نہین ایسا نہو کوئی فتنہ خوابیدہ جاگے خیمے سے کوئی چونک بھاگے وہ بولا تو ایسا فسانہ کہہ جو نیند اچٹنے کا بہانہ ہو اُسنے کہا خیر آج ہم اپنی سرگذشت کہتے ہین اگر غور سے سنوگے تو نیند کیا کئی روز بھوک پیاس پاس نہ آئیگی اے عزیز با تمیز مین بادشاہ یمن کا بیٹا ہون میرا باپ لللہ سلطنت سائل کو دے مجھے اور ایک میرا چھوٹا بھائی کہ وہ تمسے بہت مشابہ تھا اسکو اور اپنی بی بی کو ہمراہ لیکر غریب الوطن ہوا تھا راہ مین ایک سوداگر فریب سے شہزادی کو لیگیا ہم دونون بھائی ساتھ رہے آگے چلکر دریا ملا ناؤ بیڑہ کچھ نہ تھا بادشاہ مجکو کنارے پر بٹھا چھوٹے کو کندھے پر اُٹھا پار چلا مجھے بھیڑیے نے پکڑا میرے چلانے سے بادشاہ بدحواس ہوا بھائی دوش سے آغوش دریا مین کھسک پڑا وہ غوطے کھانے لگا پھر نہین معلوم کیا ہوا مجھے تیرانداز نے دہن گرگ سے چھڑایا اب فلک اس بادشاہ پاس لایا وہ رو کر لپٹ گیا کہا بھائی دریا مین ہم گرے تھے مچھلی والون کے باعث ترے تھے پھر دونون بغلگیر ہوا ایسے چلائے کہ وہ عورت چونک پڑی پردے کے پاس آ کر حال پوچھنے لگی اُنھون نے ماجرائے گذشتہ بیان کیا وہ پردہ اُلٹ لڑکون سے لپٹ گئی کہا ہم اب تک سوداگر کی قید مین ہین اُسی دم یہ خبر بادشاہ کو پہونچی سواری بھیجی طلب کیا اُسوقت سب نے پہچانا سوداگر کو قید کیا صبحدم جب دسپہر پہ شمشیر شعاع کھینچکر ہنگامہ پرداز عالم ہوا سوداگر کو کاروان عدم کا ہمسفر کر بار ہستی سے سبکدوش کیا یمن مین اخبار نویسون نے حال لکھا وہان ہر لونگ مچا تھا وہ ظالم ستم شعار بدرجہ ظلم پیشہ جفا کار نکلا رعیت نالان ارکان سلطنت ہراسان رہتے تھے ہزارون رنج رات دن سہتے تھے جب یہ خبر وہان پہونچی وزیر نے زہر دیکر اُسے مار تلخکامی سے نجات پائی اور عرضداشت اپنی بادشاہ کو مع تمنائے قدمبوسی تمام شہر کی تحریر کی بادشاہ کو بھی محبت وطن دلمین جوشزن ہوئی سفر کی تیاری ہونے لگی قطعہ حب الوطن از ملک سلیمان خوشتر + خار وطن از سنبل و ریحان خوشتر + یوسف کہ بمصر بادشاہی

میکرد + میگفت گدا بودن کنعان خوشتر + القصہ مین مین آیا دونون سلطنتین قبضہ مین رہین جب
بندر نے یہ فسانہ تمام کیا پھر کہا اے نیکبخت مطلب اس کہانی سے یہ تھا کہ جو بادشاہ عاشق اللہ خدا پر
شاکر تھا ایک سلطنت ذی دو پائین یہ دونون بدبخت جو لالچی تھے اُنھون نے جانین گنوائین قیامت
تک مطعون خلائق رہین گے جتنے نیک ہین یہ قصہ سنکر یہ کہین گے زنڈی ان باتون سے بر سر رحم ہوئی
بندر کی تسکین کی کہا تو خاطر جمع رکھ جبتک جیتی ہون تجھے بادشاہ کو نہ دونگی فاقہ قبول کرونگی پھر اُسے
روٹی کھلا پانی پلا کھنڈری مین لٹا سو رہی صبح کو چڑیمار اُٹھا بندر کے لیجانے کا قصد کیا عورت نے کہا
آج اور قسمت آزما پھر جانور پکڑنے جا جو روٹی میسر آئے تو کیون اسکی جان جائے ہمیر ہتیا لگے بدنامی آئے
نہین توکل لیجانا وہ بولا تو اسکے دم مین آگئی بندر نے کہا ماشاءاللہ زنڈی تو خدا پر شاکر ہے تو
مرد ہوکر مضطر ہوتا ہے پاجی تو زن مرید ہوتے ہین پھر وہ ٹِک جھٹک جال ٹھٹکی اُٹھا لاسا کمپا لے
لٹی کندھے سے لگا کر گھر سے نکلا یا تو دن بھر گھر سے خراب ہوکر دو تین جانور لاتا تھا اُس روز دن بھر
مین پچاس ساٹھ جانور ہاتھ آئے بھٹکی بھر گئی خوش خوش گھر پھرا اُنکی روپے کو جانور بیچے آٹا دال نون
تیل لکڑی خرید تھوڑی مٹھائی لے بھٹی پر جا ٹکے کا ٹھرا پیا ہاتھ پانون پھول گئے جھومتے گیت گاتے گھر کا
رستہ لیا مفلسی کا غم بھول گئے جورو سے آتے ہی کہا اری ہنومان جی کے کدم بڑے بھاگوان ہین بھگوان دیا کی
آج روپیا دلوائے اتنے جانور ہاتھ آئے وہ گھر بسی بہت ہنسی پہلے مٹھائی بندر کو کھلائی پھر روٹی پکا آپ کھا
کچھ اُسے کھلا پڑ رہی بندر بیچارا سمجھا چندے پھر جان بچی جو فلک جل مرے اور ہمکا رشک کرے مولف
کیا شاخ گل پہ پھول کے بیٹھی ہے عندلیب + ڈرتا ہون مین نہ چشم فلک کو بر لگے + جب لایا بار یاس
ہی لایا یہ اے سرور + گا ہے نہ نخل غم مین ثمر اس سوا لگے + اب روز چڑیمار کی ترقی ہونے لگی تھوڑے
دنون مین گھر بار کپڑا لتا گہنا پاتا درست ہوگیا قضا را کوئی بڑا تاجر سرا مین اُس بھٹیاری کے گھر مین اُترا
جسکی دیوار تلے چڑیمار رہتا تھا ایک روز بعد نماز عشا سوداگر وظیفہ پڑھتا تھا ناگاہ آواز خوب صدا لے
مرغوب جیسے لڑکا پیاری پیاری باتین کرتا ہے اُسکے کان مین آئی بھٹیاری سے پوچھا یہان کون
رہتا ہے وہ بولی چڑیمار سوداگر نے کہا اسکا لڑکا خوب باتین کرتا ہے بھٹیاری بولی لڑکا بالا تو کوئی نہین
فقط جورو خصم رہتے ہین سوداگر نے کہا ادھر اُس یہ کسکی آواز آتی ہی بھٹیاری جو آئی لڑکے کی آواز پائی وہ بولا
اس صدا نے مجھے درد دیا ہے اسکو میرے پاس لا باتین کرونگا کچھ لڑکے کو دونگا بھٹیاری چڑیمار کے گھر گئی بندر باتین

کرتا تھا اُسے دیکھ چپ ہو رہا وہ دونون بھٹیاری کے پاؤن پر گر پڑے منت کرنے لگے کہا ہمنے اسے بچون کی طرح پالا ہے اپنا دکھڑا ٹالا ہے شہر مین آشوب ہو رہا ہے بندر کش بادشاہ اُترا ہے ایسا نہو یہ خبر اُڑتے اُڑتے اُسے پہونچے بندر چھن جائے ہمپر خرابی آئے وہ بولی مجھے کیا کام جو ایسا کلام کرون سرائین آکے سوداگر سے کہا وہان کوئی نہ تھا اُسنے کہا دیوانی اُٹھی وہ آواز کسکی تھی بغور سنیئے کہ کیا معقول جواب وہ نامعقول دیتی ہے بولی بلیان لون بھلا مجھے کیا غرض جو کہون بندر بولتا ہے سوداگر خوب ہنسا پھر کہا ٹرن ہواری بندر کہین بولتا ہے پھر بولی جی گریب پرور صدکے گئی اسی سے تو مین بھی نہین کہتی بندر بولتا ہے سوداگر کو سخت خلجان بمرتبہ خفقان ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے مکان قریب تھا خود چلا گیا اور دیکھا تو فی الحقیقت ایک عورت و مرد مچھندر تیسرا بندر ہے یقین کامل ہوا یہی بندر بولتا تھا بھٹیاری ایچی ہے وہ سوداگر کو دیکھ بندر کو چھپانے لگی اُسنے کہا بھید کھل گیا اب پوشیدہ کرنا لاحاصل ہے مصلحت یہی ہے بندر ہمین دو جو احتیاج ہو اسکے جلدو مین لو نہین بادشاہ سے اطلاع کرونگا یہ بیچارہ مارا جائیگا تمھارا کیا جائیگا دونون رونے پیٹنے لگے بندر سمجھا اب جان نہین بچتی اتنی ہی زیست تھی چڑیمار سے کہا اے شخص فلک کجرفتار گردون دوّار نے اتنی جفا پر صبر نہ کیا یہان بھی چین نہ دیا مناسب یہی ہے رضاے الٰہی پر راضی ہو مجھے حوالے کردو قضا آئی ٹلتی نہین تقدیر کے آگے تدبیر چلتی نہین فرد بشر کو حکم قضا و قدر سے چارہ نہین اسکے ٹال دینے کا یارا نہین اذا جاء اجلہم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون چڑیمار نے کہا دیکھو بندر کی ذات کیا بیوفا ہوتی ہے ہماری محنت و مشقت پر نظر نہ کی توتے کی طرح آنکھ پھیرلی سوداگر کے ساتھ جانے پر راضی ہو گیا بُرا آدمی جو دیکھا ہمارے پاس رہنے کا مطلق پاس نہ کیا بندر نے کہا اگر نہ جاؤن اپنی جان کھوؤن تمپر خرابی لاؤن آخرکار بہزار گریہ و زاری سوداگر سے دونون نے قسم لی کہ بادشاہ کو نہ دینا اچھی طرح پرورش کرنا یہ کہکر بندر حوالے کیا سوداگر نے اسکے عوض بہت کچھ دیا بندر کو سرائین لا پیار کیا بدلداری و نرمی حال پوچھا بندر نے یہ چند شعر حسب حال سوداگر کے روبرو پڑھے مرزا رفیع

نے بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہون
مین موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون

گریان بہ شکل شیشہ و خندان بشکل جام
اس میکدے کے بیچ عبث آفریدہ ہون

مین کیا کہون کہ کون ہون سودا بقول درد
جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون

اے عزیز آتش کاروان نقش پاے یاران نیستگان نقطہ ہر جو دن گر پنہان ہون بلبل و پروانہ گم کردہ

آشیان صیاد درپے آزار گھات مین باغبان کیونکر نہ سرگرم فغان ہون حضرت عشق کی عنایت ہی زمانے
کی شکایت ہے حاجت روائے عالم محتاج ہی تخت ہے نہ افسر ہے نہ وہ سر ہے نہ تاج ہی۔ غریب دیار
چرخ موجد آزار شفیق و مہربان نہین حال زار کا کوئی پرسان نہین حیرت کا کیونکر مبتلا ہون اپنے ہاتھ
سے اسیر دام بلا ہون خود گرفتار پنجۂ ستم ہوا کبھی مجھے جنکا الم تھا اب اُنھین میرا غم ہوا مرنے سے ہم
اسلیے جی چھپاتے ہین کہ ہمدم میرے فراق مین مرے جاتے ہین مجھے دام مکر مین اُلجھایا دوستون کو
میرے دشمن کے پھندے مین پھنسایا گردش چرخ سے عجیب سانحہ پیش آیا میر تقی

سخت مشکل ہی سخت ہی بیداد ایک مین خون گرفتہ سو جلاد
کوئی مشفق نہین جو ہووے شفیق بیکسی چھٹ نہین ہی کوئی رفیق
آہ جو ہمدمی سی کرتی ہے اب تو وہ بھی کمی سی کرتی ہے
اب ٹھہرتا نہین ہی پلے ثبات ایک مین اور ہزار تصدیعات
مصرعہ گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل

مگر آج خوش قسمتی سے آپ سا قدردان ہاتھ آیا ہی انتشار طبیعت برطرف ہو تو بدجمعی تمام آغاز سے تا انجام
اپنی داستان غم سانحۂ ستم گذارش کرونگا سوداگر کے اس مضمون دردناک سے آنسو نکل پڑے سمجھا یہ
بندر نہین کوئی فصیح بلیغ عالی خاندان والا دودمان سحر مین پھنس گیا ہی کہا اطمینان خاطر رکھ تیری
جان کے ساتھ میری جان ہے اب زیست کا یہی سامان ہے بندر کو تسکین کامل حاصل ہوئی غزلین
پڑھین نقل و حکایات مین سرگرم رہا اپنا حال پھر کچھ نہ کہا تمام شب سوداگر نہ سویا اسکے بیان جانکاہ
پر خوب رویا اب بہت تعظیم و تکریم سے بندر رہنے لگا مگر امر شدنی بہر کیف ہوا چاہے راز فاش ہوا گر
خدا چاہے سوداگر کا یہ انداز ہوا جو شخص نیا اسکی ملاقات کو آتا اُسے بندر کی باتین سنواتا وہ استعجاب
سے غرق بحر فکر ہوتا ہر جگہ ذکر ہوتا آخرش اسکی گویائی کا چرچا کوچہ و بازار مین مچا اور یہ خبر اُس کور نمک
محسن کش کے گوش زد ہوئی سنتے ہی سمجھا یہ وہی ہے بعد مدت فلک نے پتہ لگایا اب مطلب ہاتھ
آیا فوراً چوبدار بندر کے لینے کو سوداگر کے پاس بھیجا یہ بہت گھبرایا اور تو کچھ بن نہ آیا بصد عجز و نیاز
عرضداشت کی غلام صاحب اولاد نہین اس اندوہ مین دل مضطر شاد نہین طبیعت بہلانے کو اسے
بچہ سا لیکر فرزندون کی طرح پالا ہے رات دن دیکھا بھالا ہے بندر رہے مگر عنقا ہے مفارقت
اس کی خانہ زاد کی جان لے گی آیندہ جو حضور کی مرضی چوبدار یہان سے خالی پھرا وہ
ظالم اظلم غضب مین بھرا وہان کے بادشاہ کو لکھا اگر سلطنت اور آبادی مملکت اپنی

منظور ہو سوداگر سے جلد بندر لیکر یہان بھیجدو نہین تو اینٹ سے اینٹ بجا دونگا نام و نشان مٹا دونگا یہ خبر وحشت اثر سُنکے غضنفر شاہ متردد ہوا مشیران خوش تدبیر امیر و زیر سمجھانے لگے کہ خداوند نعمت ایک جانور کی خاطر آدمیون کا کشت و خون زبون ہے حکم ہوا کہ کچھ لوگ سرکاری وہان جائین جسطرح بنے سوداگر سے پکڑکر بندر لائین ڈیوڑھی پر پہونچائین جب بادشاہی دستہ سرا مین آیا بندر دست بستہ زبان پر لایا کہ اے مونس غمگسار و وفا شعار اس اجل رسیدہ کے باب مین کد و کوشش بیکار ہے سراسر بیجا ہے قضا کا زمانہ قریب پہونچا درِ ناکامی وا ہے مبادا کسی طرح کا رنج میری دوستی مین تمھارے دشمنونکو پہونچے تو مجھے حشر تک حجاب و ندامت رہے خلق خدا بُرا بھلا کہے سوداگر نے کہا استغفر اللہ یہ کیا بات ہے جو کہا وہ سر کے ساتھ ہے جب بادشاہ کے لوگون کا تقاضائے شدید ہوا اور دن کم رہا بعد ردو قدح بمعذرت بسیار و منت بیشمار ہزار دینار دے کے اُس شب مہلت لی اور صبح کے وقت چلنے کی ٹھہری بموجب مثل مصرعہ زر بر سر فولاد نہی نرم شود + اس عرصہ مین یہ حال تباہ و ماجرائے جانکاہ گلی کوچے مین زبان زد خاص و عام ہوا کہ ایک بندر کسی سوداگر کے پاس باتین کرتا تھا وہ کل مارا جائیگا بحدیکہ اُس کشتۂ انتظار مایوس دلفگار یعنی ملکہ مہر نگار کو بھی معلوم ہوا وہ شیدائے جانعالم سمجھی کہ یہ بندر نہین شہزادہ ہے افسوس صد ہزار افسوس اب کونسی تدبیر کیجئے جو اس بیکس کی جان بچے دل کو مسوس وزیر زادے کو پاس بلا پوچھا دم سحر کدھر وہ سوداگر جائیگا یہ تماشا ہمارے دیکھنے مین کیونکر آئے گا لوگون نے عرض کی حضور کے جھروکے تلے شاہراہ ہے یہی ہر سمت کی گذرگاہ ہے یہ سُنکے تمام شب تڑپا کی نیند نہ آئی دو گھڑی رات سے برآمدے مین برآمد ہوئی اور ایک توتا پنجرے مین پاس رکھ لیا گجر سے پیشتر بازار مین بلڑ تھا تماشائیون کا میلہ سا ہو گیا جسوقت تاجر ماہ نے متاع انجم کو نہانخانۂ مغرب مین چھپایا اور شحنۂ چرخ چارم خونخواری کو مشرق سے نکل آیا سوداگر نماز صبح پڑھ ہاتھی پر سوار ہو کمر مین پیش قبض رکھ گود مین بندر کو بٹھا مرنے پر کمر مضبوط باندھکر چلا بندر سے کہا پریشان نہو جب تقریر سے اور اصراف کثیر سے کام نہ نکلے گا جو بن پڑیگا وہ کرونگا اپنے جیتے جی تجھے مرنے نہ دونگا قول مردان جان دارد اور رع بعد از من کن فیکون شد شد باشد سوداگر کا سراسیمہ آگے بڑھنا تھا کہ خلقت نے چار طرف سے گھیر لیا بندر لوگون سے مخاطب ہو کر یہ کہنے لگا میر سوز

برق طپیدہ یا شرر رجہیدہ ہون
جس رنگ مین ہون مین غرض از خود رمیدہ ہون

اے اہل بزم مین بھی مرقع مین دہر کے
تصویر ہون ولے لب حسرت گزیدہ ہون

صیاد اپنا دام اُٹھالے کہ جون صبا
ہون تو چمن مین پر گل عشرت نچیدہ ہون

اے آہ و نالہ مجھسے نہ آگے چلو کہ مین
بچھڑا ہون کاروان سے مسافر چہیدہ ہون

غم ہون الم ہون درد ہون سوز و گداز ہون
سب اہل دل کے واسطے مین آفریدہ ہون

صاحبو دنیاے دون نیرنگی زمانہ سفلہ پرور بوقلمون عبرت و دید کی جا ہے گرما گرم آیند و روند کا بازار ہے کس و ناکس جنس ناپایدار لہو و لعب کا خریدار ہے اپنے کام مین مصروف قضا ہے جو شے ہے فنا ہے معاملات قضا و قدر سے ہر ایک ناچار ہے یہی مسئلہ جبر و اختیار ہے کوئی کسی کی عداوت مین ہے کوئی کسی کا شیدا ہے جسے دیکھا آزاد نہ پایا کسی نہ کسی بکھیڑے مین مبتلا ہے ایک کو اتنا سوجھتا نہین کیا لین دین ہو رہا ہے سود کی اُمید مین سراسر زیان سرِی ہونے کا سودا ہے اسکی قدرت ناطقہ دیکھو مجھ سے بیزبان ناچیز کو یہ تکلف گویائی عنایت کیا تم سب کا سامعون مین چہرہ لکھدیا باتین سننے کو ساتھ چلے آتے ہو جدائی میری شاق ہے جو ہے مشتاق ہے حال زار پر رحم کھا آنسو بہاتے ہو یہ رحیمی کی صفت ہے شان تمہاری دیکھو اُسی تقریر کی دھوم سے ایک ظالم شوم سے مجھ مظلوم کا مقابلہ ہوتا ہے یقین کامل ہے وہ قتل کرے گا بیگناہ کے خون سے ہاتھ بھرے گا سواد الوجہ فی الدارین ہوگا تب اُسے آرام و چین ہوگا یہ گویائی گویا پیام مرگ تھا دنیا جاے آزمائش ہے سفیہ جانتے ہین یہ مقام قابل آرام و آسایش ہے دو روزہ زیست کی خاطر کیا کیا ساز و سامان پیدا کرتے ہین فرعون بے سامان ہو کر زمین پر پانون نہین دھرتے ہین جب سر کو اُٹھا آنکھ بند کر چکتے ہین خاکسارون کے سر کچلتے ہین آخر کار حسرت و ارمان فقط لیکر مرتے ہین جان اُسکی جستجو مین کھوتے ہین جو شے ہاتھ آئے ذلت سے جمع ہو پریشانی و مشقت سے پاس رہے خست سے چھوٹ جائے یاس و حسرت سے پھر سر پہ ہاتھ دھر روتے ہین ناسخ

دنیا اک زال بیسوا ہے
بے مہر و وفا و بے حیا ہے

دنیا کی عدو ہو دین کی دشمن
رہتی نہین ایک جا یہ جمکر

مردون کیلیے یہ زن ہی رہزن
پھرتی ہے بزنگ نرد گھر گھر

انجام شاہ و گدا دو گز کفن اور تختہ تابوت سے سوا نہین کسی نے ادھر یا ہمودی کا دیا یا تحریر کربلا کسی کو گزی گاڑھا میسر ہوا بصد کرب و بلا اُسنے صندل کا تختہ لگایا

اُسنے پیر کے چیلون مین چھپایا کسی نے بعد سنگ مرمر کا مقبرہ بنایا کسی نے مرمر کے گور گڑھا پایا کسی کا
مزار مطلا منقش زنگار رنگ ہے کسی کی مانند سینۂ جاہل گور تنگ ہے حسرت دنیا سے کفن چاک ہوا
بستر دونون کا فرش خاک ہوا نہ امیر سمور و قاقم کا فرش بچھا سکا نہ فقیر پھٹی شطرنجی اور ٹوٹا بوریا لا سکا
بعد چندے جب گردش چرخ نے گنبد گرایا اینٹ سے اینٹ کو بجایا تو ایک نے نہ بتایا کہ دونون مین
یہ گور شاہ ہے یہ لحد فقیر ہے اسکو مرگ جوانی نصیب ہوئی یہ استخوان بوسیدہ پیر ہے سو یہ بھی خوش نصیب
نیک کمائی والے گور گڑھا کفن پاتے ہین نہین تو سیکڑون ہاتھ رکھکر مر جاتے ہین لوگ در گور کہکر
چلے آتے ہین کتے بلی چیل کوے بوٹیان نوچ نوچ کر کھاتے ہین دامن دشت عریان کفن گور بے چراغ
صحرا کا صحن ہوتا ہے یاس و حسرت کے سوا کوئی نہ سرہانے روتا ہے تمنا چھوٹ کوئی پائینتی نہ ہوتا
ہے سالہا مقبرون کی عمارات عالی اور ساز و سامان کی دیکھا بھالی مین سریع السیر ہے ہزارون بے کفن
گور بے چراغ غریبان کی دید مین بیٹھے بٹھائے سہے طرفہ نقل ہے کہ والی وارث انکے سر پر سلطنت
مسند حکومت پر شب و روز جلوہ افروز ہین مگر تنبیہ غافلون کو قدرت حق سے گنبدون مین
آشیانۂ زاغ و زغن منارون پر مسکن بوم شوم قبرون پر کتے لوٹتے دیکھے

میر

مزار غریبان تاسف کی جا ہے	وہ سوتے ہین پھرتے جو کل جا بجا تھے

رنگ چمن صرف خزان دیکھا ڈھلا ہوا حسن گلرخان دیکھا اگر گل خندان پر جوبن ہی بہار ہی غور کیا تو
پہلوے نازنین مین نشتر سے زیادہ خلش خار ہے سینہ فگار ہے دنیا مین دن رات ذق ذق بق بق
ہی کوئی چھیچھے کرتا ہی کسی کو قلق ہی نوش کے ساتھ گزند نیش ہے ہر رہرو کو کڑی منزل درپیش ہی مؤلف

بلبل کو خزان مین جان کھوتے پایا	صیاد کو سر پٹک کے روتے پایا
گلچین کی بھی نیند اڑ گئی لیک سر و سا	جو اہل دول تھے ان کو سوتے پایا

مدتون صدائے مرغ سحر کے رنج اٹھائے کبھی دم نہ مارا شکوہ لب پر نہ لائے برسون ندائے اللہ اکبر کے
صدمے سہے شکر کیا چپ رہے مہینون گجر کی آواز نے دم بند کیا قلق جی پر لیا نالہ نہ بلند کیا سوچے
تو وصل مہرویان خواب شب تھا لطف انکا عین غضب تھا تمام عالم کی خوب سیر کی کبھی حرم محترم
مین مسکن رہا گاہ دھونی رمائی کنشت و دیر کی عالم سے آیۂ حدیث وعظ و پند ناقوس برہمن سن
سر دھنا وہ بدکیش مانع ملت صنم لطف زیست حظ نفس کا دشمن تھا یہ کوتہ اندیش رخنہ پرداز

اہل ایمان ودین کا رہزن تھا تامل کیا توان دونون سے دور حسد بغض بیر ہونا معلوم اپنے نزدیک ان کا انجام بخیر ہونا معلوم واللہ اعلم یہ لوگ کیا سمجھے خود اچھے ٹھہرے اور کو بُرا سمجھے مطلب کی بات ہیہات دونون کی سمجھ مین نہ آئی باین دانائی اُن سے خدا سمجھے مؤلف

اچھے کو بُرا بُرے کو اچھا سمجھے
کتنی یہ بُری سمجھ ہے اچھا سمجھے

دنیا فقط رہگذر ہے ہر دم مثال تار نفس در پیش سفر ہے تا زیست ہزارون مفسدے ہین ڈر ہے مرنیکے بعد بازپرس کا خطر ہے کسی طرح انسان کو مفر نہین کونسا نفع ہے جسکی تلاش مین ضرر نہین حاصل کار یہ ہے کہ دنیا مین جینے کی خوشی نہ مرنے کا غم کرے تا مقدور کسی کی خاطر نہ برہم کرے وگرنہ شعر

نیم شبے آہ زند پیر زال
دولت صد سالہ کند پائمال

دل شکستہ کی دلداری یا افتادہ کی مددگاری کرے ہوا و ہوس جو دل سے دوچار ہو جائین تو مال سے یا کمال سے عجب و نخوت نزدیک نہ آئے عنایت ایزدی پر قانع ہو شکر ہر نعمت سپاس خدمت کرکے منہیات کا مانع ہو رنج کا حامل رہے سب رنگ مین شامل رہے زمانے کے مکروہات سے گھبرائے نہین صحبت غیر جنس سے نفرت کرے تو بدنامی پاس آئے نہین دولت کا اعتبار کیا مفلسی سے ننگ و عار کیا ایکدن مرنا ہے جینا مستعار ہے اسپر کسکا اختیار ہے نیک عمل کا خیال رکھے کہ قید ہستی زیست کا نام ہے رہائی یہانسے انجام ہے

شعر
کسی کے مرگ پر اے دل نہ سمجھے چشم تر ہرگز
بہت سا رو چکے آنپر جو اس جینے پہ مرتے ہین

عمر خضر کی تمنا اور حشمت خسروانہ خزانہ قارون کی فکر مین ہر ایک صبح و مسا ذلیل و خوار ہے تحصیل لاحاصل کوشش اس امر مین سراسر بیکار ہے بقول ناسخ

ہاتھ آتی ہے کب علم و ہنر سے دولت
ملتی ہے قضا و قدر سے دولت
جو علم و ہنر رکھتے ہین وہ ہین محروم
مانوس ہے بل احمق و خر سے دولت

روپے کا جمع ہونا جواہر کی تلاش مین دن کا جاگنا چاندی سونے کی امید مین رات کا نہ سونا یاسمین تن لعل لبون سے بہم ہونا جنھین بیسر ہر بار ہے انھین مفارقت دنیا ناگوار ہے اور یہ کلام ہے مؤلف

یان کے جانے سے جی اُلجھتا ہے
کیا ہی دلکش سرائے فانی ہے

سلف سے اہل کمال دنیا کے مال سے محروم رہے جو سزاوار حکومت تھے وہ محکوم رہے شعر

اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالان
طوق زرین ہمہ در گردن خرمے بینم

لیکن کبھی صبح عشرت ہے گاہ الم کی شام ہے دنیا عجب مقام ہے نہ امیر ہوتے عرصہ نہ فقیر ہوتے
کچھ دیر ہے اس کارگاہ بے ثبات مین عجب اندھیر ہے سودا

ہے چرخ جب سے ابلق ایام پر سوار
رکھتا نہین یہ ہاتھ عنان کا بیک قرار
جنکے طویلے بیچ کئی دن کا ذکر ہے
ہرگز عراقی و عربی کا نہ تھا شمار
اب دیکھتا ہون مین کہ زمانے کے ہاتھ سے
موچی سے کفش پا کو گٹھاتے ہین وہ اُدھار

اور جب وعدہ آپہونچا تو نہ روپیہ کام آتا ہے نہ فوج ظفر موج سے کچھ ہو نہ تہمتن جرار بچاتا ہے نہ کوئی آشنا دوست آڑے آئے نہ عزیز و اقربا پنجۂ ملک الموت سے چھڑا لے اگر یہی مانع قضا و قدر ہوتے جمشید و کاؤس دارا و سکندر بصد حسرت و افسوس جان نہ کھوتے نیک عمل کرے تو وہ ساتھ جاتا ہے احتیاج کسی کی بر لائے یا للہ کچھ دے یہ البتہ کام آتا ہے وگرنہ دنیا سرائے زندگی بدتر از حباب ہے پابند اسکا خراب ترک کرنیوالا نایاب ہے شعر

ترک دنیا کا سوچ کیا ناسخ
کچھ بڑی ایسی کائنات نہین

شعر
اس گلشن ہستی مین عجب سیر ہے لیکن
جب آنکھ کھلی گل کی تو موسم ہے خزان کا

قطعہ
دنیا خوابیست کش عدم تعبیر است
صید اجل است ار جوان و پیر است
ہم روے زمین پر است وہم زیر زمین
این صفحہ زخاک ہر دو رو تصویر است

الا مقتضائے عقل یہ ہے کہ عالم اسباب مین کسی اسباب کا پابند نہو تعلق خاطر نہ رکھے ہمیشہ اسنے بھلے سے برائی کی ہے جو گیا یہان سے یعنی جہان گذران سے اُسکا شاکی تھا بادشاہ سے فقیر تک جوان سے پیر تک حقیقت مین نفس امارہ سخت ناکارہ ہے اسکو بہر کیف پچھاڑے گرد ہوا و ہوس سے دامن جھاڑے شعر

دیوانہ باش تا غم تو دیگران خورند
آنرا کہ عقل بیش غم روزگار بیش

آدمی کو لازم ہے وہ بات پیدا کرے تا صفحۂ دنیا پر چندے بہ نیکی نام یاد رہے شعر

اس طرح جی کہ بعد مرنے کے
یاد کوئی تو گاہ گاہ کرے

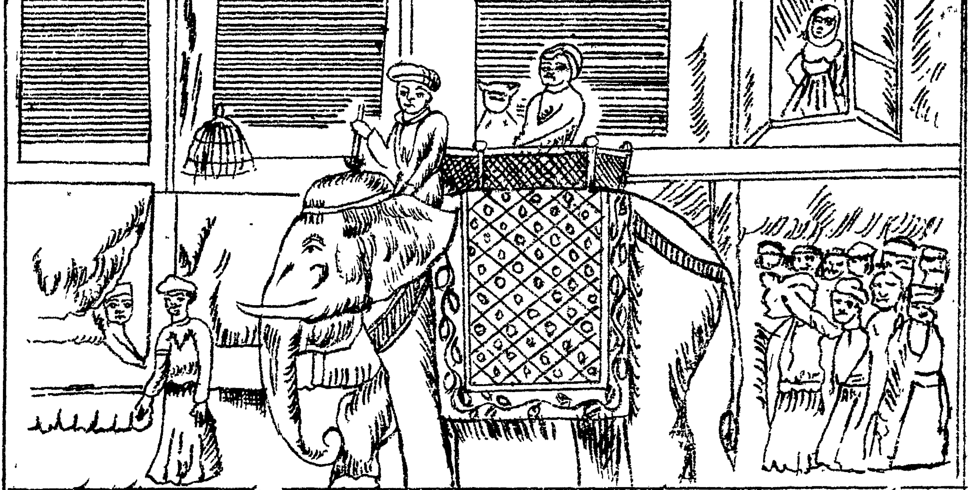
دنیا مین کسی سے دل نہ لگائے کہ یہ کارخانہ بہت بے ثبات ہے وصل سے فرحت ہجر کی مصیبت اپنے سر پر نہ لائے کہ مرجانے کی بات ہے معشوق باوفا عنقا کی طرح ناپیدا ہے اور پُر دغا ہرجائی ہر جا مہیا ہے خواہش کا انجام کاہش ہے تمنا دل سے دور کرنے مین جان کی آسایش ہے مؤلف

کبھی نہ چین سے رہنے دیا تمنا نے
خراب و خستہ مین اس دل کی آرزو سے رہا

مگر وائے قسمت ہائے نادانی کہ جب نشہ جوانی کا موسم پیری مین خمار اُترتا ہے اُسوقت آدمی سر پر ہاتھ
دھر کر روتا ہے وقت از دست رفتہ و تیر از شست جستہ کب ہاتھ آتا ہے ناچار ہو کف افسوس ملکے پچھتاتا
ہے گذشتہ را صلوات کہکے دلکو سمجھاتا ہے آدمیونکو بندر کی تقریر دلخراش پُر اثر سے عبرت و حیرت حاصل تھی
کبھی نصیحت و پندگاہ کلام رنگین و دلچسپ با دل رہ مند کبھی سخنان حشت افزا سنتا چلا جاتا تھا اہل دل طبیعت
کے گداز سے روتے ساتھ کرتے تھے ہر فقرہ پُر درد پر ضبط نہو سکتا تھا چلاتے تھے خلق خدا جانے کی طرح ہاتھی کے
ہمراہ تھی ایک عالم کے لب پر نالے تھے فغان و آہ تھی اسی سامان سے ملکہ کے جھروکے تلے پہونچے وہ منتظر تمام
شب نالہ بلب سوداگر سے بولی ایکدم ٹھہر جا مین اسکی تقریر کی مشتاق ہون سوداگر نے ہاتھی روکا ملکہ نے
کہا اے مقرر بے زبان گم کردہ خانمان اگرچہ اب ہم کس لائق ہین مگر تیری اسنان ظلم و جور کے شائق ہین بندر
نے آواز پہچانی پہلے تو خوب رویا پھر جی ٹھہرا کر کہنے لگا شعر ہر کس از دست غیر نالہ کند + سعدی از دست خویشتن
فریاد میرے نزدیک کہیے کوئی نہین آگاہ + اک قیامت بپا ہے یان سر راہ + کچھ چھپا اب نہین رہا یہ راز + ہے جہان
اس سے سب سخن پرداز + بس تغافل نہ کر ترحم کر + گوش دل جانب تکلم کر + شعر قسمت تو دیکھنا کہ کہان
ٹوٹی جا کمند + دو تین ہاتھ جبکہ لب بام رہگیا + افسوس یار نے عیاری کی دغا سے یہ نوبت ہماری کی جسکا
رونا ہمین ناگوار تھا وہ ہمارے لہو کا پیاسا قتل کا روادار تھا مثل سچ ہے تیرھوین صدی ہے نیکی کا بدلہ بدی ہے
مچھلیون کی تمنا دل مین رہی وطن جانیکی حسرت آب و گل مین رہی دوستونکا کہا نہ مانا وہ آگے آیا پچھتانا پڑا
بے اجل جلاد کے فریب سے ذبح ہوئے طالب و مطلوب جان جوکھون مین پھنسے زندہ درگور ہوئے الحق دنیا
دم مارنے کی جا نہین راز کسی سے کہنا اچھا نہین منصور حلاج نے کلمہ حق کہا تھا ناحق لوگون نے دار
پر کھینچا غرض جو بولا مارا گیا جان سے بیچارا گیا کہتے تو کہا پر سوچکر بات بنائی ہی مین ہشت آئی کہ مبادا یہ خبر
اُس کافر کو پہونچے یقین ہو کہا اے ملکہ کوئی کسی کمال سے دنیا مین نہال ہوتا ہے بیگناہ گویائی کے سبب
ناحق حرامزادی کی بدولت حلال ہوتا ہے مؤلف کمال شے زوال شے ہے اُسپر لاکھ حاسد ہون + بھلا
نازان نہون کیونکر مین اپنی بے کمالی کا + خدا جانے ہے دیکھا دیکھکر یہ چاند منھ کسکا + ہوئی ہے عید غیرونکو
ہمین ہے چاند خالی کا + مین نے اپنے ہاتھ سے پاؤنمین کلھاڑی ماری فلک نے بناکر بات بگاڑی مرد عمر
اے روشنی طبع تو برمن بلا شدی + شعر گل و گلچین کا گلہ بلبل خوش لہجہ نہ کر + تو گرفتار ہوئی
اپنی صدا کے باعث + ایسا سرو دستہ کچھ بد بیرون نہین آئی ہے صورت مرگ آئینہ چشم مین مد نظر ہے

ہماری ہمین کو خبر ہے کوئی گھڑی مین مفت جان جاتی ہی جو جانتا ہو وہ دیکھتا ہی جسے خبر نہین اُس سے
کہدو تمھارے واسطے غریب دبآ ہوے اور تمھارے سبب سے قتل کے سزاوار ہوے شعر بجرم عشق توام می کشند
غوغائیست + تو نیز بر سر بام آکہ خوش تماشائیست + ان باتونسے رہے سہے شک ملکہ کے برطرف ہوے
سمجھی جانعالم یہی ہی جوابدیا کہ جو جانتے تھے اُنسے کیا ہوسکا انجان کو تکلیف دینے سے کیا فائدہ اور
توتے کی گردن مروڑ پنجرا باہر نکالا بندر کی نگاہ جو پنجرے پر پڑی سمجھا ملکہ پہچان گئی یہی فرصت کا وقت
ہی ہنگامہ وتلاطم تو مچا تھا کسی نے دیکھا نہ بھالا بندر سوداگر کی گود مین لیٹ کر توتے کے قالب مین
پرواز کر آیا توتا پھڑکا ملکہ کا خوشی سے دل دھڑکا پنجرا اندر کھینچ لیا سوداگر نے دیکھا بندر مرگیا

تصویر سوداگر مع بندر ہاتھی پر سوار اور ملکہ کا توتے کے قالب مین لانا بندر کو اور مرنا بندر کا



چالاک ہلاک ہو بدنامی کا قصہ پاک ہو جو شخص خواصی مین بیٹھا تھا سمجھانے لگا بندہ پرور شکر کی جا
ہی شکایت کا موقع کیا ہی حرمت رہی جان بچی مرگ فرزند سے ماں باپ کو چارہ نہین مرجانا بجز حمقا
عقلمند کو گوارا نہین اگر بادشاہ جبر سے بندر کو چھین کر مار ڈالتا جان کھونیکی جگہ تھی صبر کیجیے جو خدا کی مرضی
اسکی رضا مین مجبوری ہی جاے صبوری ہے صابرون کا مرتبہ بڑا ہے اُنکے حق مین اللہ تعالی فرماتا ہی تمنے
سُنا ہی کہ نہین اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ تماشائیون پر جو یہ حال کھلا رونے پیٹنے کا دفنا شور و غل مچانے سے
متفق ہوکر یہی کہا بسکہ بندر عقیل تھا یہ پیام طلب کوس رحیل تھا سامنے جانیکی نوبت نہ آئی سوداگر کی گود مین جان گنوائی
اپنا قتل جو ثابت ہوا خوف سے مرگیا داغ تقریر ہمارے صفحہ دل پر دھر گیا یہ خبر اُس کافر اکفر کو پہونچی اُس پر بھی چین

نہ آیا لاش منگا جلا کر دل ٹھنڈا کیا خاک تک برباد کی جب تسکین ہوئی وہاں ملکہ مہرنگار پنجرا لیے بیٹھی لوگونکو
پاس سے سرکا دیا میاں مٹھو نے ہو بہو ابتدا سے انتہا تک مفصل سب حال سنا دیا کہ اسطرح نشے کی حالت
مین اُسکے رونے پر عمل بتایا وہ ہمین پر عمل مین لایا بندر بنایا پھر چڑیمار کے جال مین پھنسے دوست روئے
دشمن ہنسے وہان سے سوداگر متاع خوبی سمجھکر اپنے پاس لایا فلک نے بعد خرابی بسیار آج تمسے ملایا ملکہ نے
کہا خاطر پریشان جمع رکھیے انشاء اللہ تعالی جلد کوئی صورت ہوئی جاتی ہے یہان یہ گفتگو تھی کہ اُس
نطفۂ شیطان کی آمد ہوئی ملکہ باہر نکل آئی تعظیم کی ہمیشہ یہ معمول تھا جب وہ آتا ملکہ بات نکرتی خفیف
ہو کر اٹھ جاتا اُس روز جو گفتگو ہوئی وہ مردک سمجھا بندر کا مرنا بچشم ملکہ نے دیکھا اس سے دبگئی ہمکلام ہوئی
اب جلدی نہ کرو امروز فردا مین مقدمہ درست ہو جائیگا لیکن پہلے اس سے فیصلہ شرط ہی ملکہ کے باپ کا بہت ڈر تھا
اس باعث ملکہ سے ہراس کرتا تھا نہایت پاس کرتا تھا جب رخصت ہونے لگا ملکہ نے کہا ایک بکری کا بچہ خوبصورت سا
ہمین بھیجدو پالین گے بچے کو ٹالیئے یا تو چپ رہتی تھی یا آج بچہ مانگا یہ سمجھا بہت خوش ہوے اسی وقت
ایک بکری کا بچہ تحفہ بھجوا دیا دوسرے روز جو آیا ملکہ کو زیادہ متوجہ پایا اُسکے روبرو بچے سے
کھیلا کی دو تین روز یہی صحبت رہی ایک روز ملکہ نے بچے کو دباکر ادھموا کر دیا اور چوبدار دوڑایا کہ شہزادے
کو جلد بلا لا عرض کرنا اگر دیر لگاؤگے جیتا نہ پاؤگے یہ خبر سنکر وہ مجلس کا عازم ہوا ملکہ نے پنجرا اُس ہمائے اوج
سلطنت کا پلنگ کے پاس رکھ لیا جب وہ نابکار روبرو آیا ملکہ نے بچہ کو گود مین اٹھا اس زور سے دبایا کہ وہ
مرگیا اُسکا مرنا اسکا نالہ و فریاد کرنا گریبان چاک کرنیکی بکھیرا پاک کرنیکی تدبیر کی وہ بیقرار ہو کر منت لگا ملکہ ہزار بچہ اسکے
اچھا ابھی موجود ہوتا ہے تم کیون روتی ہو ملکہ نے اُسی حالتمین کہا مین کچھ نہین جانتی تم اسے ابھی جلا دو جو میری
خوشی چاہتے ہو وہ بولا بھلا مردہ کہین جیا ہے کبھی کسی نے ایسا کام کیا ہے ملکہ نے رو کر کہا واہ تمنے میری مینا
جو جلائی تھی جب مین بلبلائی تھی یہ دل مین سمجھا شاید شہزادے نے یہ حرکت کی ہوگی کارخانے مسبب الاسباب
کے معروف و مشہور ہین دنیا مین مثل ہے کہ کرد کہ نیافت جس نے جیسا کیا ویسا پایا ہر فرعونے را موسیٰ قطعہ
اے یار جو کوئی کسی کو کلپاویگا + یہ یاد رہے وہ بھی نہ کل پاویگا + اس دار مکافات مین سن لے غافل
بیداد کریگا آج کل پاویگا + وہ بدحواس پوچھنے لگا ہمنے مینا کیونکر جلائی تھی ملکہ بولی تم پلنگ پر لیٹ رہے
تھے وہ جی اٹھی تھی یہ پتہ بھی درست پایا کہا بچہ گود سے رکھدو ملکہ نے پھینکدیا وہ پلنگ پر لیٹا اپنی روح
بکری کے بچے کے قالب مین لایا وہ کودنے لگا ملکہ مہرنگار نے گود مین لیا پیار کیا وہ سوچا دو گھڑی ملکہ

کی طبیعت بہل جائیگی پھر روح قالب مین لیجاؤنگا مطلب تو نکل آگیے یہ نہ سمجھا فلک کی گھات ہی فریب
کی بات ہی چرخ کو کچھ اور منظور ہے اب اُس جسم مین جانا بہت دور ہی شہزادۂ جانعالم یہ سب معاملہ پنجرے
سے دیکھ سُن رہا تھا فوراً اپنی روح اپنے جسم مین لا اُٹھ کھڑا ہوا یہان وہ بزدلا جانعالم کو دیکھکر تھرا گیا
خوف چھا گیا سمجھا قسمت اب بری ہی کوئی دم کو گلا ہے اور چھری ہی ملکہ نے جلد دو اِنچھ وہ پڑھکر

تصویر وزیرزادے کی پلنگ کے اوپر لیٹ کے اپنی روح بکری کے قالب مین لانے کی
اور جانعالم کا اپنے قالب مین پرواز کرنا

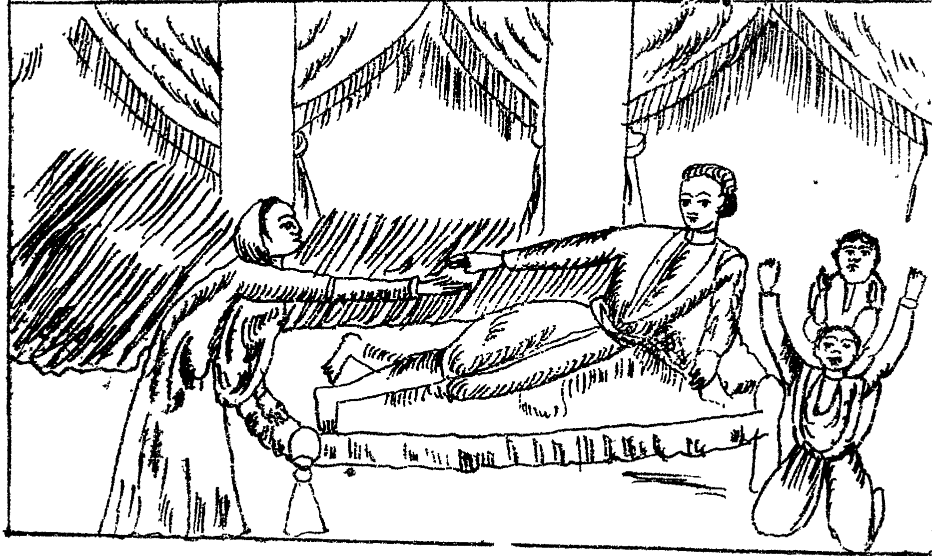


پھونک دیے کہ وہ اَور کے قالب مین روح لیجانا بھول گیا پھر انجمن آرا کو بلایا کہا لو صاحب مبارک ہو
اللہ تعالی نے تمھاری ہماری حرمت و آبرو کو بچایا بچھڑے سے ملایا یہ آپکا احمق الذی شہزادہ ہی وہ بکری
کا بچہ بعینہٖ وزیرزادہ ہے یہ کہکر تینون عاشق و معشوق گلے مل مل خوب روئے جو جو محرمِ راز تھین دوڑین
مبارک سلامت ہوئی جانعالم نے اُسی وقت سوداگر کو طلب کیا سب حال مفصل کہدیا بعد ادائے شکر
نعمت خلعت و انعام ہر اقسام کا عنایت کیا وطن آنیکا وعدہ حتمی لیا پھر چڑیمار اور اُسکی جورو کو بلایا
بہت زر و جواہر دیا اور بمشورہ غضنفر شاہ اُس مملکت کے چڑیمارونکا چودھری کر دیا پھر لشکرِ ظفر پیکر کو حکم
تیاری سامان سفر فرمایا آپ رخصت ہونے کو غضنفر شاہ کے پاس آیا آخر کار بدقت تمام طول
کلام درازی ایام مفارقت و الدین کہکر اُسے راضی کیا پیش خیمہ اُسی دن لد گیا دو چار دن
رخصت کی دعوتون مین اور لگے آخر چلے خوب دھوم دھام کے ہوئے اپنے عمل تک وہ ساتھ
آیا تمام لشکر نے پکا پکایا پایا پھر رخصت ہوے وہی دو چار کوچ ایک و مقام کرتے براحت آرام چلے

وردو لشکر نصرت اثر دشت پر خوف و خطر مین لب حوض خیام شاہی ہونا ساحرہ کا آنا تمام لشکر
کو نصف پتھر بنانا پھر ملکہ کے باپ کا آنا اور جادوگرنیوں کی لڑائی شہپال کا قتل فوج کی ہائی

نگارندۂ داستان عجیب + یہ لکھتا ہے پھر ماجرائے غریب + طلسم جہان دید کا ہے مکان + پھنسے آ این رہتے ہین
پیر و جوان + و لیکن ہنسا جو کوئی غنچہ سان + ہوا مثل گل دستبرد خزان + جسے ہمنے دیکھا وہ تھا دل حزین +
خوشی کی جگہ سچ ہے دنیا نہین + محرران جادو نگار سحر ساز راقمان فسانۂ ہوشربا حیرت پرواز نے لکھا ہے کہ
جان عالم ہر صبح مثل مہر درخشان قطع منازل و مراحل یعنی کوچ و ہر شام مانند ماہ تابان مقام کرتا چند عرصے
مین پھر اسی دشت ادبار صحرائے خار خار جہان حوض مین کو دپڑا تھا وارد ہوا حوض کے متصل سراپردۂ خاص نصب ہوے
گرد لشکر نصرت اثر اترا انجمن آرا اور ملکہ مہر نگار کو وہ چشمہ دکھایا جب دن تمام ہوا نماز شام کیواسطے جدا
خیمے مین تشریف لایا نماز پڑھ کے کسل راہ سے پلنگڑی جواہر نگار بچھی تھی اُس پر لیٹ رہا سستی کے
باعث غنودگی سی تھی کہ دفعتہً ایک خواص خاص انجمن آرا کی بدحواس دوڑی آئی کہا شہزادہ
جان عالم کی عمر دراز ہو نصیب دشمنان شہزادی کی طبیعت ناساز ہے شدت سے کلیجے مین درد ہوتا ہے وہ
نقش سلیمانی اور لوح دیجئے دھوکر پلا وین عارضۂ مزاج مطلوب بد مزگی طبیعت محبوب سن کے بیقرار ہو کچھ
نیند کا خمار کچھ طبیعت کا انتشار دیکھا نہ بھالا نقش و لوح حوالہ کیا نقش دیتے ہی نقشہ بگڑ گیا ایک آواز مہیب
پیدا ہوئی کہ اے جانعالم بہت دنون اُڑتا پھرا مدت کے بعد پھنسا خبردار ہو جا ایسی آواز ہولناک تھی کہ سب لشکری ڈر گئے

تصویر جانعالم کے پتھر بننے کی نصف بدن تک مع لشکر اور رنڈیون کا دعائین مانگنا



شجاعون کے دل تھرا گئے محل مین رنڈیون کو غش آگئے گھبرا کر شہزادے نے اُٹھنے کا قصد کیا جگہ
سے ہلا نہ گیا غور جو کیا تو آدھا جسم پتھر کا ہو گیا تھا پھر تو جو جہان بیٹھا تھا بیٹھا رہگیا جو کھڑا تھا کھڑا
رہگیا ہر طرف غل اور شور تھا جو پڑا تھا زندہ درگور تھا کچھ دُکھ کچھ ہنسی تمام فوج آفت ناگہانی مین پھنسی عجب
کھلبلی مچی نامردنگی بائی پچی کل لشکر انسان سے حیوان تک نیچے کا دھڑ پتھر کا اور اوپر کا جسم بدستور آہ و نالہ
فریاد و بکا سب لشکر مین بپا تھا اور محلسرا مین بھی یہی ہنگامہ مچا تھا ہر ایک گرفتار بلا تھا وہ رنڈیونکی زاری انجمن آرا
کی بیقراری علی الخصوص ملکہ کے بیان سے زمین و آسمان کانپتا تھا جب وہ یہ کہتی تھی شعر ہر دم زمانہ داغ
دگر گونہ در دہد + یک داغ نیک ناشدہ داغ دگر دہد + تمام لشکر مین از شام تا پگاہ ہر ایک کے لب پے
نالہ جانکاہ بلند رہا جسوقت ماہ دم سرد بھرتا نقاب سیاہ روے تابان پر ڈال کر غمکدۂ مغرب کی طرف
روانہ ہوا اور آفتاب جگر سوختہ مشرق سے نکلکر خدنگ آہ بیکسان کا نشانہ ہوا ایک ابر تیرہ و تار آیا آدمی
خوفزدہ دیکھنے لگے اُس ابر سے اژدہا خونخوار شعلہ فشان آتش دہان نکلا ایک رنڈی اسپر سوار وہ بھی آتشبار
شہزادے کے خیمے مین اُتری جانعالم نے پہچانا کہ وہی جادوگرنی ہے دل سے کہا شہر اپنا دور رہا موت
قریب آئی قسمت نے کس جگہ لا کر نیرنگی دکھائی وہ بولی جانعالم کہو اب کیا قصد ہے شہزادے نے کہا
وہی جو تھا اُسنے کہا اب وہ نقش سلیمانی اور لوح پیر مرد کی نشانی کہان ہے جسکے بھروسے پر کودتے تھے
اگر زندگی مع لشکر درکار ہے تو ملکہ اور انجمن آرا سے انکار کرو ہماری اطاعت و رحبت مقدم جانکر ہمسے
دار و مدار کرو نہین تو مین ایکدم مین سب کو بے گور و کفن طعمۂ زاغ و زغن کرونگی دشت لاشون سے بھر دونگی
شہزادے نے کہا ہمارے لوح دل پر نقش ارادت حافظ حقیقی کلک قدرت سے منقش ہے عادت سے مجبور ہون
بیوفائی سے دور ہون جو کہا سو کہا جو کیا سو کیا اگر قضا آئی ہے مرنے سے کیا چارہ مگر جیتے جی یہ بات جانی کب گوارا
ہے یہ سُن کر وہ جل گئی غصے سے رنگت بدل گئی کچھ بڑبڑا کر جانعالم پر پھونکا یا نصف پتھر تھا اب حلق تک سنگ ہو گیا
حسرت و یاس سینے مین بھری تھی تصویر آذری سی پلنگڑی پر بے حس و حرکت دھری تھی وہ تو اژدہے پر چڑھکر
اُڑی اور پکاری ای اجل رسیدہ آج کے دن اور رات مہلت دی ہے اگر صبح کو بھی انکار کیا تو یاد رکھنا لشکر کا خون اپنی گردن
پر لیا یہ سُنا کر وہ تو ہوا ہوئی جبتک شہزادہ آدھا پتھر تھا تو ملکہ اور انجمن آرا اپنے اپنے خیمون سے گھبرا کر نکل آتی تھین
جانعالم جواب دیتا تھا یہی آواز کا سہارا انکی زیست کا سبب تھا اب جو حلق پتھر ہونے سے وہ جرس قافلۂ گم کردہ راہ
دشت غربت بے صدا ہو گیا وہان صبر کا رہبر جدا ہو گیا ہر چند دونون چلائین شہزادے نے مطلق جواب نہ دیا الٰہی

نہ گیا پھر ملکہ مہر نگار بادل فگار سر پیٹ کر کہنے لگی میر حسن فلک نے تو اتنا ہنسایا نہ تھا + کہ جسکے عوض یون
رُلانے لگا + فردہ اے مرگ غریب الوطنی خوب حیلہ ہاتھ لگا تو بدنامی سے بچی ہمنے ناکامی مین جان دی
چرخ ستم شعار زور رنگ لایا انجمن آرا بیچاری مصیبت کی ماری سب کا مُنھ حیرت سے تکتی تھی اور روتی تھی
نہ بین کر آتے تھے نہ غل مچایا جاتا تھا گھُٹ گھُٹ کر جان کھوتی تھی خواصین سر کھولکر کہتی تھین ہے ہے
ہم اس جنگل ویران مین لُٹ گئے وارث سے چھُٹ گئے شعر تو وہ کریم ہے ناشاد کو جو شاد کرے + مراد مند
کو ہر طرح بامراد کرے + لوگو ہم کدھر جائین کیونکر اس بلا سے نجات پائین کوئی کہتی تھی شیطان کے
کان بہرے خدا نخواستہ اگر جان عالم کے دشمنون کا رونگٹا میلا ہوا شہزادیان خاک مین ملجائینگی غم جدائی
سے جانین گنوائینگی ہم اُنکے مان باپ کو مُنھ کیا دکھائینگے اس دشت ادبار مین سر ٹکرا کر مر جائینگے
یہ جادوگرنی قربان کی تھی یونہین بے گور و کفن رکھیگی اور آفتون مچلدار جگر افگار سر سے چادرین
پٹک مدینے کی طرف پکار پکار یہ کہتی تھین شعر تصدق اپنے نواسون کا یا رسول اللہ + کہو یہ حل کرین
مشکل ہماری حضرت شاہ + ایک طرف مغلانیان غم کی ماریان دم گرم آہ سرد بھرتی تھین ایک سمت
انیسین جلیسین نجف کی طرف بال کھولکر التجا سے گریہ و بکا سے یہ عرض کرتی تھین شعر تم نے مدد کی نوح کی
طوفان سے کشتی پار کی + یا مرتضیٰ علیؑ مشکلکشا کیون دیر میری بار کی + کوئی کہتی تھی ہمارا لشکر اس بلا سے
جو نکلیگا تو مشکلکشا کا کھڑا دونا دونگی کوئی بولی مین سہ ماہی کے روزے رکھونگی کونڈے بھرونگی صحنک
کھلاؤنگی دودھ کے کوزے بچون کو پلاؤنگی کسی نے کہا مین اگر جیتی چھُٹی جناب عباسؑ کی درگاہ
جاؤنگی سقائے سکینہؑ کا علم چڑھاؤنگی چہل منبری کرکے نذر حسینؑ سبیل پلاؤنگی غرضکہ لشکر سے زیادہ
خیمون مین تلاطم پڑا تھا صدائے حزین نالۂ ہر غمگین سے ہنگامۂ محشر بپا تھا اتفاقاً ایک شاگرد
ملکہ کے باپ کا رشید فن سحر مین دیدہ نہ شنیدہ اُس مرد بزرگ کی ملاقات کو برفے ہوا اُڑا جاتا تھا
یہ نالۂ بلند صدائے ہر دردمند اُسکے کان مین جو پہونچی زمین کا متوجہ ہوا دیکھا تو ایک لشکر عظیم بحال
سقیم سحر کا مبتلا ہے شور و غل ہو رہا ہے جب قریب تر آیا طرفہ ماجرا نظر آیا کہ انسان سے تا
جانور سب آدھے پتھر ہین سمجھا کہ سحر شہپال مین خراب حال ہین لوگون سے پوچھا یہ ستم رسیدہ
لشکر کسکا ہے کہان سے آیا ہے وہ ملکہ مہر نگار کے ملازم تھے اپنا حال سب نے بیان کیا
جب اسے یہ امر معلوم ہوا کہ اُستاد زادی کی خانہ بربادی ہے در خیمہ ملکہ پر آیا سر پیٹتا چلا آیا

ملکہ نے آواز پہچانی کہا بھائی اسوقت پر وہ کہان کا یہان آکر تم بالمشافہ ہمارا عذاب اور حال
خراب دیکھو وہ اندر آیا ملکہ کو بھی اُسی عالم مین پایا ملکہ نے فرمایا عداوت ساحرہ سے ہمارا قافلہ تباہ
ہے وہ عرض کرنے لگا مجھے اُسکی ہمسری کی طاقت نہین اور وقفہ کم صبح سب کارخانہ درہم برہم ہوجائیگا
بجز آپکے والد بزرگوار کے تشریف لائے یہ بلا ٹلتی نہین تو خدا حافظ و ناصر ہے یہ کہکر بحال خستہ و تباہ لب پر نالہ و
آہ اس تیز قدم سے چلا کہ ادہم صبا کی ڈپٹ ہر قدم پر نثار تھی ٹھوکرون مین صرصر بیقرار تھی پہر بھر مین
وارد باغ ہوا گل سا چاک گریبان غنچے کی طرح خموش شبنم نمط اشک روان پیر مرد نے فرمایا خیر ہے
اُسنے شمۂ گرفتاری جانعالم ملکہ کی بے قراری انجمن آرا کا الم لشکر کا حال ابتر کہکر عرض کی جلد چلیے
اگر شام تک نہ پہونچے وہان صبح ہی دم سحر ملک الموت کا بازار گرم ہوگا ارمان سب دل مین رہیگا
کشتون کو عالم بے والی وارث کہے گا کوئی گور و کفن نہ پائیگا خاتمہ بالخیر ہوجائیگا پیر مرد نے آہ سرد
بھر کر فرمایا افسوس شہزادے کو سب کچھ سمجھایا تھا مگر عمل مین نہ لایا میر سوز ایک آفت سے تو مر کے
ہوا تھا جینا + پڑ گئی اور یہ کیسی مرے اللہ نئی + اسی دم شاہین تیز پرواز پر سوار ہوا مغرب کی نماز لشکر مین داخل
ہو کر پڑھی پہلے جانعالم کے خیمے مین آیا حال دیکھکر سخت گھبرایا پھر انجمن آرا کی جا کر تسکین کی وہ
رونے لگی وہان سے ملکہ کے پاس آکے کہا تمھاری بدبختی نے ہماری وضع مین فرق ڈالا برسون
کے بعد باغ سے نکالا ملکہ نے رو کر عرض کی یہ وقت تدبیر ہے نہ ہنگامۂ تعزیر بعد رہائی اُس
آفت سماوی کے جو چاہنا فرمانا القصہ مجبور و ناچار وہ عارف باوقار شہزادے کے خیمے کے نزدیک
دور تک حصار کھینچکر بیٹھا یہ مرد بزرگ نیک صفات فن سحر کے سوا عامل اسم ذات کا تھا کچھ
پڑھنے لگا کبھی مناجات بدرگاہ مجیب الدعوات کرتا کہ اے یاور زیر دستان و سرفرو کنندۂ گردن کشان
اس بوڑھے کی شرم تیرے ہاتھ ہے قبر مین پاؤن لٹکائے بیٹھا ہون اخیر وقت کا تو حافظ و نگہبان ہے
مجھپر جو مشکل ہے تیرے روبرو آسان ہے سفید داڑھی کو بدنامی کے وسمہ سے نہ رنگنا تیرہ بختی کا دھبہ باین
ریش سفید نہ لگانا شعر مشکل ز توجہ تو آسان + آسان ز تغافل تو مشکل + جبکہ سجادہ نشین چرخ اول
با مجمع مریدان کواکب حجرۂ مغرب مین سیہ پوش ہوا اور ساحر فلک چہارم پر شوکت و باحشم طلسم مشرق سے نمودار با جوش و خروش
ہوا اور وہ عبادت گذار پیر جوانمرد شب زندہ دار وظائف صبح سے فرصت پاچکا تھا یکایک وہ نابکار شیطان صفت
ناپاک عورت اژدہے پر سوار بچشم خونخوار بعزم قتل جانعالم لشکر مین تنہا آئی پہلے ملکہ کے باپ پاس گئی آنکھین

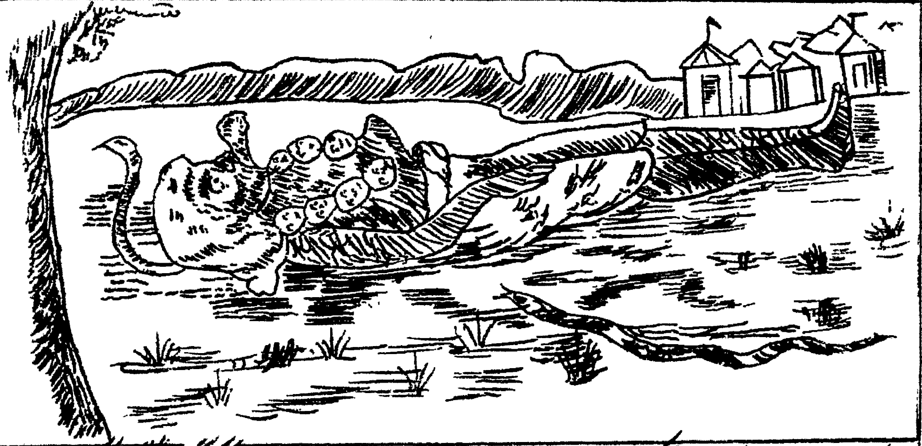
لال لال طیش کمال اور بہ آواز کرخت پکاری اے مرد پیر سست تدبیر تیری اجل بھی دامنگیر ہوکر کشان کشان
اس دشت جانستان مین لائی ہی مجھے شرم آتی ہی کہ تو پیر نود سالہ ہو چکا ہی بے مارے مر رہا ہی تیرے قتل مین
بدنامی چھٹ فائدہ کیا ہی جدھر سے آیا ہی سیدھا چلا جا مین بیک نگاہ کج نشان لشکر اس صفحۂ زمین
سے مثل حرف غلط کا دھبّہ سے مٹائے دیتی ہون مرد بزرگ نے آشفتہ ہو کر فرمایا اے ننگ فرقۂ بنی آدم
مردود عالم تجھے جوش شہوت و لولۂ مباشرت نے آمادۂ قتل ہزارہا بندہ اللہ بے جرم و گناہ کیا مین گ
عزیزان دیکھون مرنے سے ڈرون بقول تیرے آج نہ موا کل مر جاؤنگا جیتے جی خلق کو کیا منھ دکھاؤنگا
ہمچشمون سے ناحق آنکھ چھپانی پڑیگی تو بدبخت مجھ سے کیا لڑیگی یہ سنکر وہ فاحشہ جھلا آستین چڑھا سحر
کی نیرنگیان دکھانے لگی انکی بھی دعا کی تاثیر سر بنکے اسکا سحر آسپر ڈھال زنگ مٹانے لگی صبح سے پہر دن
باقی رہا کوئی دقیقہ طرفین سے نہ باقی رہا طول اس مقام کا بیجا تھا اسی کلمے پر تمام کیا کہ جب وہ عاجز ہوئی
تب سحر کی طاقت سے شیرنی کی صورت بنائی پیر مرد بھی اسد اللہ الغالب کو یاد کر وہ مہیب شیر ببر
بنا اور اس طرح للکار کر گونجا کہ جنگل کے چارپائے نعرے کے خوف سے دریا مین گرے

تصویر ایک شیر ببر اور دوسری شیرنی کی باہم لڑنا اور شیر کا غالب آنا



اور پانی کے جانور خشکی مین چھپتے پھرے کچھ دیر اس ہیئت مین لڑائی زور آزمائی رہی آخرکار وہ روباہ
خصال اس ہژبر بیستان شجاعت کی تاب نہ لائی گیدڑ بھبکی دکھائی اور عقاب بنکر اڑ چلی وہ شاہین
اوج دلیری سوچا کہ بے گرفتاری طائر مطلب یعنی اس ڈھڈو کے لشکر جنجال سے نہ نکلےگا اسی طرح
یہ بھبکی بھٹکی ٹٹی کی آڑ مین شکار کھیلے گی بلا سے کچھ ہوا سے پھنساؤ زور مین کم پایا تھا فوراً باز
تیز پرواز ہو اس سناٹے سے چنگل آہنین مین اسے دبوچا ایسا نوچا کہ اسکی جان سنسنا گئی

بھاگتے وقت رجال الغیب سامنے تھا موت پنجے جھاڑ کے پیچھے پڑی بہت تڑپی پنجۂ قضا سے نہ چھُٹ سکی اُسی کشمکش اینچا کھینچی مین مُرغ روح اُسکا مجروح قفس تن سے اُڑکر آشیانہ جہنم مین پہونچا غلغلہ حشر و شور نشور اُس صحرا مین نزدیک و دور مچا ہر طرف سے دار و گیر کی صدا آئی آسمان چکر مین آیا زمین تھرائی دشت تیرہ و مکدر ہوا آندھی چلی سحر کا کارخانہ اُڑ گیا ابتر ہوا قریب شام وہ سیاہی موقوف ہوئی خورشید نے رُخ انور دکھایا اپنا بیگانہ نظر آیا جانعالم گھبرا کر اُٹھ بیٹھا اہل لشکر نے رہائی از سر نو زندگی پائی جانعالم خیمے سے نکل نادم و خجل پیر مرد کی خدمت مین حاضر ہوا سب نے دیکھا دو رحصار مین ایک رنڈی اسّی نوّے برس کا سن ضعف کا زور و شور بڑھاپے کے دن



قد کمان مرنے پر لیس آنکھین تو وہ طوفان جسم کا ہر بچھا درپے زولیدگی گھنی ہوئی رگین صاف نظر آتی تھین ہڈیان پسلیان بوسیدہ جلد کے باہر سے گنی جاتی تھین وہ دہان بے دردندان حقۂ خالی کی طرح وا اژدہر دانت کے نام سے منھ مین خاک نہین بھاڑ سا کھلا نیلے نیلے مسوڑھے سڑے تالو لوہے کا توا جیب جھلسی چھالے پڑے بایان ہاتھ ساکھو کا ڈالا اور دہنا برگد کا ٹھنا قد کا ڈول نرالا عوج بن عنق کی خالا ٹانگ ہر ایک تاڑ سے بڑی کھڑی ہو تو سقف بے ستون کی آڑ دا ہو گنبد چرخ کی پاڑ ہو پھیلائے پڑی تھی گویا پتھورا کے محل کی کڑی تھی سینہ پر کینہ تنگ چھاتیون کے تکیے تکیے کی طرح سیدھے لٹکتے پیٹ کے لپیٹ کی انتہا نہین بے خاک گو کبھی بھرا نہین دل پہاڑ کی سل سے سخت مرکردہ توپ کا ہمسر ہڈی سے گوشت گوشت سے کھال جدا پیرزال فرہاد کش پڑھیا چہرے کا یہ رنگ کہ سلہٹ کے سپر کا اُسکے روبرو منھ سفید ہو جائے شب فرقت کی سیاہی مین کالی بلاسی

نظر آئی کوڑے کا وہ ڈھنگ کہ سب کہتے تھے بیجا ہے لڑکون کو کاٹ نہ کھائے ماتھے پر سیندور کا ٹیکا
دور سے نظر پڑتا اور سفید چونڈا اچھور کی طرح لٹکتا سیاہی کا دھبہ بجز تیرہ بختی کہین نہ دیکھا ایسے سر کی
مانگ مین بھی مانگ جانچ سیندور بھرا بالون مین ناریل کا تیل پھٹے پھٹے دیدونمین ندیدونکی طرح
کاجل ریل پیل گہنے کے عوض سانپ بچھو لپیٹے کھوپڑی اور ہڈیون کے ہار گلے مین پڑے سحر کا سنگار کیے
پشت بہ بہشت روے نحس سوے جہنم چت پڑی تھی شہزادہ پیرمرد کو ساتھ لیکے محلسرا کے خیمے مین آیا
شہزادیون نے جان پائی جلیسون کے منھ پر رونق آئی خواصون نے شکر جناب باری کیا ماما اصیلون
نے پیرمرد کے قدم پر گرکر عرض کیا مصرعہ اے آمدنت باعث آبادی ما + اُس بزرگ نے فرمایا
ابھی اس معرکے سے نجات نہین ہوئی آفت عظیم کا سامنا باقی ہے جانعالم نے پوچھا قبلہ وہ کیا ہے
اُسنے فرمایا اُسکا باپ شہنشاہ جادوان ہے کوئی دم مین ضرور آئیگا بکھیڑا مچائیگا ملکہ مہر نگار مضطرب
ہوئی پیرمرد نے فرمایا اللہ یار ہے وہ کیا نابکار ہے مصرعہ دشمن اگر قویست نگہبان قوی تراست
یہ کہکے دو ماش چپ و راست پھینکے دو جانور نئی صورت کے پیدا ہوئے ہرن کے چہرے طاؤس کے
دھڑ یاقوت کے سینگ الماس کی آنکھین نرمرد کے پر اور دو ٹھیکریون پر کچھ لکھ کے اُنکے سامنے رکھا وہ
ہر ایک چونچ مین اُٹھا اڑگیا وہ رات بھی بیم و ہراس مین گذری جسوقت ساحر شب بیدار عامل صبح کی
آمد کے دبدبے سے بھاگا ہوا تند چلی برق چمکی رعد کی آواز ہوئی اہل لشکر ڈر گئے مثل مشہور ہے
مار گزیدہ از ریسمان پیچیدہ می ترسد پیرمرد کے گرد جمع ہوے کہ ایک سمت سے غول کے غول غٹ کے غٹ
جادوگرون کے جھٹ پٹ باز جرے باشے بھجنگے پرندے دھڑنگے سوار قطار قطار آئے میدان مین مرشد
کامل نے اُنکا پرا جمایا دوسری جانب سے جادوگرنیان طاؤس اور ناگنون پر سوار آتشبازی کے حقے
اُڑاتی ناریل اُچھالتی اکتارے چھیڑتے بادلے کی جھنڈیان کھلی ہوا سے اُڑتی ہوئین آبسمین چھیڑ چھاڑ
سحر آزمائیان ہاتھون کی صفائیان ہوتی لڑائی کے عزم پہ ہر ہر کرتی موجود ہوئین اُسی پرے کے مقابل
ٹھہرین انھین دیکھ کے جانعالم کا جی گلبلایا فوج کے سردارون کو بلایا اور فرمایا گو آج دغدغہ کامل ہے
مگر یہ جلسہ اور معرکہ دیکھنے کے قابل ہے زندگی ہے تو ایسا روز کبھی کاہے کو نظر سے گذرے گا۔
وگرنہ مرگ انبوہ جشنے دارد ہماری فوج بھی چمک دمک سے صف آرا ہوا اسباب بنا سب
نکالو یہ خبر سن کے پہلے بیلدار نکلے پست و بلند زمین ہموار کر کنکر پتھر چنکر جھاڑی جھنڈی

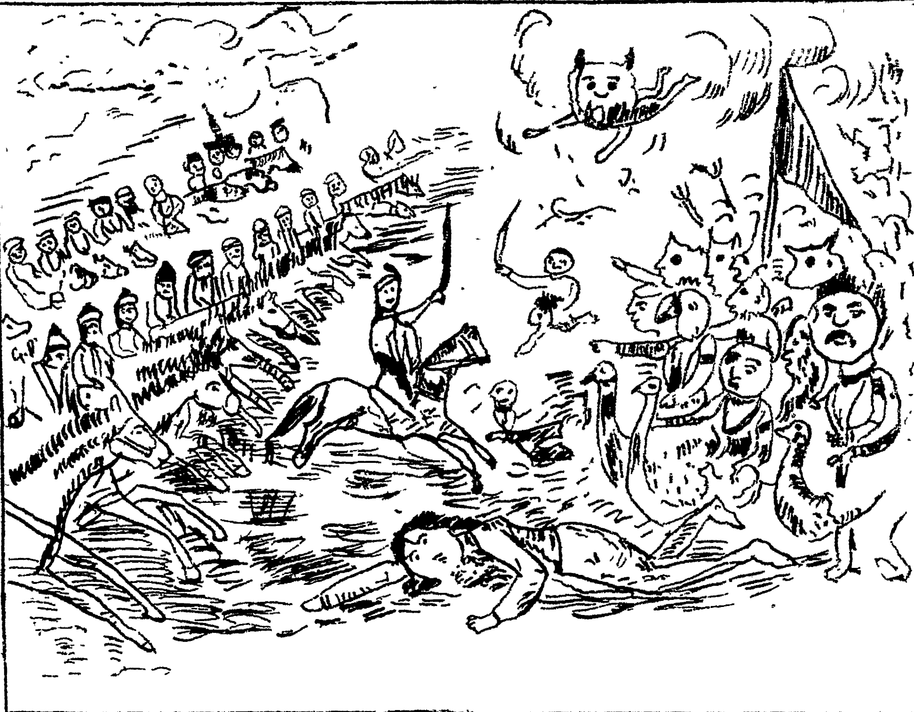
کاٹ ڈالی جھاڑی ہوئی زمین صاف برابر نکالی پلٹنون کی خاطر مورچے درست کیے توپون کے لیے
دمدمے باندھے جھانکی لگائی کہین سرنگ کا پوشیدہ رنگ جمایا باروت کو بچھایا میدان جنگی بنایا پھر
سقے آبپاشی کر گئے توپخانے والے بالچون مین پانی بھر گئے فوج کی آمد ہوئی صف کارزار آراستہ
ہونے لگی راست و چپ پانچ پانچ سو ہاتھی مست پٹے سونڈون مین چڑھے ایک ایک پہلوان
قوی ہیکل زرہ پوش گرز گران بر دوش اُنپر سوار پھر پلٹنین اور توپخانہ آیا قرینے سے جمایا گیا
توپ فلک شکوہ سو بیج جھنکار اور زنانک مٹی کی پتے کی گردون گردان پر چوٹ کرنے والی عدو کو
ہوٹ کوسون کی چوٹ کی اور وہ غبّارے جنکا گولہ قصر چرخ مین اُتارے پھر سوارون کے پرے
مین میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ درست کر دیا آگے ہراول پیچھے سوارونکے پیدل
فوجون کے دَل نقیب چارسو سے نکلے گلے سے کلہ کنوتی سے کنوتی پٹھے سے پٹھا دُم سے دُم سُم سے
سُم ملا دیا نشان بردارون نے علم سبز و سُرخ دُرافشان کو جلوہ دیا سرہر علم ماہی پرچم کی چمک چشم دلاورانِ
مین بادۂ جُرأت کا کام کر گئی نامردون کو ہول ہوئی بھاگنے کی فکر پڑی پیٹ مین کھلبلی مچی کتنون
کی چلتے چلتے گانڑ چلی دریاے فوج ظفر موج موج زن تھا حشر کا میدان رن تھا غرش کوس حربی
صداے نقارخانۂ جنگی چرخ پر برج ثور تک زیر زمین گاو ثری کو پہونچی اور صدمہ دمامہ تند مہیب
آواز دہل گوش فریب سے کرۂ ارض و سما دہل گیا اور قرناے چینی نے غریو سے صور کی ہمدمی
کا دم بھرا اِذَا زُلْزِلَتِ الاَرْضُ زِلْزَالَهَا کا وقت قریب آیا جان عالم بھی بصد حشم اسپ
پری پیکر پر جلوہ گر ہوا چتر زرنگار بالاے سر تاج شہریاری کج رکھکر شمشیر برق دم زیب کمر فولادی
سپر پشت پر بائین ہاتھ مین مرکب کی عنان دہنے مین نیزہ اژدہا پیکر وزبان فتح و نصرت
جلو مین اقبال یاور تنگ و دو مین ہمت و غیرت دست بستہ ہمرکاب جرأت زیر قدم قدمبوس زمین ہلین
کمان کیانی چہرے پر رعب و جلال کشورستانی سمند صبا دم کو گرم عنان کر گئے پرے کے برابر
باگ لی چاؤش طرار خبردار باش للکارا مریخ سا خنجر گذار بالاے چرخ الامان پکارا کڑکیتون نے
کڑکا شروع کیا نقیبون نے نہیب دی دلاورو آج عرصۂ جنگ جگہ نام و ننگ کی ہے دنیا مین زندگی
چار دن ہے لڑنے بھڑنے کا نوجوانو یہی سن ہے کسی کو بقا بجز ذات خدا نہین ہمیشہ دنیا مین کوئی
رہا نہین **شعر** رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہگیا + مردون کا آسمان کے تلے نام رہگیا + اس صداے

جو سدا کے بہادر صاحب جرأت تھے اُنکا دریاے شجاعت سینے مین موجزن ہوا مونچھین کھڑی آنکھین
سرخ چہرے بشاش ہوگئے بشان شیر دلیر قبضہ ہاے شمشیر دیکھنے لگے اور چست و چالاک ہوکر مستعد
کارزار ہوے جانفشانی کو تیار ہوے ہر دم باہم یہ اختلاط تھا دیکھین آج تلوار کسکی خوب کاٹتی ہے
کس کس کا لہو چاٹتی ہے پہلے نیزہ کسکا سینۂ عدو پر چلتا ہے نیزے کی تان پر کون چھاتی تانتا ہے لوہا
کون مانتا ہے کسکے تیر کے نشانے سے خون کا فوارہ اُچھلتا ہے آب پیکان دشمن کے حلق مین کون اُتارتا
ہے سرپیکان کسکا طالب سوفار سرخرو ہوتا ہے کسکو کون للکار کر ڈانٹ کر مارتا ہے ددا کو کون پکارتا
ہے عرصۂ کارزار مین حق نمک شاہزادہ ادا کیجیے دشمنون کا لہو پیجیے جب بگڑے تو وہ کام بنے
جس سے رستم کی گور تھرائے سام و نریمان کا رنگ فق ہوجائے کوہ کو پر کاہ کی طرح اُکھاڑیے دیو اگر
سامنے آجائے تو پچھاڑیے رئیس قدردان سر میدان سرگرم نظارہ ہے دیکھیے کون کام کا ہے کون ناکارہ
ہے کسکے ہاتھ کھیت رہتا ہے کون کون کھیت رہتا ہے من چلا پن کر لو زر سرخ و سفید سے سپرین بھر لو
آج ہی تو آن بان ہے یہی گو یہی میدان ہے دہل گنڈون کا لاحول ولا یہ ڈول ہوا کہ ہول سے چہرے
زرد لب پر آہ سرد منھ پر ہوائیان اُڑتی تھین ہر بار بھاگنے کو باگین مُڑتی تھین کھڑے ہوے اپنے منھ
نوچتے تھے پیٹ پکڑے پھرتے تھے دست سر دست چلے آتے تھے ڈر کے مارے بے مارے موئے جاتے
تھے کوئی کہتا تھا میان جان ہے تو جہان ہے نوکری نہ ملے گی بھیک مانگ کھائینگے جائین
کہان پائین گے حرمت گئی تو گئی جان تو رہے گی لہو کی ندی تو بدن سے نہ بہے گی یہی نا
کوئی نامرد کہیگا آبرو جائیگی جی تو رہیگا یہان کی بگڑی اور کہین بنالین گے تیر تلوار کی گوئی بچا کر گالیان
کھالین گے لڑنے کو سپاہیون نے کمرین باندھی ہین کوسنے کو ہم موجود ہین کوسون بھاگنے کو آندھی
ہین جونکین لگاتے ہین ہمارے مان باپ بھنگ پلاتے تھے معجون کھلاتے تھے کسی کی فصد کھلی دیکھکر
ہمین غش آتے تھے ہم تو دوست ہو یا دشمن دونون کی خیر مانگنے والے ہین سب سے پہلے معرکے سے
بھاگنے والے ہین ہمیشہ گالی گلوج کو خانہ جنگی دھول دھپے کو میدان داری سمجھے لڑائی بھڑائی سے
کبھی بھڑکے نہ نکلے تمام عمر بدن مین سوئی نہ گڑنے دی گالیان کھا کھا کے زندگی بسر کی بے غیرتی کا
بھلا ہو جسنے آج تک جان سلامت رکھی اسپر بھی قسمت نے یہ دن دکھایا خدا نے ہمین سپاہی کیون
نہ بنایا فوج مین اس طرح کی کھلبل ہلچل مچی تھی اُدھر انجمن آرا اور ملکہ مہر نگار نے

ایک اونچا ٹیکرا تجویز کر خیمہ بپا کیا چلمن چھوڑ آ بیٹھین سیر دیکھنے لگین اس عرصے مین لشکر غنیم کی آمد
ہوئی یعنی شہپال جادوگر نو لاکھ ساحر ہمراہ رکاب شکست انتساب لیکر تخت پر سوار چالیس اژدر خونخوار
تخت اٹھائے بڑے کرّ و فر سے آیا فوج بے قیاس وہ خدا ناشناس لایا اور سامنے جوانان تہمتن گردان
صف شکن کے اپنا پرا جمایا پھر علم کالے آگے نکالے اور پرچم سیاہ ہمصورت بخت اُس گمراہ کے کھلے
دف و نے وجھانجھ بجنے لگے اُدھر کوس و کورگرجنے لگے وزیر اُسکا پیام پیرمرد کے پاس لایا دست ادب
باندھکر عرض کی ایلچی کو زوال نہین زیادہ گوئی کی مجال نہین شہپال نے فرمایا ہے تمھارا جینا مرنا
برابر ہے کہ گرم و سرد زمانہ دیکھکر عمر طبعی کو پہونچے مگر ان نوجوانون پر رحم نہ کیا انکے خون کا حساب اپنی
اعمال کی کتاب پر لکھوایا بوجھ اپنے ذمے لیا پیرمرد نے جواب دیا ارے اُس اجل رسیدہ پیر نابالغ
سے کہنا طرفین سے جسکا خون زمین پر گرے گا اُسکا مظلمہ مواخذہ تیری بیٹی جو فاحشہ تھی اُس کی
گردن پر ہوگا ہم سمجھے تھے وہی ننگ خاندان تھی لیکن اب معلوم ہوا ایسون کے ویسے ہی ہوتے
ہین تجھے سفید داڑھی کی شرم نہ آئی کہ وہ مری تیرا کلنگ کا ٹیکا مٹا تو تو اُس سے بھی زیادہ بے حیا
سیہ قلب نکلا یہ مقام رزم ہے جائے نیزہ و شمشیر یا بزم ہے جو محل تقریر ہو گفتگو بے فائدہ ہے لاطائل
باتون سے کیا حاصل جو منظور ہے بسم اللہ اسمین دیر نہ کر دیکھین آج کسکے حصے مین تخت و تاج
ہوتا ہے اور گور و کفن کو کون محتاج ہوتا ہے وزیر بیچارہ پھرا شہپال سے سب حال کہا پھر تو وہ
کافر غدار گبر ناہنجار مثل مار دم بریدہ پر خود پیچیدہ ہو شعلۂ غضب سے وہ ناری جل گیا چہرے
کا رنگ گرگٹ کی طرح بدل گیا پہلے تو آپ حقۂ آتشی پیرمرد پر مارا پھر لشکر کے سردارون کو للکارا
دوپہر تک عجیب و غریب سحر سازی ہنگامہ پردازی جادوگر اور جادوگرنیون کی لڑائی رہی کہ دیکھی
نہ سُنی کسی نے کسی کو جلایا کسی نے بجھایا کسی سنگدل نے پتھر برسائے سب کچھ سحر کے نیرنگ
دکھلائے آخر کار جب جادوگری ختم ہوئی لڑائی کی نوبت بگرز و شمشیر و نیزہ و تیر آئی پھر تو شہزادہ جانعالم
کی بن آئی باگ اُٹھائی فوج جرار غازیان نامدار خبردار ہوے سپاہ مانند ابر چار سمت گھر آئی
برق شمشیر چمکی پہلوانون کے نعرے نے رعد کا کام کیا خوب لوہا برسا یہ سب تازہ دم وہ دوپہر
کے شل سیکڑون ٹاپون مین کچل گئے گھوڑون کی جھپٹ مین کھندل گئے شمشیر ساعقہ خصال جانعالم
کا یہ حال تھا جس کے سر پر پڑی سر اُس خود سر کا کاٹا حلق مین قطرۂ سیماب کی طرح اُتر سینہ

پرکینہ کا لہو چاٹا دہی سر جو پناہ خود مین تھا پلک جھپکی تو گود مین تھا پھر گھوڑے کے تنگ سے جست
کر زخم کشادہ کر خانۂ زین سے زمین مین قرار لیا سر بالین اُسکی قضا کو روتے دیکھا اُسے خواب مرگ
مین پانوٗن پھیلائے سوتے دیکھا جسپر لپک کر ایک وار کیا دو کیا دو کو چار کیا حواس خمسہ کسی کے
درست نہ تھے ششدر رہو گئے ساتون زمین کے طبقے تھرائے آسمان کو چکر ہوا مردے قبرون سے
چونک کے باہر نکل آئے جو لپکا اُسے مار لیا بھاگتے کا پیچھا نہ کیا گھڑی بھر مین خون کا دریا بہگیا لاشون
کا انبار رہگیا کاسۂ سر حباب دریا کی طرح بہتے نظر آتے تھے موج خون مین دھڑ دھڑ ادھر غوطے کھاتے
تھے دشمنون کی کشتی زیست طوفانی تھی آب تیغ کی طغیانی تھی فوج عدو کا زندگی سے دل سیراب
اور اُچاٹ تھا لہولہان ہر تلوار کا گھاٹ تھا کوسون تک لاشے پٹے تھے یہ پاٹ تھا آخر کار فوج کو
شکست ہوئی شہپال مارا گیا سر اُس خودسر کا مثل خیار تر اُتارا گیا سپاہ باقی ماندہ اُس تیرہ بخت
نگونسار کی فرار ہوئی زندگی دشوار ہوئی پھر تو غازیان فتح نصیب اور جادوگران مہیب لوٹ پر ٹوٹ پڑے
سب کچھ لوٹا ساز و سامان اُن کا ذرا نہ چھوٹا ادھر نشان کھلے شادیانے بجے وہ سب

تصویر معرکہ لڑائی شہپال کا مارا جانا اور تصویرین جادوگرون کی ہیبت ناک



چادر پھراتے ماتم کرتے گریبان چاک سر در و آغشتہ بخاک دم سرد بھرتے جنکا منھ جدھر اُٹھا بھاگ نکلے میدان کشتون سے اٹ گیا دشت لاشون سے پٹ گیا آجتک طعمۂ زاغ و زغن اُسی بن سے ہے صحرائی درندون کے خوب پیٹ بھرے بلکہ جانورون کی دعوتون کو گوشت کے مچے قیمے کیے اُٹھا رکھے بہت ہیضہ کر کر مرے وہ سرزمین قلعہ خزانہ جانعالم کے قبضے مین آیا بڑی جستجو تکاپو سے وہ لوح اور نقش پایا پیرمرد رخصت ہوا اور جتنے مدارج پند و نصیحت تھے مکرر سمجھائے راہ کا خطرہ مصیبت سفر ہر منزل و مقام کا نفع و ضرر کہکر کہا میری جان اب ایسی حرکت و سامان نہ کرنا جو پھر کوئی روز سیاہ دشمنون کے سامنے آئے دوستونسے دیکھا نہ جائے ہمسے باغ چھڑائے لو اب اللہ حافظ و ناصر ہے رسول اُسکا تمھارا مددگار یاور ہے

نزول موکب شوکت و جلال بعد فتح جادو شہپال ساحل دریاے شور پر جہاز کا آنا شہزادے کی طبیعت کا لہرانا پھر سوار ہونا اور جہاز کی تباہی باہم کی جدائی انجمن آرا کی بے سرو پائی جوگی کی ملاقات

آشنایان بحر تقریر و غواصان محیط تحریر شناوران شط الفت غریق لجۂ محبت نے گوہر آبدار سخن کو سلک گفتار مین منسلک کرکے زیب گوش سامعین ذیہوش اسطرح کیا ہے کہ بعد فتح جنگ جادو شہپال اور ہاتھ آنے خزانہ مالامال کے دو مہینے تک عساکر نصرت اثر شب و روز اُس دشت مین جلوہ افروز رہے جب پیرمرد باغ کو تشریف فرما ہوا جانعالم نے کوچ کیا چند مدت کے بعد ایک روز خیمہ لب دریاے شور ہوا شہزادہ معشوقان سے باہم تماشاے بحر زخار و نظارۂ امواج بیحد ارا اور سیر دریاے ناپیدا کنار کی ہوائی کا زور ہوا اسے دریاے شور کا شور کیفیت لطمہ و گرداب دیکھتا تھا نظم آب کیسا کہ بحر تھا زخارہ + تند و موّاج تیرہ و تہ دار + موج کا ہر کنایہ طوفان پر + مارے چشمک حباب عمان پر + گذر موج جب نہ تب دیکھا ساحل اُسکا نہ خشک لب دیکھا + ناگاہ ایک جہاز پر تکلف با نقش و نگار بسیار صبا وار نمودار ہوا شہزادہ سمجھا کوئی سوداگر کہین جاتا ہے جب قریب آیا جہاز کو لنگر کیا اور ناخدا در دولت پر شرف اندوز ہوکر عرض کرنے لگے ہم لوگ ملاح ہین یہان جو شاہ و شہریار رونق افروز ہوتا ہے ہم اُسے دریا کی سیر و شکار بحری جانور آبی دکھاتے ہین موافق قدر قسمت مین جو ہوتا ہے انعام پاتے ہین یہ سُنکر خواہش سیر دریا شہزادے کے سفینۂ دل مین موج زن و لطمہ پیرا ہوئی ملکہ سے کہا چلتی ہو اُسنے عرض کی ہنوز گرداب غم تلاطم اندوہ و الم سے ساحل فرحت و طرب کی ہمکناری میسر نہین ہوئی آپ کو اور لہر آئی

نیا ڈھکوسلا سوجھا جانعالم نے کہا دریا کی سیر جی کو مسرور کرتی ہی خفقان دور کرتی ہی طبیعت
بہل جاتی ہی کیفیت نظر آتی ہے تمنے سنا نہین قول سعدی مصرعہ بدریا در منافع بیشمار است
دو چار گھڑی دل بہلا چلے آئینگے ملاح محروم نرہ جائینگے ملکہ مہر نگار نے متردد ہوکر کہا یہ سب سچ
ہی جو کچھ آپنے فرمایا خفقان کیسا تمہارے دشمنونکو نرا مالیخولیا ہی مین نے بارہا انجمن آرا سے کہا ہی سو
یہ مرض لا دوا ہی پانی سے دونا ہوتا ہی اسکے سوا میرے دماغ مین بھی کیا خلل ہی میرا دوسرے مصرعہ پر
عمل ہی سعدی اگر خواہی سلامت بر کنار است + شہزادے نے کہا خیر ہم تو سڑی ہین تنہا جائینگے تم
نہ چلو بیٹھی رہو آرام کرو جدائی کی تاب محبت کے مبتلا کو کہان ہی الفت کا یہی بڑا امتحان ہی چار ناچار اُسی دم
ملکہ مہر نگار اُٹھی اور انجمن آرا مع چند خواص ہمراہ ہوئی جہاز پر پہونچے بادبان کھینچے بلین چڑھین لنگر اُٹھا
مہر نگار مضطرب وار یہ شعر پڑھنے لگی حافظ درین دریاے بے پایان درین طوفان موج افزا
دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسہا + لوگ مصروف تماشا ملکہ غریق بحر تفکر غوطہ زن گرداب تحیر لطمہ اندوہ و
الم کی آشنا بار بار انجمن آرا سے کہتی تھی خدا خیر کرے دشمن نہ ایسی سیر کرے بے طور موج الم سر سے گذرتی
ہے خود بخود پانی دیکھکر جان ڈرتی ہے اللہ حافظ و نگہبان ہے سراسر سامان بد نظر آتے ہین کلیجا خوف
سے لرزان ہے القصہ چار گھڑی جہاز نے بامراد پانی سیر دکھائی پھر آفت آئی ناخدا چلایا ملاح ہراسان
ہوے شہزادے نے پوچھا کیا ہی عرض کی طوفان عظیم الشان اُٹھا ہی ابھی یہ ذکر تھا کہ ہوا عالمگیر ہوئی جہاز تباہی
مین آیا بادبان ٹوٹ گئے مستول گرا ملاحون کے چھکے چھوٹ گئے سنبھالنے کا مقدور نہین رہا

تصویر دریا مع جہاز اور دونون ملکہ کی مع خواصون کے اور جہاز کا ڈوبنا



آخرش تلاطم آب صدمۂ پیچ وتاب موج سے ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا کسی کو کسی کی خبر نہ ملی کون ڈوب گیا کون
جیتا رہا ایک سے دوسرا جدا ہوگیا جانعالم تختے کے سہارے سے ڈوبتا ترتا چار دن مین کنارے لگا
جب تکان پانی کی موقوف ہوئی غش سے آنکھ کھلی دیکھا کنارے کیا ہون بلکہ گور کنارے لگ رہا ہون
بڑی جد وکد سے اُترا آہستہ آہستہ بیٹھتا اُٹھتا ایک طرف چلا ایک بستی مین پہونچا وہان کے باشندے
اُسکا چہرہ اور جمال اور یہ خراب حال دیکھکر بہت گھبرائے قریب آئے کوئی بولا یہ پریزاد ہے شل سرو آزاد
ہے چمن حسن وخوبی کا شمشاد ہے کسی نے کہا ابھی تو دن ہے یہ از قسم جن ہے غرضکہ جن جن نے اُسے
جن کہا تھا پاس آ کچھ خوف سا کھا اس طرح بولے اُستاد کون ہو کیا ہو سچ کہو + حور ہو یا پری ہو تم +
جانعالم نے دم سرد دل اندوہگین سے بھر چشم تر کر اُن لوگون سے کہا لا اعلم

حالے دارم چنانکہ دشمن خواہد	جانے دارم کہ فرقت تن خواہد
ناکامی خویش را اگر شرح دہم	دشمن بخدا زندگی من خواہد

ایہا الناس مین گم کردۂ کاروان جرس کی طرح نالان ہون دل گرفتہ نقش پائے یاران رفتہ
ہون ہمّ مین گرفتار ہون بچھڑون کا طالب دیدار ہون غریب دیار بیتاب دانہ نصیب ہوا نہ آب
مفارقت یاران چند سے خستہ وخراب حیران ہوش وحواس یک لخت زائل ضعف سد راہ ناطاقتی حائل
یارونکی صورت نظر آئی نہین دیدۂ دیدار طلب مین بینائی نہین نہ تاب رفتار نہ طاقت گفتار مؤلف

بسان نقش پا بیٹھے جہان وان سے نہ پھر سرکے	ٹھکانا پوچھتے ہو کیا بھلا ہم بے ٹھکانون کا
بیاد دوستان پہرون مجھے ہچکی لگ آتی ہے	کہین مذکور جب ہوتا ہے کچھ گذرے فسانون کا
علم سے آہ کے ثابت ہوئی غم کی ظفر ہم کو	کہ باعث فتح کا ہوتا ہے کھلنا نشانون کا
چھڑائے جبر سے پیر فلک نے دوست سب میرے	مٹے گا داغ کب دل سے مرے اُن نوجوانون کا
شرر منہ سے نکلتے ہین سرور دل حزین ہر دم	بھلا دیوان ہو کیونکر جمع ہم آتش بیانون کا

اس حکایت جانسوز شکایت چرخ سے ہمہ غم اندوز سب رونے لگے کہا یہ شاہزادہ عالی تبار ہے الا دل از
دست دادہ محبوبون سے دور فتادہ اس سبب سے دل فگار ہے منت وسماجت سے مکان پر لیگئے
ہاتھ منہ دھلوا کھانا پانی حاضر کیا جانعالم آب طعام دیکھکر رو دیا یہ کہا اُستاد

ہو خاک بھوک کی اُس فاقہ مست کو پھر حجا بجھ	جو اپنا خون جگر روز ناشتا سمجھے

خدا جانے میرے بچھڑون کا کیا حال ہو کسی کو دانہ پانی میسر آیا یا کچھ نہین پایا مین بھی نہ کھاؤنگا بھوکا پیاسا مرجاؤنگا وہ بولے حضرت سلامت کھانے پانی سے انکار نادانی ہے اسی سے بشر کی زندگانی ہے جو جیتے ہو تو کسی روز بچھڑون سے ملجاؤگے وگرنہ غربت کے مرجانے مین گور و کفن بھی نپاؤگے ناچار سب کے سمجھانے سے دو ایک نوالے بجبر حلق سے اُتارے پانی پیا ہاتھ پاؤن سنسنائے پیہم غش آئے جب طبیعت ٹھہری سب احوال جہاز کی تباہی ہمراہیون کی جدائی اپنا ڈوبتے اُچھلتے وہانتک آنا اور اونکا پتا نہ پانا بیان کرکے بقول مرزا حسن بیگ صاحب کہا

هم‌رهان رفتند و ما ماندیم و دزدان در کمین | خانهٔ ملاح در چین است و کشتی در فرنگ

سب تاسف کرنے لگے ایک شخص نے کہا یہان سے دو منزل ایک پہاڑ ہے کوہ مطلب بر آر نام ہے اُسپر جوگی کا مقام ہے مرد باکمال شیرین مقال ہزارون کوس سے حاجتمند اُنکے پاس جاتے ہین سب کے مطلب برآتے ہین بسکہ اُسپر عنایت باری ہے چشمۂ فیض اس سے جاری ہے مشہور ہے کہ آجتک کوئی شخص محروم ناکام اُس مقام سے نہین پھرا یہ مژدہ سنکر چہرے پر بشاشت چھاگئی گئی ہوئی جان آگئی تن بدن مین آگئی گھبراکر تیہ پڑھا

آنانکه خاک را بنظر کیمیا کنند | آیا بود که گوشهٔ چشمی بما کنند

اُسی دم چلنے کا عزم کیا وہ لوگ مانع ہوئے کہا ابھی جانیکی طاقت آپ مین آئی نہین پاؤن مین راہ چلنے کی تاب و توانائی نہین دو چار روز یہان آرام کرو قوت آجائے تو مختار ہو غرضیکہ جانعالم نے ان لوگون کے سمجھانے سے وہان مقام کیا عجب پریشانی مین صبح کو شام کیا گردہ سب حلقہ زن یہ بہ اندوہ معشوقان گرفتار رنج و محن کبھی تو محزون چپ رہتا گاہ مثل مجنون خود بکنے لگتا اور جب حواس درست ہوتے یہ خمسہ پڑھتا

هرسو خبر اُلفت کی کیا آپ سے پہونچائی | آگے بھی مرے لب پر فریاد کبھی آئی
کیون مجھ سے بگڑتا ہے اوکافر ترسائی | تا داشت دلم طاقت بودم بشکیبائی

چون کار بجان آمد زین پس من و رسوائی

گاہے مرے لب پر ہے فریاد گہے افغان | پیارے غم دوری سے مین سخت ہون انالان
یہ جائے ترحم ہے کر رحم ذرا جانان | در زادیۂ اُلفت دور از تو چو مهجوران

تنها منم و آهی آه از غم تنهائی

ہے دن کو تو یہ عالم ظالم ترے مجنون پر | ہین گرد کھڑے لڑکے جھولی مین بھرے پتھر
سونے کی کسے فرصت اے یار اسے باور کر | شبها منم و اشکی و ز خون همه بالین تر

عشق این ہمہ نرم فرمود از عیب نفرمائی

اعضا شکنی لگا ہے گو درد جگر دیکھو — رومال بھگوتا ہوں لاکھوں ہی کبھی رو رو
گردن زدنی ہوں میں شکوہ کروں تیرا گو — صد رنج ہمی بینم اے راحت جان از تو

از دیدہ توان دیدن چیزیکہ تو بنمائی

تھا تاب و تحمل میں یکتا جگر خسرو — آگے تو نہ بہتے تھے سیلاب گہر خسرو
تم اب تو نوازش لو چلکر خبر خسرو — بس ورکہ ہمی ریزد از چشم تر خسرو

کز دست برون رفتہ سر رشتۂ دانائی

وہ رات کی رات بہزار عقوبات تڑپ تڑپ کر سحر کی نماز صبح کے بعد پہاڑ کی راہ لی چار دن میں چالا
وہ راہ طے کی پہاڑ پر پہونچا سنگ سفید کا پہاڑ بہت آبدار مانند ہمت جوان صاف باطن سربلند اور
مثال طبع سخنوران فرح افزا و دلپسند درہائے فراخ کشادہ روشن جوش نباتات دریاچین و لالہ سے
اور خروش مرغان خوش الحان سے رشک صد گلشن ہائے سرو و شیرین جابجا فرہاد کی روح کا ٹھیکہ ہر قسم
کا میوہ دار درخت قدرت حق سے اُگا پھولا پھلا پتھر ہر ایک معدن لعل پرند چرند صاحب حسن و جمال سیر دیکھتا
چلا ایک طرف درخت گنجان گھنے پختہ مزار بیداردلوں کے بنے اور مندھی کا گنبد گنبد گردان بے ستون کا جواب
بنا ترسول گڑا کھاروے کی جھنڈی پھرپھراتی کلمۂ شہادت بخط جلی لکھا جب اُسکے نزدیک آیا دور دور تک مکان
صاف صحن شفاف پایا مٹھ کے روبرو درخت کے تلے چبوترے کے اوپر ایک جوگی سوا سو برس کا سن و سال نگر ٹانٹھا کمال داڑھی
ناف سے بڑی گرہ لگی جٹا ہر ایک اکھ سے بھری قدمبوس ہو رہی پانوں پر پڑی پلکیں دیدۂ حق بیں کا اسرار
چھپانے کو چشم حاسد سے گزند بچانے کو مونچھوں سے ملیں جسم میں موج دریا کی طرح جھریاں پڑیں کمر میں کردھنی موٹی
سی مہین بان کی عجب آن بان کی کھاروے کا لنگوٹ ستر عورتوں کی اوٹ گلے میں محمودی کی کفنی حقہ جوگائی
منھ سے لگائے افیونی کی شکل بنائے شیر کی کھال بچھائے بھبھوت رمائے دید وا دید سے بظاہر آنکھیں بند مگر
دیدۂ دل کھلا خموشی پسند دل بولتا سوتا نہ جاگتا آسن مارے دنیا سے کنارے بیٹھا پیٹ پیٹھ سے لگا تیر سا قد راست
مثل کمان خمیدہ گویا چلہ کھینچ چکا ہے زنار آسا رگیں عیاں کھال سے ہڈیوں کے جوڑ شمع فانوس نمط نمایاں
تسبیح سلیمانی ایمان کی نشانی ہاتھ میں ہر بھجو ہر بھجو تکیہ کلام بات بات میں قشقہ ٹیکا ماتھے پر ہندوؤں کا سادو
سجدے کا گھٹا بدر کامل کی صورت چمکتا زرد مٹی بدن میں ذکر حق دل و دہن میں کہیں مصلے پہ سجہ و سجدہ گاہ

رکھی کپڑے کی جانماز بچھی کسی کی جا پوتھی کھلی دھوتی رمی دونون سے راہ رکھی عجب رنگ کا انسان خلاصہ یہ کہ ہندو نہ مسلمان بقول مرزا سودا

کس کی ملت مین گنون آپ کو بتلا اے شیخ | تو کہے گبر مجھے گبر مسلمان مجھکو

ایک طرف تکیے مین دو چار کیاریان بیلے چنبیلی کی بہار گلکاریان کہین مرشدونکے ڈھیر گرد کی چھتری بزرگونکے مزارون پر مولسری کے درخت سایہ دار قطار قطار درختون کی ٹہنیونمین پنجرے لٹکتے باہم بحث کرتے اٹکتے فاختہ کی کوکو قمری کی حق سرہو کوکلہ کے دم سناٹے کا عالم کہین مرگ چھالا بچھا شیر چوکی دیتا دھوتی لگی لکڑ سلگتا کسی جا ببر کی کھال کا بستر آہوے صحرائی اسپر بیٹھا اوداسا تو بنا بمیتا دھرا ایک سمت بھوانی کا مٹھ تلسی کا پیڑ ہرا بھرا گرد چشمہ پانی کا بھرا جاے دلچسپ مکان عجب ارگل خودرو کی جدا بہار ایک طرف بھنڈارا جاری کڑھاو چڑھا موہن بھوگ بٹتا کہین بلاو قلیے کی تیاری چھانڈ ہے ٹہلتا کچھ مہنت بانکے کچھ مرید حال قال کے کوئی چلے مین بیٹھا کوئی دنیا سے ہاتھ اٹھائے کھڑا کسی کے خرقہ و تاج مین کوئی جوگن مین کہین کتھا ہوتی کوئی وعظ کہہ رہا ایکطرف خنجری بجتی طنبورا چھڑتا بھجن ہوتے ایک سمت حلقہ مراقبے کا بندھا نوحہ پڑھ رہے لوگ روتے عجیب وہ گروہ مرشد غریب یہ مرید جیلے روز ایک وکو موندتا تیسرے چوتھے دن عرس ملیے حاصل کلام یہ کہ وہ عجیب جلسہ تھا کہ دیکھا نہ سنا یہ اجتماع نقیضین آرام چین سے شہزادے کے پاؤن کی آہٹ جو پائی مرد آگاہ دل روشنضمیر نے پلک ہاتھ سے اٹھائی آنکھ ملائی دیدے لال لال چہرے پر رعب و جلال جانعالم کو بغور دیکھا اسنے جھک کر مودب سلام کیا اس خوش تقریر شیرین مقال نے کہا بھلا ہو بچا بڑی مصیبت فلک نے دکھائی جو یہ صورت یہان تک لائی آو بیٹھو

تصویر پہاڑ اور مٹھ اور بھنڈارہ و جوگی مع ترسول وغیرہ اور جان عالم کی



گرو بھلا کرے مرشد کی دعا سے حق حاجت روا کرے ہم تمھارے امانت دار ہین سواری کھڑی ہے چلنے کو تیار ہین جانعالم متعجب ہو رہا تھا اور زیادہ حیران ہوا کہ یہ کیا اسرار ہے پاس جا بیٹھا جوگی اُٹھا چشمے مین نہایا گیردا چادر پھینک سفید اوڑھ عطر لگا جانعالم کے نزدیک آیہ نکتہ زبان پر لایا بابا ایکدن ذوق و شوق کے عالم مین ہمارے مرشد گرو نے تیرے حال سے خبر دی تھی کہ ایک شاہزادہ کا جہاز تباہ ہو جائیگا وہ بسرعت مطلب یہان آئیگا اسکا کام تجھ سے تیرا کام اُسکے سامنے پورا ہو جائیگا اس بات کے سننے سے شہزادے کو نہایت مسرت ہوئی کہا جوگی جی تمھارے نام سے میری زندگی ہوئی ورنہ دو چار دن مین گریبان صبر چاک ہو جاتا سر پٹک کر ہلاک ہو جاتا خوبصورتی کا بھی عجب مزا ہے جہان اسکا شیدا ہے عالم کو مرغوب ہے طرحدار سب کا محبوب ہے پیر فقیر غریب امیر سب کو عزیز ہے اسکا خواہشمند ہر باتمیز ہے جوگی سمجھانے لگا کہ یہ اضطراب بیجا ہے دیر آید درست آید بابا دنیا کا یہ نقشہ ہے گاہ خوشی کبھی غم یہ دونون امر باہم ہین کبھی وصل کی شام کو دل کیسا بشاش ہوتا ہے کبھی ہجر کی صبح کو کلیجہ پاش پاش ہوتا ہے ایک شب لذت ہمکناری ہے ایک روز پہلو تہی گریہ زاری ہے کبھی شب وصل کیا کیا اختلاط ہوتے ہین گاہ فصل کے دن سر پیٹتے ہین روتے ہین آدمی جب رنج سے گھبرائے اور غم مفارقت دوست جان ہونٹون پر لائے دل کو یہ تسکین دیکر سمجھائے مصرعہ چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند ع در پس ہر گریہ آخر خندہ ایست مصحفی

زندگی ہے تو خزان کے بھی گذر جائینگے دن
فصل گل جیتون کو پھر اگلے برس آئے گی

جو وصل مین راحت و آرام پاتا ہے وہی ہجر کے دُکھ قلق اُٹھاتا ہے تو نے اُن دونون بھائی جو توام پیدا ہوئے تھے اُنکا قصہ سنا نہین کہ پہلے اُنھون نے کیا کیا صعوبت اُٹھائی پھر ایک نے سلطنت پائی دوسرے کے ہاتھ شہزادی آئی جانعالم نے کہا ارشاد ہو کیونکر ہے

قصہ برادران توام کا شکار کو جانا پھر شب کو اندھیرے مین دونون جانور دہا پھنس جانا انکا کھانا ایک نے سلطنت پائی دوسرے پر خرابی آئی پھر شہزادی پاکر بھائی سے ملنا

جوگی نے کہا ایک شہر مین دو بھائی تھے توام پرورش یافتہ ناز و نعم روزگار پیشہ نیک اندیشہ سوائے رشتہ برادری کے سررشتہ دوستی باہم مستحکم تھا مگر دونون کی طبیعت متوجہ سیر و شکار رہتی مصروف سیاحی دیار دیار رہتی ایک روز شکار کھیلنے جنگل مین جاتے تھے ہرن سامنے آیا چھوٹے بھائی نے تیر لگایا کاری نہ لگا ہرن کنوتیان اُٹھا بھاگا دونون نے تعاقب کیا تمام دن روان دوان

افتان وخیزان چلے گئے قریب شام بڑے بھائی نے جو تیر مارا ہرن ڈگمگا کر گرا یہ گھوڑون سے
اُترے ذبح کیا دن بھر کی دوڑ سے گھوڑے شل خود بھی مضمحل ہو گئے تھے تمام روز کے بے دانہ و
آب بھوک پیاس سے بیتاب تھے لکڑیان چنکر باہم پہونچا یا کباب لگائے بخوبی تمام دونون نے
کھائے مگر اُس روز جو کیفیت اور لذت خشک کباب مین پائی مرغ کی زیر بائی تر ترانی نے کبھی
ایسی نہ دکھائی تھی پانی پیتے ہی سستی معلوم ہوئی رات بھی ہو گئی تھی لیکن شب ماہ پور تماشی
کا چاند اللہ اللہ جنگل کی فضا سبزہ نورستہ جابجا اُنھون نے کہا آج کی شب اس صحرا مین سحر
کیجیے چاندنی کی بہار صنعت پروردگار دیکھ لیجیے پھر دل مین سوچے کہ تنہائی کی چاندنی گور کے
اندھیرے سے بدتر ہے سچ ہے جب ماہ رو بر مین اور نور نظر مین نہ ہو اندھیرا اوجالا آنکھ مین برابر ہے

شیخ ناسخ

دھوپ بہتر ہے شب فرقت کی بدتر چاندنی		صاعقے کے طور سے پڑتی ہے مجھپر چاندنی

خیر یہ دونون ایک درخت سایہ دار چشمے کے قریب دیکھ شطرنجی چاندنی کو ہمراہ نہ تھی زین پوش
چاندنی کے عوض بچھا چاندنی کی سیر کرنے لگے باگڈور سے گھوڑے اٹکا دیے چھوٹا بھائی بڑا ذہین
ذی شعور نکتہ سنج دوربین تھا بڑے بھائی نے کہا آج ہم تمھاری عقل کا امتحان کرتے ہین بتاؤ تو اسوقت
ہمارے شہر کا ہمسے کتنا فاصلہ ہے اور سمت کونسی ہے دوسرے کباب کی لذت پانی کا مزا آج بہت
ملا اسکا سبب کیا تھا اُسنے جواب دیا یہ باتین سہل ہین شہر ہمارا یہان سے سو کوس ہے اور دلیل
یہ کہ بارہا تجربہ کیا ہے میرا گھوڑا تمام دن مین سو کوس اسی چال سے پہونچتا ہے اور سمت تارون
سے ثابت ہے کہ شمال ہے رہا کھانے پانی کا لطف خلاف وقت سے تھا الا نیا مقدمہ یہ سُنیے یقین
کامل ہے کہ صبح کو عنایت خالق اور مدد طالع سے وہ سامان مہیا ہو جو کدورت سابق دور ہو آیندہ
آسائش رہے طبیعت مسرور ہو بڑے بھائی نے اسکی وجہ پوچھی اُسنے کہا آج سو کوس کی مسافت
بصد آفت طے کی بھوکے پیاسے رہے لیکن دل بشاش ہے وہ سُن کے چپ ہو رہا یہ قصہ
رفت وگذشت پھر مشورہ ہوا کہ یہ ایک جنگل سُنسان ہو کا مکان ہے یہان درندہ گزندہ سانپ
بچھو شیر بھیڑیے کے سوا پرندہ و رندہ نظر نہین آتا جو ہم تم دونون سو رہے خدا جانے کیا ہو
تین پہر رات باقی ہے ڈیڑھ پہر ہم جاگین پھر تم ہوشیار رہو یہ صلاح پسند خاطر طرفین ہوئی

پہلے بڑے بھائی نے آرام کیا چھوٹے نے جاگنے کا سرانجام کیا تیر کمان ہاتھ مین اُٹھا ٹہلنے لگا
جب زلف لیلائے شب کمر تک آئی اُسی درخت پر دو جانور آپس مین اپنی اپنی توصیف و تعریف
زبان بے زبانی مین کرنے لگے اور یہ شخص بہت جانورون کی بولی سمجھتا تھا آواز پر کان لگائے
ایک بولا میرے گوشت مین یہ تاثیر ہے جو کھالے ایک لعل تو پہلے دو پہر کے بعد اُگلے پھر ہر مہینے منھ
سے نکلے دوسرا بولا جو شخص میرا گوشت کھالے اُسی روز بادشاہ ہو جائے وہ یہ باتین سمجھ دل مین
نہایت خوش ہوا تیر و کمان تو موجود تھا الا اللہ کہکر بے تامل چلے سے جوڑ کر کھینچا

تصویر دونون بھائیون کی مع گھوڑون کے اور ہرن کے کباب پکانا اور درخت
کے جانورون پر تیر لگانا



لب سوفار کان کے پاس آ کر بہمدہ نشانہ سرگوشی کرکے روانہ ہوا قضا نے ہر چند اُنکے سر پر چڑ پڑ پکارا
کمان کڑکڑا کر چلائی کہ وہ مارا رات کا تیر سراسری اٹکر لیس مگر ہر گ جو در پے ہو گئی جان نہ بچی پیکان
سے تا سوفار دوسار ہوا زمین پر چھید کر وہ دونون ایک تیر مین گر پڑے اس نے تکبیر کہکر ذبح کیا
طائر روح اُنکا اُڑ گیا دن کی لکڑیان بھی سلگا کباب لگائے جس کے گوشت مین سلطنت کا ذائقہ
سمجھا تھا اُسے خود کھایا دوسرا بھائی کے واسطے اُٹھا رکھا اور ایسا خوش ہوا کہ تمام شب آپ
پاسبانی کی بڑے بھائی کو تکلیف نہ دی مگر معاملات قضا و قدر سے مجبور بشر ہے انسان کے

قبضۂ قدرت مین نفع ہے نہ ضرر ہے مصرعہ تدبیر کند بندہ تقدیر زند خندہ شعر			
	ورنہ ستانی بستم مے رسد		انچہ نصیب است ہمے رسد

جسوقت زاغ شب نے بیضہ ہائے انجم آشیانۂ مغرب مین چھپائے اور صیّادان سحر خیز دام بردوش
آئے اور سیمرغ زرین جناح طلا بال غیرت لعل قفس مشرق سے جلوہ افروز ہوا یعنی شب گذری
روز ہوا بڑا بھائی اُٹھا چھوٹے نے وہ کباب پس ماندہ شب یعنی رات کے بچے ہوے روبرو رکھے
وہ نوش کر گیا اور کچھ حال نہ کہا دو گھڑی دن چڑھے جب لعل اوگلا تب سمجھا ہمنے بہت تدبیر کی مگر سلطنت
بڑے بھائی کی قسمت مین تھی پھر وہ لعل بطریق نذر روبرو لایا اور رات کا فسانہ مفصل سب کہہ سنایا
کہا اللہ کی عنایت سے جلد آپ کو سلطنت حصول ہو یہ نذر غلام کی قبول ہو اسکو اُسکی سعادتمندی
سے خرسندی حاصل ہوئی پھر کہا سامنے آبادی معلوم ہوتی ہے ہم جاکر اس لعل کو کسی دلال کے ہاتھ
بیچ آئین تم گھوڑون کے پاس رہو اگر اپنے شہر چلکر یہ امر کرینگے حاکم کا خوف مانع کار ہے وہان ایسا
کہان اختیار ہے یہ کہکر اُدھر چلا جسدم شہر کے دروازے پر پہونچا خلقت کا انبوہ نظر پڑا اس ملک کا
یہ معمول تھا جب وہان کا بادشاہ دار السلطنت عدم کا تخت نشین ہوتا وضیع و شریف شہر کے رسوم
کی رسم کے بعد وزیر اعظم کے ہمراہ صبحدم تخت لے دروازے پر آتے جو اُس روز پہلے مسافر باہر سے
آتا اُسے بادشاہ بناتے قضارا وہان کا بادشاہ قضا کر گیا تھا لوگ تخت لیے منتظر تھے یہ داخل
ہوا سب نے تخت پر بٹھا نذرین دین نوبت و نشان جلوس کا سب سامان موجود تھا دھوم
دھڑکے سے دیوان خاص مین داخل کیا منادی ہوئی بقول مشہور انکی رانی دُہائی نزدیک و دور
ہوگئی اسکو سرور سلطنت اور احکام مملکت کے باعث اُسدن بھائی کا خیال نہ آیا دوسرے روز
جب تخت پر رونق افروز ہوا بھائی یاد آیا فوراً جاسوس ہرکارے درخت کا پتا بتا روانہ کیے کہا اس
صورت کا جوان اور گھوڑے وہان ہین جلد حضور مین حاضر کرو وہ سب دوپہر تک تمام جنگل کی خاک
چھان حیران پریشان پھر آئے عرض کی تمام دشت مین پھر کر پاؤن توڑے نہ آدمی ملا نہ گھوڑے
وہ کچھ رنجیدہ ہو سلطنت کے شغل مین مشغول ہوا بھائی بیچارے کو بھولے سے بھی کبھی یاد نہ کیا
مگر وہ لعل جسے بیچنے کو لایا تھا جسکے بعالے مین تخت و تاج میسر آیا تھا فال مبارک اور
بے نشان بھائی کی نشانی سمجھ ہر روز دربار مین لاتا اور ملازمون کو دکھاتا وہ سب بلحاظ

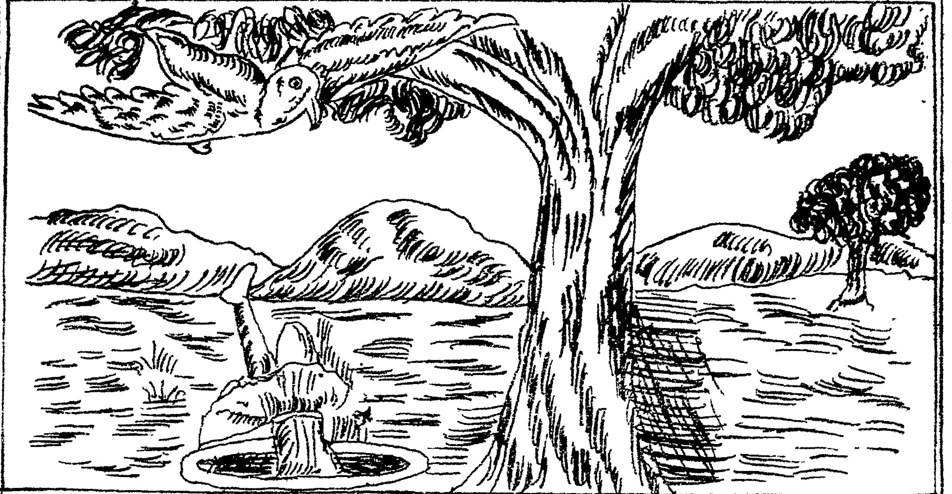
شاہ تعریف کرتے اسکو خوشی حاصل ہوتی

مذکور اُس گرفتار پنجۂ اجل کا جانور کا اُٹھالے جانا کنوئین مین گرانا قافلے کا آنا پھر بعلت لعل شہزادی تک پہونچنا اور بہ حیلۂ ایلچی بھائی کی ملاقات

صیادان طائر معانی ذیہوش ودام داران بلبل خوش بیانی خانہ بدوش نے حال اُس منتظر زیر درخت کا یہ لکھا ہے کہ ہمہ تن چشم محو انتظار برادر فراموش کا رہتا نا گہان ایک جانور مہیب بہ شکل عجیب آیا اور پنجے مین داب کر اُڑا گھوڑون نے ڈر سے باگڈور تڑا کر جنگل کا راستہ لیا کود بھاگے اللہ کی قدرت دیکھیے بڑا بھائی سلطنت کا مالک ہوا چھوٹا بچارا موذی کے چنگل مین پھنسا واللہ اعلم بالصواب وہ جانور وہان سے کتنی دور اُڑا آخرکار تھک کر ایک درخت کنوئین کی جگت پر تھا اُسپر جو بیٹھا یہ چھٹ کر کنوئین مین گرا جامی

فغان زین چرخ دولابے کہ ہر روز	بچاہے افگند ماہی دل افروز

تصویر جانور مہیب جو چھوٹے بھائی کو اُڑا لے گیا اور وہ چھٹ کر چاہ مین گرا



الا رسن حیات مضبوط تھی نہ گزند سنجے کی پہونچی نہ چوٹ چپیٹ گرنے کی لگی میر حسن

کنوان وہ جو اندھا تھا روشن ہوا	جو ان اُسمین وہ سانپ کا من ہوا

وہ جانور تو اُڑ گیا یہ بے پر کنوئین مین پڑا رہا اتفاقاً اُسی روز ایک قافلہ گم گشتہ راہ وہان پہونچا آدمی پانی بھرنے کنوئین پر آئے یہ رسّی کے سہارے سے باہر آئے جس نے اُسکا جمال دیکھا یا بشریٰ ھٰذا غلام

کا شور برپا کیا دُنیا کے عجیب معاملے ہین شعر

روز رے بنگر کہ طوطی خیالم سوے بلبش | بر بوے پستہ آمد و بر شکر اوفتاد

جب لوگ حال پوچھنے لگے اُسنے جیسا موقع دیکھا ویسا بیان کیا غرضکہ میر قافلہ کی خدمت مین رہنے لگا
چند روز مین قافلہ منزل مقصد پہ پہونچا اور مہینا بھی تمام ہوا جوان نے دوسرا لعل اُگلا رئیس قافلہ نے
جو دیکھا تمام کمال بھولا با خود سوچا ایسی گران بہا شے کا سہل لے لینا مشکل ہے مبادا فساد اُٹھے تدبیر
شرط ہے جوان کو قید کر کوتوال پاس بھیجا کہا یہ میرا غلام ہے آج اسنے لعل چرایا کچھ ایسا وسوسۂ شیطانی دل مین
آیا مین نے آپکی خدمت مین بھیجا ہے اسے سزا ملے تا لوگ ڈرین عبرت سے ایسی حرکت نہ کرین کوتوال نے قاضی
سے مسئلہ پوچھا اُسنے ہاتھ کاٹنے کا فتوی دیا مگر اس شہر کا یہ دستور تھا جب کسی شخص پہ گناہ ثابت ہوتا تو مدعی
اور مدعا علیہ بادشاہ کی بیٹی کے روبرو حاضر ہوتے اظہار حال کے بعد مرافعہ ثانی مین جو اسکی راے
معدلت پیرایہ مین آتا وہ ہوتا اسواسطے کہ بادشاہ مسن تھا بیٹی کے سوا اور کوئی تخت سلطنت کا وارث
نہ تھا اللہ رے اُسکے جمال کا جلوہ اور حسن کا غوغا پری کو ہزار جان سے اُسکی پروا حور اُسکی شیدا خلق اللہ
اس مہ سیما پر نثار آفت روزگار تھی حُسن عالم فریب کے علاوہ طبع حلیم راے سلیم نکتہ فہم دقیقہ رس اپنے
عصر کی حکیم حقیقتاً قابل ریاست وہ صاحب فراست تھی غنچۂ خاطر اُس گل اندام یاسمین پیکر کا رونا دیدۂ صبا
دہن صدف مراد تمناے قطرۂ نیسان مین بند کوچۂ عصمت و عفت مین اس درج شہریاری تک وہم و فکر
تاجداران دہر کا گذر نہوا تھا اُسدم تک ناکتخدا تھی جسوقت وہ دونون روبرو ہوے پہلے شاہزادی نے
میر قافلہ سے پوچھا اُسنے جو کچھ کوتوال سے کہا تھا وہی بے کم و کاست پھر عرض کیا شہزادی بولی سعدی
باطل است آنچہ مدعی گوید + پھر جوان کی طرف مخاطب ہوئی بسکہ یہ زیست سے تنگ آمادۂ مرگ تھا بے تامل
بولا شہزادی آپ روشن ضمیر ہین ہم مصیبت زدون کی طرح سلسلۂ تقدیر مین اسیر ہین یہ شخص سچا ہے وہ تو
عقیلہ تھی زیادہ شک ہوا دل سے کہا آجتک کسی چور نے حاکم کے روبرو بجز انکار دست بردی دفعۃً اقرار
دزدی کیا نہین یہ بیگناہ ہے تقریر اس شاہد کی شاہد ہے خدا گواہ ہے کچھ اسمین بھید ہے قیافہ شناسی سے
فرمایا کل محکمے مین حاضر ہونا جوان کو ڈیوڑھی پر قید کیا یہ تو حسین بلکہ مہر طلعت ماہ جبین تھا طالع کا ستارہ جو چمکا
شہزادی کا میلان خاطر جوان کی جانب ہوا شب کو تنہا بدلداری و تاسف استفسار حال فرمایا اسوقت جوان ناکردہ
گناہ نے آہ سرد بھر مشرحاً از آغاز تا انجام عرض کیا شہزادی کا دل یہ نیا قصہ سن کے بمرتبہ اتم مسرور

ہوا چوری کا شک اس دزد دل کی جانب سے دور ہوا صبح کو بادشاہ کے حضور لا خود دست ادب باندھکر عرض کی قبلۂ عالم و عالمیان کی عمر دراز ہو قیصر و فغفور کی اس در پر جبین بہ نیاز ہو شہر کا قاضی اور کوتوال بے دریافت حقیقت حال حکم سزا بندہ ہاے خدا کو کرتا ہے روز جزا کی جوابدہی سے کوئی نہیں چھٹتا ہے غضب کی جا ہے عجب ماجرا ہے واجب التعزیر صاحب تقصیر کو لعل ملے بیگناہ کا ہاتھ کٹے بادشاہ نے پھر دونون کی زبان سے حال سنا بسبب کبرسن کہ عقل کو زوال ہوتا ہے یہ وہ دن ہین کہ نسیان کمال ہوتا ہے ذہن نہ لڑا تامل کیا شہزادی نے التماس کیا حضور یہ امتحان بہت آسان ہے ایک مہینے اور اس جوان کو قید رکھیے اگر دوسرا لعل اُگلا تو سچا ہے پھر ایسے دریتیم صدف راستی کو کیدن لے آب و تاب کیجیے آبرو لیجیے و اگر نہ بیاہ آیندہ یہ بدکردار اسی کا سزاوار ہے ہاتھ کاٹنے سے کیا ہاتھ آئیگا بادشاہ کو سردست جواب باصواب بیٹی کا بہت پسند آیا حاضرین نے تحسین و آفرین کی بادشاہ نے جوان کو اپنی آنکھوں کے سامنے نظربند کیا میر قافلہ کو شہزادی نے محبس بھیجا قصہ کوتاہ وہ مہینہ بھی تمام ہوا اور رات دنون مین شعلۂ محبت مجمر سینے سے بھڑکنے لگا دم شہزادی کا پھڑکنے لگا حال طشت از بام اُفتادہ ہوا جوان نے عرض کی کل لعل اُگلونگا پھر صبح کو سر دربار روبرو حضار لعل بے بہا درج دہان سے نکالا سب کو حیرت شہزادی کو فرحت و مسرت حاصل ہوئی اُسی دم مال و اسباب قافلہ باشی کا جوان کو ملا اُسے تشہیر کرکے شہر سے بدر کیا جوان کی صورت دلپذیر فصاحت تقریر پسند خاطر صغیر و کبیر تھی پایہ شہزادی سب نے متفق اللفظ بادشاہ سے عرض کی کہ یہ شخص حضور کی عنایت کے لائق ہے تمنائے ملازمت رکھتا ہے کفش برداری کا شائق ہے بادشاہ بھی اُسکی راستبازی سے خوش تھا راضی ہوا سعدی

راستی موجب رضاے خداست	کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست

چند عرصے مین مقرب بارگاہ سلطانی مورد عنایات جہانبانی ہوا ہر مہینے لعل اُگل حضور مین لانے لگا روز بروز ہمچشمون مین سرخروئی حاصل کر آبرو پانے لگا آخر کار بمشورۂ ملازمان قدیم و تجربکار حکما و ندیم بادشاہ نے اس گوہر مسلم سلک تاجداری کو برشتۂ عقد اُس لعل بے بہا سے منعقد کیا یہ دونون مشتاق بصد اشتیاق باہم لطف کے ساتھ بے اندیشہ و غم ایام گذاری بڑی دھوم اور تیاری سے کرنے لگے مگر ہر روز بلا ناغہ جوان بادشاہ کے حضور مین حاضر رہتا تھا ایکدن ایلچی اُسکے بھائی کا کسی تقریب مین وارد ہوا اور جواہر کا ذکر نکلا ایلچی نے عرض کی کہ ہمارے بادشاہ کے پاس ایک لعل اس رنگ ڈھنگ کا ہے کہ آجتک جوہری

چرخ نے باوجود عینک مہروماہ وگردش شام و پگاہ سال و ماہ مین اُسکے سنگ کا کیا پاسنگ کے
برابر نہین دیکھا ہے یہ کلمہ سُنکر بادشاہ نے وہی لعل جو گنجینۂ سینہ بے کینہ جوان سے نکلے تھے دس بارہ
ایلچی کو دکھائے وہ بھی جواہر شناس تھا سخت حیران تا دیر سر بگریبان رہا پھر عرض کی قبلۂ عالم عجب کی
جا ہے کہ رنگ و روپ نقشہ انکا اُسکا ایک سا ہے اتنا فرق مقرر ہے کہ وہان ایک ہے یہان ایک
سے ایک بہتر و برتر ہے بادشاہ نے جوان کی طرف اشارہ کیا کہ یہ میرا فرزند ہر مہینے ایک لعل تھوکتا ہے
ایلچی نے جو غور سے دیکھا اپنے بادشاہ سے مشابہ کیا بعینہ پایا خیر رخصت ہوا جب اپنے بادشاہ کی خدمت
مین حاضر ہوا اُسکا تو معمول تھا جب تخت پر آکر جلوہ گر ہوتا وہ لعل پیش نظر ہوتا ایلچی کو وہ پھر سانحہ
یاد آیا عرض کی قبلۂ عالم اس لعل کو جُدا کرتے نہین ہے اسکے قدم مبارک تخت پر دھرتے نہین
ان روزون خانہ زاد جس بادشاہ کے پاس گیا تھا نیا ماجرا دیکھا معدن جواہر اور لعل کی
کان کہ وہ امکان نہین لیکن وہ لعل کا پتلا زندہ اپنے پاس رکھتا ہے بادشاہ نے اُس کا
حال مفصل پوچھا اسنے سب بیان کیا کہ داماد اُس شاہ خجستہ نہاد کا ہر مہینے لعل اُگلتا ہے اور کیا
گذارش کرون جیسی حضور کی صورت ملتی ہے حقیقی بھائی ایسے دکھائی نہین دیے یہ سُنتے ہی
یقین ہوا کہ اب پتہ ملا مقرر وہ میرا بھائی ہے۔ اُسی وقت نامہ شوقیہ اُس کان گہر کے اشتیاق دید
مین بادشاہ کو لکھا کہ برائے چندے اگر اُس فرزند ارجمند کو ادھر روانہ کرو محبت دیرینہ سے بعید نہو
ہمین شوق دیدار از حد تحریر و اظہار افزون ہے اور پوشیدہ خط تمنا بھائی کو رقم کیا کہ آجتک تیری
مفارقت سے تخت شاہی بدتر از بوریائے گدائی تھا اب ایلچی سے یہ خبر فرحت اثر سُنکر دل کو سرور آنکھون مین
نور آیا لازم کہ بمجرد ورود رقیمہ و داد ادھر کو روانہ ہو اور کچھ پتے حسب و نسب کے سانحہ شکار تفصیل وار
قلمبند کر دیے ایلچی سے فرمایا کہ نامہ علی رؤس الاشہاد بادشاہ کو اور یہ خط خفیہ اس غیرت ماہ کو دینا
قاصد صبا دم صرصر قدم جلد تر اُس شہر مین وارد ہوا بادشاہ کو نامہ دیا اور خط پوشیدہ جوان کو
حوالے کیا وہ مکتوب محبت دیکھکر ایسا گھبرایا یہ لہو نے جوش کھایا کہ اُسی دن رخصت کا ذکر بادشاہ
سے لایا آخر وہ عاشق برادر معشوقہ روح پرور کو لیکے جہاز پر چڑھکر روانہ ہوا راہ مین ایلچی سے
شہر کا نقشہ راہ کا پتہ سب پوچھ لیا فرط شوق سے دن رات سرگرم رفتار تھا ساعت بھر کسی منزل کا مقام
ناگوار تھا کہ جلد پہونچین کہین نہ ٹھہرین نیرنگ زمانہ کج سرشت بوقلمون کہ ہر دم و ہر ساعت دگرگون ہی کیا کہون

جب دس بارہ کوس وہ شہر رہا جہاز تباہ ہو گیا جسکی قضا تھی تہ آب و گرداب رہا جسکی بقا تھی یہ نکلا یہ قصہ جانگداز دور و دراز پہونچا انکے بھائی نے سنا فوراً ہزار سوار تیز رفتار دوڑائے کہ جس ڈوبتے اچھلتے کا پتہ پاؤ جلد حضور مین لے آؤ آخر کار بہزار جستجو و تگاپو شہزادی ہاتھ آئی اُنکی خبر نہ پائی اُسے بادشاہ پاس حاضر کیا جوان کے ڈوبنے کا حال کہدیا بادشاہ بحال تباہ گرداب فراق مین پھنسا شہزادی صف نشین ماتم لجۂ لطمۂ اندوہ غم مین اُلجھی جوان کا حال یہ ہوا کہ تختے کے سہارے سے بہتا بہتا پیاس کے صدمے بھوک کی موجین سہتا سہتا کئی دن مین کنارے پر پہونچا فی الجملہ جب تاب و طاقت آئی پوچھتا پوچھتا اُس شہر مین داخل ہوا بادشاہ کو خبر پہونچی روبرو بلایا بسبب طول ایام مہاجرت و درازی زمانۂ صعوبت نہ پہچانا

اُستاد

اتنی مدت مین ملا مجھ سے وہ دھوکا دے کر	یاد ہی جب مجھے اُس شوخ کی صورت نہ رہی

ہیئت تبدیل خوار و ذلیل تھا اس اختلاف کو دیکھئے یہان صحرا نوردی بھوک پیاس مصیبت وہان حکمرانی عیش و آرام و تخت سلطنت ناچار شہزادی کو طلب کیا اُسے بھی تامل ہوا وہ شخص بولا پہر بھر کا عرصہ باقی ہے آج لعل اُگلنے کا دن ہے پھر تم سب پہچانو گے بادشاہ کو یقین ہوا کہا اگر یہ جھوٹا ہوتا ایک پہر کا وعدہ نکرتا شہزادی نے کہا تیری طبیعت کی جودت مشہور ہے ایک معما پوچھتی ہون اگر یہ جواب دیا تو بیشک شک رفع ہوا بھلا وہ کیا شے ہے جسے گبر و مسلمان و یہود و نصاریٰ سب انسان کا فرقہ آشکارا کھاتا ہے مگر جب اُسکا سر کاٹ ڈالو تو زہر ہو جائے کوئی نہ کھائے اور جو کھائے تو فوراً مر جائے جوان نے ہنسکر کہا شہزادی قسم ہے یہ کیا معما پوچھا ہے وہ پھڑک گئی وحشت مٹی دل کی پھڑک گئی بیباکانہ چلمن اُٹھا پروانے کی طرح اُس شمع بزم فرقت کے گرد پھری بادشاہ متعجب ہوا کہ ہم تو کچھ نہ سمجھے شہزادی کیا سمجھکر سامنے ہوئی جوان نے عرض کی قبلہ وہ چیز قسم ہے تمام عالم کھاتا ہے سر اُسکا قاف ہے اُسے کاٹو تو سم صاف ہے سم زہر کو کہتے ہین کون کھاتا ہے کھانیوالا مر جاتا ہے بادشاہ یہ سنکر بغلگیر ہوا اُسنے لعل اُگلا شادیانے بجے بچھڑے ملے اسی طرح جامع المتفرقین سب مہجورونکی دوری کا بکھیڑا مٹائے جو جسکا مشتاق ہو جسکی جدائی جسے شاق ہو وہ اُس سے ملجائے جوگی نے یہ قصہ تمام کر کے جانعالم سے کہا بابا شعر

مشکلے نیست کہ آسان نہ شود	مرد باید کہ ہراسان نہ شود

جو بندہ پایندہ ہے یہان سے منزل دوست قریب ہے سب کچھ معلوم ہے الا اٹھنا منع ہے براہی دنیا مقام چپ رہنے کا ہے اتنا اس جگہ توقف کر میری زیست کا ساغر بادۂ اجل سے لبریز ہے سمند جان کو نفس سرد مہمیز ہے مجھے زمین کو سونپ

تشریف لیجانا اور چند وصیتین کین جانعالم نے کہا یہ رنج و قلق کس سے دیکھا جائیگا یہ پتھر کا کلیجا کہان سے ہاتھ
آئیگا کہ دوست غمخوار کو اپنے جیتے جی زیر خاک کیجیے اُسکے ماتم مین گریبان صبر چاک کیجیے یہ کہکر رونے لگا گریبان تا دامن
بارش اشک سے بھگونے لگا جوگی اسکی محبت کا بروگی ہوا کہا افسوس دم واپسین کا عرصہ بہت کم دم
نہین مارسکتے ہم وگرنہ تیرے ہمراہ شریک درد و غم ہوتا بھلا آخری فقیری کا ایک لٹکا سیکھ لے سائین چاہیے
تو کہین اٹکا نہ رہے گا قبر مین لیجا کر کیا کرونگا پھر چند کلمے وہ بتا لے کہ جس صورت کا دھیان لائے فوراً
ہو جالے یہ مقدمہ بتا ہر ہر گرو کا نام لیا پھر کلمہ جو پڑھا دُنیا سے چل بسا دم نکل گیا جوگی مسافر عدم بیکنٹھ باشی
رم گیا جانعالم کا روتے روتے دم گیا بیتابانہ نعرۂ الفراق مارے مرید چیلے جمع ہوکر گرو گرو پاہا دی کہکر
بہت پکارے بولتا نکل گیا جوگی نے صدا نہ دی منزل مقصد کی راہ لی شہزادے نے بموجب وصیت
غسل دیا کفنایا قبر مین اُتارنے کے وقت کچھ نہ پایا برابر کفن پھاڑ دیا آدھا چیلون نے جلایا نصف
مُریدون نے منڈھی مین گاڑ دیا ہندوون نے راکھ پر چھتری بنائی مسلمانون نے قبر بناکے سبز چادر
اُڑھائی وہ تنت منتر سبحہ و مصلے خرقہ وجبہ اُسکے منظور نظر کو دے جانشین کیا مرید چیلون کا ہاتھ
اُسکے ہاتھ مین دیا اُسے ایک ولولہ آیا از سر تو اُن سب کو یہ تلقین کیا کہ سنو بچا گو جوگی ظاہر مین آنکھون
سے نہان ہے مگر مرشد کا جلوہ سائین کا ظہور ہر برگ و بار بوٹے پتے گل و خار بلکہ در مسجد و دیوار
کنشت سے دیدۂ دوربین مین عیان ہے عارف کا یہ کلام ہے سعدی

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار		ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

دیدہ بینا گوش شنوا اس رمز کو درکار ہے ہر کوزے مین اُسی کا جھگڑا ہے نمونہ قدرت نشان صدرت دنیا کا
نقش و نگار ہے بلبل کے پردے مین ترانہ سنجی ہوتی ہے قمری کی کو کو جو پا کی جان کھوتی ہے اُسکے ذکر مین گرم ہے
جسکی زبان و منقار ہے کسی کو حرم محترم مین نا محرم رکھا بھٹکایا کسی کو بیت الصنم مین بُلا کر جلوہ دکھایا کعبے کا
دھوکا دیر کا بہانہ ہے دوڑ اکر تھکانا ہے اور جسنے من تیشار کو سیر کرکے ڈھونڈھا اُسنے گھر بیٹھے پایا ہے امیر خسرو

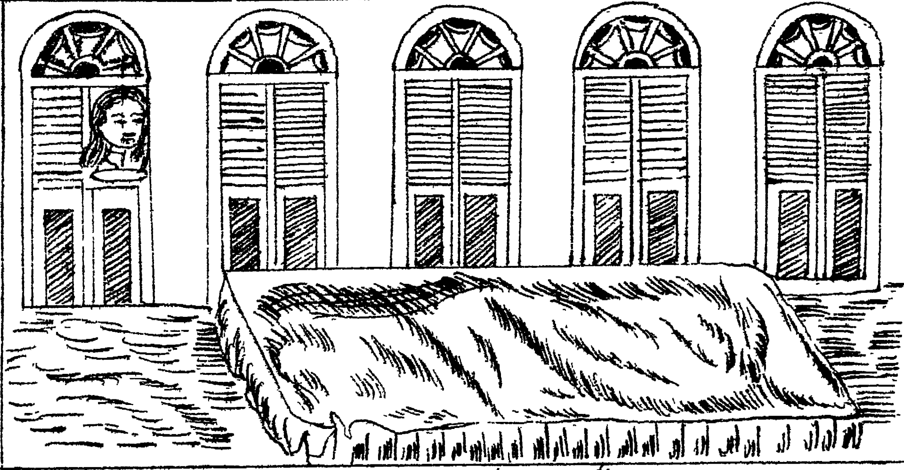
جن ڈھونڈھا تن پائیان گہرے پانی پیٹھ		مین بوری ڈوبن ڈری رہی کنارے بیٹھ

دنیا کا معاملہ مذہب و ملت کا جھگڑا یہ اچھا وہ بُرا ہرزیان وبیہودہ ہے حق بیشک دانا ہر آن موجود ہے
رنج مین دل کو خوش الم مین طبیعت کو شاد رکھو وحدہٗ لاشریک کے نزدیک شرکت کرنیوالا مشرک حماقت شعار
ہے مرسلونکو رستگار جانو مرید یا یہ سمجھکر مانو مرشد کی ذات گرو کی صفات ہے جلسے مین یاد رکھو بود و نابود کا غم نہو

اوراحباب کا دل کہ حباب سے نازک تر ہے خدا کا گھر ہے آشفتہ برہم نہو اللہ بس باقی ہوس یہ کہکر قصہ
مختصر کیا بے خبرونکو باخبر کیا جب اس صحبت سے جانعالم کو فرصت ملی چلنے کا عزم کیا اُس جانشین مہنت
نے روکا اور دو چار دن خاطر سے مقام کیا پھر جس طرف جوگی نے بتایا تھا چل نکلا پہاڑ سے جیدم آگے
بڑھا دریا ملا ہر چند ڈھونڈھا ناؤ بیڑے کا تھل بیڑا نہ لگا مگر ایک لعل درخشان بروے آب روان سامنے
آیا قریب اُسکے دوسرا نظر پڑا اسی طرح تھوڑے تھوڑے فاصلے سے بہت لعل بہتے دیکھے تازہ فکر ہوئی کہ
اس حال کو کیونکر دریافت کیجے کنارے کنارے سیر دیکھتا چلا دو کوس جب راہ طے کی عمارات عالیشان
دیکھی اُس چشمے کو اُسکے اندر سے روان پایا دروازے اور در کی بہت تلاش کی تا اندر جانے کا باب مفتوح
ہو نہوا سوائے دیوار در نہ تھا اُسوقت بُلبُل بنکر دیوار پر جا بیٹھا مکان رفیع الشان باغ بھی بہار کا
مگر سنسان انسان نہ حیوان فقط ایک بنگلہ نہایت نقش و نگار کا وہ نہر اُسی بنگلہ کے اندر سے جاری
تھی چمن خالی اور باد بہاری تھی آدمی یا جانور ناطق و مطلق مطلق نہ تھا باغ مین آکر صورت قدیم
بدلکر بنگلے مین آیا منقش و مطلا سجا سجایا پایا ایک طرفہ حال یہ دیکھا ایک پلنگ زمرد کے پایون کا بچھا
ہی اُسپر کوئی دوشالہ تانے سو رہا ہے برابر یاقوت کی تپائی پر پھولونکا دستہ آدھا سُرخ نصف سفید رکھا ہی
جانعالم نے قدم بڑھا دوشالہ سرکایا وہ تن پری پیکر بے سر نظر آیا حسرت سے کہا کہ کس ظالم ستم شعار بے رحم
جفاکار نے اس مہر وقمر خوبی سراسر دلبری و محبوبی کا سر کاٹا ہے بحیرت ہر طرف دیکھتا تھا چھت پر آنکھ پڑی
چھینکا بندھا سر بھی دھرا دیکھا سر کے نیچے نہر جاری ہی جو خون کا قطرہ اُس حلق بریدہ سے پانی مین گرتا
ہے اللہ کی قدرت کاملہ سے وہ لعل ہو کر تیرتا ہے اسنے کہا سبحان اللہ مقرر یہ سحر کا کارخانہ ہی قریب جا کر غور
سے جو دیکھا انجمن آرا کا چہرہ تھا پہچانتے ہی سر و تن کا ہوش نہ رہا چاہا کہ سر سے سر ٹکرا کر ہمسر ہو کسی کو نہ خبر ہو
بسکہ تجربہ کار ہو چکا تھا سوچا مرنا ہر وقت ممکن ہے پہلے حال مفصل معلوم کر لو کہین حوض کا سا دھوکا
نہو ہر چند غواص عقل رسا محیط فکر مین غوطہ زن و آشنا ہوا مگر گوہر مقصد صدف مراد سے ہاتھ نہ لگا معاملے
سے ناآشنا رہا شام نزدیک ہوئی تند ہوا چلی شور و غل مچا یہ سمجھا اب کسی دیو یا ساحر کی آمد ہے چھپا چاہیے
سر گلدستہ گلبن محبت کے روبرو بھنورا بن کے بیٹھ رہا دفعۃً دیو آ پہونچا قوی ہیکل زبون شمائل مگر وحشی
سا ہر سمت بو سونگھنے لگا پھر اُسی گلدستہ سے سفید پھول توڑا اُس یاسمین پیکر کو سونگھایا سر اُچھل کر
بدن سے ملا انجمن آرا اُٹھ بیٹھی دیو نے میوہ تر و خشک روبرو رکھا مگر پریشان ہر سو متحیر نگران

شہزادی نے کہا خیر ہے اُسنے کہا آج غیر انسان کی بو آتی ہے خوف سے جان جاتی ہے وہ کہنے لگی ہمین
آج تک جانور کی پرچھائین نہ نظر آئی تونے آدمی کی بو پائی طرفہ خبط ہے یہ جملہ بے ربط ہے غرضکہ صبح تک
مذکور ہر شہر و دیار عجائبات روزگار کا بیان رہا دم سحر اُسی دستے سے سرخ پھول اُس خون آشام نے
توڑ کر اُس لالہ فام کو سُنگھایا سر تو چھینکے پر سربلند ہوا تن نے پلنگ پر آرام فرمایا دیو دوشالہ

تصویر ایک مکان نفیس پلنگ پر انجمن آرا دوشالہ اوڑھے بے سر چہی او سر چھینکے پر



اوڑھا راہی ہوا جانعالم نے چار گھڑی بجبر صبر کیا پھر اپنی صورت اصلی بنکر وہی سفید پھول توڑ کر سُنگھایا
انجمن آرا بدستور اول اُٹھی شہزادہ چیخ مار کر لپٹ گیا دونون مہجور اس زور شور سے روئے کہ تمام باغ ہل گیا
زمین آسمان دہل گیا جانعالم اپنے مصائب و ہان تک اُنکا حال فرقت کا درد و ملال کہنے نہ پایا تھا کہ انجمن آرا نے کہا لا اعلم

تجھ بن مری اوقات جو اکثر گذری	وہ حالت نزع سے بھی بدتر گذری
تو تو کہے سرگذشت اپنی ظالم	مین کس سے کہون جو کچھ کہ مجھپر گذری

یہ کہکر پھر دونون چلا چلا آہ و بکا سے رونے لگے دنیا کے معاملے مین ہمیشہ سے کسی کی عقل نہین لڑی
شکست ہوئی ہے شعر بیک لحظہ بیک ساعت بیک دم + دگرگون می شود احوال عالم + مولف

اک وضع پہ نہین ہے زمانے کا طور آہ	معلوم ہو گیا ہمین لیل و نہار سے

ہر عقدہ مالاینحل ناگزیر کیواسطے ناخن تدبیر خلق مین خلق کیا ہے اور جہان مین جہان تدبیر کا دخل نہوا اُسے تقدیر کے
حوالے کر دیا ہے اکثر جس بات مین عقل عاجز آتی ہے وہی طرفۃ العین مین ہو جاتی ہے ناگہان ایک سفید دیو

زبردست زور کے نشے سے سرشار مست بڑا طاقت دار رستم کا یادگار اُدھر سے گذرا نالۂ حزین صدائے غمگین کان مین آئی بسکہ باین زور و طاقت خداداد وہ دیو نیک نہاد رحم دل غم رسیدونکے رنج کا شامل تھا گریہ و زاری سنکر دل کو بیقراری ہوئی سمجھا کوئی انسان نالان ہے مگر اس صحرائے پُرخار و وادی ہمہ تن آزار مین آدمی کا ہونا محال ہے اگر ہے تو حقیقت مین مبتلائے الم اسیر پنجۂ ستم خراب حال ہے یہ سوچ کر باغ مین آیا یہان روتے روتے دونون کو غش آگیا تھا دیو ڈھونڈھتا ہوا بنگلے مین آیا دیکھا مہر و ماہ گردش سپہر بہر سے برج زمردین مین بیہوش ہین چہرے کے رنگ اُڑے ہوئے سکتے کی حالت مین ہم آغوش ہین روے یار آئینہ وار درمیان ہے فلک بر سر امتحان ہے سمجھا مدت کے بعد دونون کا مقابلہ ہوا ہے اس سے کسوف خسوف کا رنگ ڈھنگ پیدا ہے سر بالین بیماران محبت بیٹھکر نہر سے پانی لیا دونون کے منھ پر چھڑکا آنکھین کھولین ہوش و حواس درست ہوئے دیکھا کہ ایک دیو سرہانے موجود ہے دیو سفید نے اٹھکر سلام کیا تسلی کا کلام کیا کہا تشویش نہ فرمایئے بندہ دوستدار جان نثار ہے پہلے جانعالم اُٹھکر بغلگیر ہوا وہ حال پوچھنے لگا بسکہ شہزادۂ جانعالم لسّان و خوش بیان تھا اپنی رام کہانی چرب زبانی سے کہہ سنائی دیو ماجرائے سرگذشتہ سنکر بیقرار اشکبار ہوا عرض کی آپ بدلجمعی تمام آرام کیجئے اب وہ قرمساق آئے تو عمل بد کی سزا پائے جانعالم کو بشدت لگاوٹ باز تھا اُس سے بھائی چارہ کیا صیغۂ اخوت پڑھا وہ بیچارہ بندۂ بیدام حلقہ بگوش غلام ہوا وہان سے اُٹھکر باغ کی سیر کرتے تھے کہ وہ جفاکار بھی آپہونچا یہان اور رنگ دیکھا کہ شہزادی آدمی زاد کے ہمراہ پھرتی ہے سفید دیو کا ہاتھ مین ہاتھ ہے مصاحبت کرتا ساتھ ہے جلکر جانعالم پر جھپٹا دیو سفید نے بجلدی تمام اُس نطفۂ حرام کا ہاتھ پکڑا وہ کافر اُسی رحم دل سے لپٹا باہم کشتی ہونے لگی یہ کشمکش ہوئی کہ زمین جابجا شق ہوئی الغرض بمدد مددگار و قوت پروردگار سفید دیو نے زمین سے لنگر اُکھاڑ سر سے اونچا کیا زمین پر پٹک چھاتی پر چڑھ بیٹھا جانعالم قریب آیا زور و طاقت کی تعریف کرنے لگا کہا کیا جناب باری نے تجھ مددگار بیکسان کی یاری کی جو ایسے مردود پر ایک دم مین تجھے فتح و ظفر حاصل ہوئی اگر ناگوار طبع نہ ہو مین بھی ایک زور کرون وہ بولا بسم اللہ شہزادے نے ایک ہاتھ شانے پر دھر دوسرے سے گردن اُس سرکش کی مضبوط پکڑ دھڑ سے کھینچ کر زمین پر دھڑ سے پھینکدی دیو سفید یہ طاقت دیکھ کر سفید ہو گیا شہزادے کا چہرہ سُرخ ہوا وہ زرد رو بولے دین

جانعالم اور دیو کی لڑائی اور دیو سفید کی مدد سے دیو کو پچھاڑنا



اسفل السافلین کو پہونچا اس عرصے میں سفید دیو کے ملازم حاضر ہوے دعوت کی تیاری ضیافت کی اضافت لگی ایک ہفتہ اکل و شرب گانا ناچ رہا آٹھویں روز اُس ماہ دو ہفتہ یعنی انجمن آرا نے رنج جدائی ملکہ مہر نگار مردمان لشکر کا لب دریا انتظار بیان کرکے کہا بخدا مفارقت ملکہ میں خواب و خور حرام ہے تمہارے بار احسان سے دبکر کبھی ہنسی لب پر آگئی وگرنہ وہ شراب کباب خون دل لخت جگر تھا ہر گلاس برادۂ الماس تھا فقط تمہارا پاس تھا اسنے عرض کی میرے آدمی جائیں پتا لگا آئیں انجمن آرا نے کہا اپنے تجسس میں زیادہ مزا ہے اپنا کام آپ خوب ہوتا ہے ناچار رخصت ہوکر چلے اور آنے جانیکے باہم وعدہ ہائے مستحکم ہوگئے مگر ہر دم ملکہ کا خیال ہر گام دل پر فرقت کا ملال تھا کہ خدا جانے ڈوب گئی یا ہماری طرح کسی آفت میں پھنسی کبھی دو کوس کبھی چار کوس بہزار دقت چلتے دونوں نازنین پانوں سوج گئے چھالے پڑے قدم اٹھانیکے لالے پڑے وہ سفر سخت یہ نازک مسافر کالے کوس طے ہوے کیطرح کا فر انجمن آرا جھلا کر بولی میر

کب تھا یہ شور نوحہ ترا عشق جب نہ تھا		دل تھا ہمارا آگے تو ماتم سرا نہ تھا

آپکی بدولت یہ ذلت و رسوائی پیادہ پائی صحرا نوردی عزیزوں کی جدائی نظر آئی آفت اٹھائی میر سوز

چھٹ کر مجھ سے میرے خانماں کو		خدا جانے چلا ہے اب کہاں کو

شہزادہ ہنسکر چپ ہو رہا پھر وہ عمل جو جوگی سے سیکھا تھا انجمن آرا کو بتایا دونوں نے توتے کی ہیئت بنائی اور توکلت علی اللہ کہکر بخدا ایک سمت سرگرم پرواز ہوے پھر دو پہر اڑنا پھر کسی درخت پر بسیرا [illegible] قاصد سیر ہوے سابق مصاحب انسان تھے اب ہمنشین طیور ہوے

روز نیا پانی نیا دانہ نت نیا آشیانہ کبھی بستی گاہ ویرانہ کسی کو اگر ہنستے دیکھ لیا تو رو دیا یاد کر کے اپنا زمانہ اور
اکثر یہ شعر پڑھ دینا لا اعلم شب عشرت غنیمت دان و داد خوشدلی بستان + کہ در عالم کسے احوال فردا را نمیداند

مذکور ملکہ مہر نگار تختے پر بہتے جانا بادشاہ کا جہاز پر سیر کرتے ہوئے آنا رحم کھا کر جہاز پر
منگانا شہر میں داخل ہو کر مکان دینا پھر توتے کا اڑ کر پہونچنا اور نامہ لیکر روانہ ہونا

اے جنون تو دل شوریدہ کی امداد کو آ — تا لکھوں حال میں اک اور ستمدیدہ کا
چین دنیا میں نہیں عشق کے بیماروں کو — نت نیا رنج فلک دیتا ہے بیچاروں کو
بار فرقت کبھی معشوق جو دھر جاتے ہیں — جیتے جی دب کے یہ اس بوجھ سے مر جاتے ہیں
زیست بے لطف گذر جاتی ہے بیچاروں کی — کیا کہانی میں کہوں تم سے دل افگاروں کی

نگارندۂ حال غریق شطۂ فرقت کشتی شکستہ لجۂ محبت بادبان گسستہ صرصر دوری ولنگر بریدہ کار مہجوری
طوفان رسیدہ کنار کامیابی ندیدہ یعنی ملکہ مہر نگار خامۂ جگر افگار یوں رقم کرتا ہے کہ جب جہاز تباہ ہوا
تھا یہ بھی ایک تختے کے ٹکڑے پر دل ٹکڑے ٹکڑے ڈوبتی ترتی چلی جاتی تھی اُدھر سے کوئی بادشاہ عالیجاہ
جہاز پر سوار سیر دیکھتا آتا تھا دور سے تختہ بہتا دیکھا جب قریب تر آیا آدمی اُس پر نظر آیا خوف خدا سے جلد
پنسوئی کو دوڑایا جہاز پر منگوایا ملکہ کو تلاطم آب نے بے تاب کیا تھا اور جانعالم اور انجمن آرا کے صدمۂ
جدائی سے جی ڈوب گیا تھا یعنی غش تھا لیکن صورت رعنا چہرۂ زیبا میں فرق نہوا تھا بادشاہ بیک نگاہ
والہ و شیدا ہو گیا جلد جلد عطر سنگھایا بازو باندھا اور تدبیریں کیں دو تین گھڑی میں غش سے آنکھ کھلی دیکھا کہ
اجل کے منہ سے تو بچی آفت لطمۂ و لجۂ سے برکنار جہاز پر سوار ہوں مگر شخص غیر سے دوچار ہوں شرم
سے سر جھکایا تمام جسم میں پسینا آیا بادشاہ نے پوچھا اسم شریف گو باعث حجاب بولنا گوارا نہ تھا
لیکن بے جواب دیے چارا نہ تھا آہستہ سے کہا محروم و ناکام آفت کی مبتلا ذلیل و خوار فلک کے ہاتھ سے آزار
پر آلام جگر خون دل خستہ و محزون کشتی تباہ گم کردہ راہ ناخدا گم فتادۂ تلاطم اسکی فصاحت و بلاغت
چہرے کی شان و شوکت سے ثابت ہوا کہ یہ شہزادی ہے اور کلام دردناک نے گریبان صبر و طاقت چاک
کیا بادشاہ رو دیا پھر خاصہ طلب کیا ملکہ نے انکار اُسنے بہت اصرار کیا لجاجت سے کہا آپ کھانا
نوش فرمائیں وطن کا پتہ بتائیں جب تاب و توانائی تم میں آئے گی وہاں بھجوا دیں گے ملکہ
نے کہا ہم جن کے دامن دولت سے اُلجھے تھے وہ تو گرد راہ کی صورت خار صحرا کی طرح جھاڑ

اس دریائے ناپیدا کنار مین ڈوبے خدا جانے کیا ہوے کدھر گئے جیتے ہین یا مرگئے اگر سوے عدم ہمین روانہ کردو بکھیڑا چھٹے غم و الم سے نجات ملے بڑا احسان ہو اُسنے کہا مؤلف

تم سلامت رہو زمانے مین	ایسی باتین زبان سے نہ کہو

غرضکہ مجبور اُسکچھ کھایا دو چار دن مین طاقت گو نہ آئی اور جہاز دار السلطنت مین پہونچا ملکہ کیواسطے مکان عالیشان خالی ہوا لونڈیاں پیش خدمت آتون محلدار جو کہ قرینہ شاہ اور شہر یارونکا ہوتا ہی اور جسطرح شہزادیان رہتی ہین سب سامان مہیا کردیا ایک روز بادشاہ آیا کہنے لگا تم اپنا حسب و نسب چھپاتی ہو مگر ہمین معلوم ہوا کہ تم شہزادی ہو ہمارے تمھارے ملاقات اس حیلے سے بدی تھی امیدوار ہون بخوشی مجھے اپنے فرمانبرداروں مین قبول فرماؤ ملکہ نے کہا مین نے تمام عمر سلطنت کا نام نہین سنا اللہ آپکو خالق نے بادشاہ کیا ہے انصاف فرماؤ شرط فرمانروائی ہے مین ظلم رسیدہ آفت کشیدہ فلک کی ستائی ہون خدا جانے کون ہون اور کسطرح یہان تک آئی ہون بقول اُستاد

دیکھتے آنکھو نکلے کیا کیا لوگ اُٹھے پیش چشم	ہون لب حیرت بدندان رنگ دنیا دیکھکر

اگر بے گناہ کا خون گردن پر لینا گوارا ہے تو مختار ہے مجھے کیا چارہ ہے اور جو میری خوشی منظور ہے تو برس روز کی مہلت دے اس عرصے مین اگر کوئی ڈوبا ترا میرے وارثونکا پتا ملا کوئی مو اجیتا پھرا تو خیر نہین مین تیرے قبضۂ اختیار مین ہون جبر کرنا کیا ضرور ہے عدالت سے دور ہے بادشاہ دل مین سوچا آجتک ایسے غریق اُبھرتے نہین وہان کے گئے پھر ادھر قدم دھرتے نہین اتنے دنون کی فرصت دو حکومت نہ کرو آنکھ بند کرنے مین سال تمام ہوجائیگا پھر کونسا حیلہ پیش آئیگا کہا بہت خوب لیکن جو تمھین ناگوار نہ ہو تو جی چاہتا ہے گاہ گاہ آنے کو تمھارے دیکھ جانے کو ملکہ نے یہ امر مغتنم جانا کہ حاکم و محکوم کا فرق سب کو معلوم ہے اب یہ انداز ٹھہرا پانچوین چھٹے روز پہلے خواجہ سرا اطلاع کرتا پھر بادشاہ قدم دھرتا دو چار گھڑی نشست ہوتی ہر شہر و دیار کا تازہ اخبار بیان کر اُٹھ جاتا یہان سے دو کلمے یہ سنیے مسبب الاسباب کی کارسازی کے سامان دیکھیے وہ محل جو ملکہ کو ملا تھا اُس مین مختصر سا پائین باغ بہت کیفیت کا تھا طرح طرح کے میوے دار درخت باغ بہار یک لخت نئے نئے رنگ ڈھنگ کے وہ گل بوٹے جو باد خزان سے جھڑے نہ ٹوٹے پھل قصد سے منھ مین آجائے ہاتھ بڑھانے کی بار نہ آئے روشنین مورت کی صورت کی سالم آب روان مین پری کا عالم بھدے نہ بد فوارے سڈول سانچے کے ڈھلے نازک

سبک فوارہ کیاریان پیچدار انمین آبشار ریختہ ہر ایک کیاری سراسر گلکاری چمن بندی قطعدار جا بجا
پھول ترے معقول گل پیادہ و سوار پر بہار چوکور عرض و طول باغبانیان خوبصورت نوجوان تکلف کے
سامان طلائی نقرئی کھرپیان مرصع کا ڈیلچے ہاتھونمین غمزہ حال مین ادا دیکھ بھال مین لگاوٹ باتونمین
کسی طرف کنوین کی جگت پر پیلے والے لال بیرنج و ملال ہورہا کوئی کچھ اکھاڑتی کوئی توڑتی کوئی گرا ہوا
پھول پتی پھل اٹھاتی گھاس کھرپی سے چھیل ڈالتی کوئی لوٹا جھڑا ہتا گرا پڑا کانٹا کیاری سے نکالتی
سر شاخ ہر گل رعنا بلبلون کا غنچہ سرو و شمشاد پر جوبن صدا ئے قمری طوق در گردن ایک طرف طاؤس کا
رقص پر ناز ہر ایک خوش آواز باغ کے گرد لب جھیل غنچون کا چٹکنا کوس رحیل کہین لالہ پیالہ در دست
کسی جگہ نرگس شہلا با چشم مست تاک انگور پر میخوارون کی تاک عنبر بیز صحن گلشن کی خاک لکلکہ و گاہ شام و
پگاہ رفع پریشانی و دفع سرگردانی کو وہان آ نظارہ صحبت گل و بلبل سے رشک کھا بصد حسرت یہ غزل پڑھتی میر سوز

وہ دن خدا کرے کہ جدا اپنی جہان نہ ہو	مین ہون صنم ہو اور کوئی درمیان نہ ہو
گل ہو شگفتہ خاطر و گلزار خندہ رو	باد صبا بھی ہووے وے باغبان نہ ہو
گلشن ہو اور یار دل آرام اور مین	اپنا ہو قصہ غیر کی کچھ داستان نہ ہو

کبھی پیچ و تاب زلف اور گیسوے معنبر کی پریشان حالی جعد سنبل کو دکھاتی گاہ سیاہ ہی داغ جگر
لالے کی لالی سے لڑاتی غنچہ افسردہ سے جو کچھ دل گرفتگی کی تسکین ہوتی تو گل کی ہنسی پر پھوٹ پھوٹ
کے خوب روتی اور اس غزل سے دل کو سمجھاتی مؤلف

لازم ہے سوز عشق کا شعلہ عیان نہو
جل بجھیے اسطرح سے کہ مطلق دھوان نہو
گل خندہ زن ہے چھیڑے کرتی ہے عندلیب
بہکے ہو یارو یہ جرس کاروان نہو
لینا بجائے فاتحہ تربت پہ نام یار
مجنون کی بن پڑیگی اگر ساربان نہو

اللہ ری بیکسی کہ جو دریا مین غرق ہون
پھولی ہوئی چمن مین کہین زعفران نہو
ہستی عدم سے ہے مری وحشت کی اک تلنگ
مرنے پہ یہ خیال ہے وہ بدگمان نہو
چالونسے چرخ کی یہ مرا عزم ہے سرور

تالاب کی طرح کبھی پانی روان نہو
بھاگو یہان سے یہ دل نالان کی ہے صدا
اے زلف یار پانون کی تو بیڑیان نہو
ناقہ چلا ہے نجد مین لیلی کا بے مہار
اس سرزمین پہ جاؤن جہان آسمان نہو

گاہ لب جو کسی سرو کے پاس یاد قامت جانانہ مین مثل فاختہ کو کو کرتی دل بیتاب کو تڑپا کر لہو کرتی غور کرو
دنیا مین کسی چیز کو قرار نہین اسکا سبب کارخانہ پیدا ہے کہ پائدار نہین کبھی تو روز روشن ہے گاہ اندھیری
رات ہے یہ کائنات کی کائنات بے ثبات ہے گلشن مین اگر بہار ہے تو خزان در پے آزار ہے بلبل کو

ہزار چہچہے یاد ہین پر باغبان آشیان اجاڑنے کی فکر مین ہے دام لیے لاکھ صیاد ہین نوش کے ساتھ
گزند نیش ہے کوئی دل شاد کسی کا سینہ ریش ہے عاشق ازل سے غم کا مبتلا ہے مثل مشہور ہے کہ معشوق
کی ذات بیوفا ہے اور جو کبھی کسی قسمت کے زبردست کو وفادار ہاتھ آتا ہے تو سر دست کسی نہ کسی پیچ
سے فلک تفرقہ پسند رشک کھا چھڑاتا ہے اسی سہارے پر لوگ جان دیتے جی بیچ کر یہ روگ مول
لیتے ہین یہ نہین معلوم القلیل کالمعدوم یہ جملہ تو معترضہ تھا پھر وہی قصہ شروع ہوا ایک روز فرح اندوز
ملکہ بدستور قدیم بے یار و ندیم باغ مین گئی شاہزادے کی صحبت کا خیال انجمن آرائی گرمجوشی کا ملال
تنہائی مین اپنا خراب حال دیکھکر یہ شعر مؤلف کا پڑھا مؤلف

اک انقلاب چرخ سے افسوس دیکھنا | وہ صحبتین رہین نہ تو وہ ہمنشین رہے

پھر ایسا روئی کہ ہچکی لگی شام کا وقت تھا جانور درختون پر بسیرا لیتے تھے جس درخت کے تلے ملکہ کھڑی تھی
ایک توتا اسپر آبیٹھا گریہ و زاری اس غم کی ماری کی دیکھکر بیچین ہوا پوچھا شاہزادی حال کیا ہے کونسا
صدمہ ایسا جانکاہ ہے جو اسطرح لب پر نالہ و آہ ہے ملکہ نے کہا سبحان اللہ قسمت کی گردش سے یہ حال ہم پہونچا
کہ جانور مجھپر رحم کھاتے ہین حوال پوچھنے کو اڑکر آتے ہین زیادہ بیقرار ہو اشکبار رو سوگوار ہوئی یہ قاعدہ کلیہ
ہے جب کسی دل شکستہ کی کوئی دلداری کرتا ہے بندھی بات ہے دل امنڈا آتا ہے ملکہ نے بے اختیار ہوکر کہا آصف الدولہ

جو دو شخص خندان ہم دیکھتے ہین | فلک کی طرف رو کے ہم دیکھتے ہین

اے جانور خوش بیان سخن سنج مہربان کیا بتاؤن گھر بار سے جدا بیکسی مین مبتلا ہون بسان آئینہ
حیران مثل زلف سیہ بخت پریشان کی طرح نالان مورد صد اندوہ و بلا ہون شعر

بیکسی سوخت کسے میخواہم | نفسے ہم نفسے میخواہم

شام تیرہ بختی کی سیاہی مین بیقرار صبح قیامت کی صورت دامن چاک گریبان تار تار شعر

کس کو اب زیر فلک طاقت رسوائی ہے | کاش شق ہووے زمین اور سما جاؤن مین

دل مین الم سے خار غیر جنسون کے دام مین گرفتار سخت مجبور و ناچار ہون طائر رنگ پریدہ ہزارون جور و
ستم مین جریدہ رو بے راحت کوے آشیان ندیدہ شب فرقت کے اندھیرے مین سوجھتا نہین نونہال ہون ناسخ

صبح سے کرتے ہین معمار مرے گھر کو سفید | شام سے کرتی ہے فرقت کی شب تار سیاہ

طوطے نے کہا مجھے تمسے بوے محبت آتی ہے تمہاری باتون سے چھاتی پھٹی جاتی ہے برائے خدا اپنے راز سربستہ سے

مجھے آگاہ کرو للہ جلد مفصل حال کہو ملکہ نے قصۂ عشق جانعالم انجمن آرا کا آنا وزیر زادے کی بُرائی جادوگر
کی کج ادائی جہاز کی تباہی اپنا وہان آنا اورون کا پتا نہ پانا جانعالم کا چھٹ جانا سب بیان کرکے
کہا وہ شاہ گردون بارگاہ ہمین منجدھار مین ڈوبتا چھوڑ اپنا بیڑا پار لگا مُنھ موڑ خدا جانے کیا ہوا ہم ہین
اور رنج تنہائی مین بیتابی انیس ہے پریشانی مین ہمدم خانہ ویرانی جلیس ہے جو دم ہے دم شمشیر ہے سانس
ناوک کا تیر ہے توتا یہ باتین سُنکر زمین پر گر پڑا پر نوچنے لگا ملکہ مہر نگار گھبرائی کہ یہ کیا ماجرا ہوا افسوس

دیکھ کر مجھکو وہ حاضر ہوا مر جانے کو		وہی غمخوار جو یہان بیٹھا تھا سمجھانے کو

گھڑی بھر مین جب طوطا سنبھلا بولا کہ اے ملکہ مہر نگار مین وہی توتا کمبخت جفا شعار ہون جسنے اُس نیک قدم
کو دربدر کیا مجھ سے انجمن آرا کا ذکر سُنکر آوارہ ہوا تھا باقی حال تو آپ نے سب سُنا ہوگا پھر تو ملکہ
اُسے گود مین اُٹھا یہان تک روئی کہ بیہوش ہوگئی شہزادے کے یہان کی باغبانیان دوڑین خدمتگزار
جھپٹین کہ آج ملکہ پر کیا حادثہ پڑا جب دونون کے ہوش وحواس درست ہوے توتے نے کہا آپ
دل کو تسکین دین خاطر مبارک جمع رکھین جانعالم اور انجمن آرا دونون خیریت سے زندہ ہین مین نے
یہ مقدمہ منجمون سے دریافت کیا تھا بالاتفاق سب اُسیر ہین کہ رنج مفارقت کے سوا جان کی خیر
ہے سب آملین گے اب مجھے رخصت کرو صبح کو خدا جانے کس وقت بیدار ہو ملکہ نے کہا واہ بعد مدت
کے محرم راز ملا وہ بھی اتنا جلد چلا فلک برسر کج ہے بے لطف زندگی ہے دیکھین یہ بُرے دن کب جاتے
ہین اور اچھے کیونکر آتے ہین اُستاد ایک عالم کو آزما دیکھا + جسکو دیکھا سو بیوفا دیکھا + حال بد کا شریک
دُنیا مین + نہ برادر نہ آشنا دیکھا + کیون دلا ہم نہ تجھ سے کہتے تھے + جی لگانے کا کچھ مزا دیکھا + سچ ہے دنیا سرِ نفاق
خانہ ہے + رنج مین سب کو مبتلا دیکھا + کیف مین کم بہت نوازش ہے + عشق خوبان مین جو نشا دیکھا + آخرش رات
کی رات توتا رہا صبح کو رخصت ہوا چلتے وقت ملکہ نے تھوڑا حال اپنا پرچے پر تحریر کر دیا کہا جہان شہزادے سے
ملاقات ہو یہ خط نشانی دیکر جو کچھ دیکھا ہے زبانی بیان کرنا وہ رقیمۂ شوق لیکر راہی ہوا شہر بشہر خستہ جگر ڈھونڈھتا
پھرتا تھا ایک روز قریب شام با دل ناکام تھک کر لب چشمہ کچھ درخت تھے اُنپر بیٹھکر سیل سرشک چشم نم سے
بہاتا تھا اُسی دن جانعالم اور انجمن آرا توتے کی صورت بنائے اُسی درخت پر آ بیٹھے یہ توتا ہمجنس سمجھ دیکھنے لگا
وہ دونون مضطرب الحال ایک ٹہنی پر بیٹھ رہے توتا سمجھا کہ یہ منقار بستہ میری طرح سے دل خستہ ہین
پھر رونے لگا انجمن آرا نے کہا جانعالم دیکھا یہ توتا روتا ہے شاید ہماری صورت مصیبت دیدہ

مصائب کشیدہ ہے توتا باتین تو سمجھتا تھا پھر بیٹھا اور بولا خدائے کریم تمھین وہ رنج نہ دے عدو بھی تمھارا یہ ستم نہ دیکھے مجھے وہ غم ہے اور دل پر ایسا الم ہے کہ ہر دم یہ دعا ہے دشمن کا دشمن یہ صدمۂ جانکاہ اور ایسے روز سیاہ نہ دیکھے میر سوز جو دم لیتا ہون تو شعلۂ جگر کا جی جلاتا ہے + جو چپ رہتا ہون تو اندر ہی اندر جان کھاتا ہے + جو کچھ احوال کہتا ہون تو سُننے والے روتے ہین + نہین کہتا ہون تو کوہ الم سینہ دباتا ہے + جو جنگل مین نکل جاتا ہون تو سب دشت پھنکتا ہے + کبھی جو شہر مین آتا ہون تو گھر بھول جاتا ہے + پہاڑون مین اگر پھرتا ہون ٹکڑے ہو کے اُڑتے ہین + جو دریا پر کبھی جاتا ہون سر پر خاک اُڑاتا ہے + مجمع رنج و محن غریق شط خفت ہمہ تن ہون محسن میرا خانمان آوارہ ہوا یہ ندامت ہے مفارقت اُسکی ظلم ہے قیامت ہے اُسکے درلے تازہ حال یہ دیکھا ہے کہ ایک عاشق صادق اپنے معشوق سے جدا غیر جنسون مین اسیر بلا ہے اُسکے ناوک آہ سے چھاتی سوخدا رہی سنان نالہ کلیجے کے پار ہوا اگر گریہ و زاری یا تڑپ اور بیقراری اسکی بیان کرون پتھر پانی ہو کر بہ جائے - سیماب کی چھاتی خجلت سے پارہ پارہ ہو راہ چلتے انجان کو رحم آئے جانعالم یہ سنکر پھر بیٹھا کہا وہ کون تھا جو سرگشتہ و آوارہ دشت ادبار ہوا اور وہ کون ہے جو نا جنسون مین گرفتار ہوا توتے نے انکی داستان گذشتہ اور ملکہ کا حال بیان کیا انجمن آرا ملکہ کا نام سنکر شگفتہ خاطر ہوئی دونون نے صورت بدلی توتا پہچانکر پانون پر گر پڑا شہزادہ گلے سے لگا کر رو دیا

جانعالم اور انجمن آرا کا زیر درخت صورت اصلی پر آنا اور توتے کا پانون پر گرنا



لکھا اے ہمدم تمسے جو ہم جدا ہوے کس کس رنج و مصیبت مین مبتلا ہوے دشت بدشت کوہ بکوہ خراب و خستہ دربدر محتاج پھرے تم اُسدن کے گئے آج پھرے پھر ملکہ کا حال پوچھا اُسنے خط حوالے کیا پہلے انجمن آرا نے آنکھون سے لگایا دل نے قرار پایا مضمون اضطراب بدحواسی کا مطلب سرنامے سے کھلا کہ جانعالم کی جگہ ملکہ اور ملکہ مہرنگار کی جا رقیمۂ شوق جانعالم لکھدیا تھا اس انتشار کو سوچ شہزادے کے ہوش گم ہوے بسکہ نامۂ شوقیہ پیچ و تاب دل اور اشتیاق ملاقات مین تحریر تھا جانعالم جب کھولتا تھا اثر شوق ہم آغوشی سے ہر بار خط ہاتھ مین لپٹا جاتا تھا مضمون مکرر سو سو حسن طلب دکھاتا تھا مؤلف

نامۂ شوقیہ جب مین نے رقم اس کو کیا | سو جگہ مضمون تب اسمین مکرر ہوگیا

آنسو دم تحریر یعنے لکھنے کے وقت جو خط پر ٹپکے تھے دھبّے اور نشان اُسکے دیدۂ منتظر چشم حیرت زدہ کی طرح ہر سطر سے کھلے تھے اور سُرخ بالہ ہر حرف نے نکالا تھا ایک جدول خوبی ہویدا تھی لہو رونیکی کیفیت پیدا تھی لکھا تھا حافظ

ازخون دل نوشتم نزدیک دوست نامہ | انی رأیت دہراً من ہجرک القیامہ

سواد دیدہ حل کردم نوشتم نامہ سوے تو | شعر | کہ تا ہنگام خواندن چشم من افتد بروے تو

اے یار وفادار صادق الاقرار اللہ تجھے سلامت رکھے شرح اشتیاق داستان فراق بقصہ طول و طویل ہے زندگی کا بکھیڑا قلیل ہے اگر ہماری زیست منظور ہے جلد آؤ صورت دکھاؤ نہین تو تاسف کروگے پچتاؤگے تمنے آنے مین اگر دیر کی تو ہمنے صدمۂ ہجر سے تڑپ کر جان دی مٹی کے ڈھیر پر رو رو خاک اُڑاؤگے مؤلف

شکل اپنی ہمکو دکھلاؤ خدا کے واسطے | جان جاتی ہے ابھی آؤ خدا کے واسطے

کوئی دم کا دم سینے مین مہمان ہے نام کو جسم مین جان ہے فلک نے ہماری صحبت کا رشک کھایا بے تفرقہ پردازی ظالم کو چین نہ آیا روز و شب رنج جدائی سے جان کھوتے ہین اتنا کبھی کاہیکو کسی دن ہنسے تھے جیسا اب بلک بلک کر فرقت کی راتون مین روتے ہین میر بیتابی دل کسے سنائین یہ دیدۂ تر کسے دکھائین + تمھاری تقریر ہر دم برزبان ہے بے تصور سے باتین کیے چین کہان ہے اُستاد

یہ جانتے تو نہ باتون کی تجھسے خو کرتے | ترے خیال سے پہرون ہی گفتگو کرتے

ہمارے تڑپنے سے ہمسایہ سخت تنگ ہے دولتسرا زندان سے تیرہ و تنگ ہے میر گر یونہی رہیگی بیقراری + تو ہو چکی زندگی ہماری + وحشت پیرامون حال ہے ہر گھڑی فرقت کی مار ہے جو پہر ہے وہ سال ہے میر دل کوئی دم مین خون ہوئیگا + آج کل مین جنون ہوویگا + تمھاری صورت ہر پل روبرو ہے جسطرف دیکھا تو ہی تو ہے چشم فرقت دیدہ دریا بار ہے

آنکھ نہین چشمۂ آبشار ہے جن آنکھون کو تم پرنم نہ دیکھ سکتے تھے اُنسے خون کے دریا بہگئے مؤلف

تم نے نہ ہماری پر خبر لی | چھاتی پتھر کی کیون جی کر لی

دن رات کی وہ صحبت تمھارے ساتھ کی جب یاد آتی ہی نیند اُچٹتی ہی بیچینی کی رات پہاڑ ہوجاتی ہی کاٹے نہین کٹتی ہی چارپائی تنہائی مین پلنگ بنکر کاٹے کھاتی ہی خواب مین نیند کا خیال کھانا پانی ہجر مین حرام ہی حلال نہین وہ سر جو اکثر آپ کے زانو پر رہا ہے اُسکو سو سو بار بالش و بالین پر دے پٹکا مؤلف

جس مین باہین تری حمائل تھین | طوق حسرت مین اب وہ گردن ہے

میرے جاگنے کے اے پیارے ستارے شاہد ہین گواہ شرعی زاہد ہین مرغ سحر کو بیقراری سے چونکاتی ہون موذن کی نیند آہ وزاری سے اُڑاتی ہون شب وصل یہ ہمین جگاتے تھے اب ہجر کی رات ہم اُنھین سونے نہین دیتے من مانتے بدلے لیتے ہین دل ہر ساعت گھڑی سے زیادہ نالان ہی ہر پہر گجر سے فزون شور و فغان ہی چشم ہر اختر معائنہ حال زار سے بحیرت وا ہی چرخ گردان میری گردش دیکھکر چکر رہا ہی استاد

کھا لیجئے تھوڑا زہر منگا ہم اور کہین تم اور کہین | کیا لطف ہے ایسے جینے کا ہم اور کہین تم اور کہین

افشاے حال باعث ندامت موجب دشمنون کی خوشی کا سبب دوستون کے ملال کا ہے لا اعلم دل من داند و من دانم و داند دل من + اگر جیتے جی مل جائینگے رنج فرقت کے دکھڑے مفصل زبانی کہہ سنائینگے اور جو فلک کو یہی منظور ہے تو انسان مجبور ہے اس حسرت کو بھی در گور لیجائینگے سعدی اے بسا آرزو کہ خاک شدہ + بخدا نماز پنجگانہ مین یہ دعا ہی جامع المتفرقین سے یہی التجا ہی کہ تمسے جلد ملاقات ہوجائے جان زار دل بیقرار کو چین آئے زیادہ ملاقات کا اشتیاق ہی اشتیاق اور جدائی کا صدمہ جانکاہ سخت شاق ہی شاق خو گر وصل ہجر کے الم کا مبتدی ہی نہ مشاق یہ خط کا مضمون جو پڑھا دونون نے رو دیا از سر نو مع سرنامہ سراسر وہ نامہ بھگو دیا اُس رات کو تو چار و ناچار وہان مقام کیا صبح ہوتے ہی صورت بدلی کوچ کا سرانجام کیا آگے آگے توتا رہبر پیچھے پیچھے وہ دونون تیزرو

پہونچنا جانعالم اور انجمن آرا کا مع توتے ملکہ مہر نگار کے پاس پھر ملاقات ہمدیگر فوج بھیجنا وہان کے بادشاہ کا لوگونکا ملجانا بادشاہ کا آنا پھر اُسکی گرفتاری اور جانعالم کی سیر چشمی

پلا دے تو ساقی مے لالہ فام
کہ ہوتے ہین معشوق و عاشق بہم
رہا چاہتا ہے یہ قصہ تمام
جدائی کے ایام طے ہو چکے
وہ مے دے کہ ہو دور دل سے الم
شب ہجر مین خوب سا رو چکے

مچاؤں کوئی دم بھلا چہچہے | کہ رنج جدائی بہت سے سہے
کہ ہے رنج کے بعد راحت ضرور | مثل ہو یہ مشہور اے ذی شعور

محرران حال طالب و مطلوب حاکیان حکایات خوب لکھتے ہیں کہ وہ پرندۂ ہوائے شوق یعنی جان عالم مع انجمن آرا توتے کے ساتھ آٹھویں روز ملکہ کے پاس پہونچا یہاں جسدن سے توتا رخصت ہوا تھا ملکہ مہر نگار دونوں وقت بلاناغہ اُس درخت کے تلے جہاں توتا ملا تھا آکر یہ کہتی تھی میر سوز مانند جرس جھنگلی چھاتی تو فغان سے + فریاد کو پہونچا نہ کوئی راہ روان سے اسطرح روز موافق معمول وہ دل ملول قریب شام درخت کے نیچے حزین و زار توتے کے انتظار میں کھڑی تھی اور آنکھ ٹھنی سے لگی تھی اور دیدۂ خونبار سے تا دامن یاقوت اور موتیوں کی لڑی تھی جب دل سوختہ گھبراتا تو آہ سوز درون مثل دخان لب پر آتی جی بہلانے کو یہ غزل پڑھتی مؤلف

آتش فرقت سے سینہ جب سے مجمر ہو گیا | پھنک کے لخت دل مرا ہر ایک اخگر ہو گیا
باعث افشائے ذلت دم نہ مارا میں نے آہ | ورنہ زیر آسمان کیا کیا نہ مجھ پر ہو گیا
نزع تک تو آمد جانان کا کھینچا انتظار | وہ نہ آیا وعدہ اپنا یان برابر ہو گیا
کیا ڈراتا ہے ہمیں واعظ سنا شور نشور | شام فرقت یان عذاب روز محشر ہو گیا
اب جو ہنستا ہوں تو ہنستے ہنستے بھی گرتے ہیں اشک | روتے روتے آخرش رونے کا خوگر ہو گیا
فکر پھر کسکو ہے دیوان جمع کرنے کی سرور | اپنا جب مجموعۂ خاطر ہی ابتر ہو گیا

دفعۃً توتے نے سلام کیا وہ خوش ہو کر بولی اے قاصد نیک صدا و ہد ہد شہر سبا میرے سلیمان حسن و خوبی کا پتا پایا اُس بلقیس محبوبی کا سراغ ہاتھ آیا توتے نے کہا اے ملکۂ عالم قدردان خبر دار و نکو خلعت و انعام دیتے ہیں جب دوست کا پیغام پوچھتے ہیں علی الخصوص یہ خبر فرحت اثر پہلے یہ ارشاد ہو کہ اگر پتا بتاؤنگا اُسکی اُجرت کیا پاؤنگا یہ سن کے ملکہ کی جان رفتہ بدن میں آئی یقین ہوا اُسنے خبر پائی یہ کہا استاد

پیغام دوست جلد تو پیغام بر سنا | گھبرا کے دم ہی جائے نہ میرا کہیں لٹ

توتا عرض کرنے لگا حضور کا فرمانا بجا ہے مگر ایسی بات کا جلد کہنا حمق کا مقتضا ہے استاد

دفعۃً خوگر فرقت کو نہ دے مژدۂ وصل | خبر خوش نہیں اچھی جو یکایک ہووے

توتا بات کو طول کر دیتا تھا کبھی خوش گاہ ملول کر دیتا تھا ملکہ بے چین ہوئی جاتی تھی ادھر شہزادے سے زیادہ انجمن آرا گھبراتی تھی غرض نہ رہ سکی صورت بدلی جان عالم مجسم ہو کے سامنے آیا آپسمیں عاشق و معشوق و معشوق و عاشق گلے ملکر

تصویر انجمن آرا و جان عالم اور ملکہ مہر نگار کی باہم ملاقات ہونا



روئے غبار کلفت پارینہ داغ مہاجرت دیرینہ دل کھول کر صفحۂ سینے سے دھولے رونیکی آواز سے متلانیاں خواصین جمع ہوئین جسکی آنکھ ان دونون پر پڑی دوڑکر صدقے ہوئی اور پانون پر گر پڑی جل جلالہٗ حسن خوب سے کوئی چیز زیادہ دلکش اور محبوب نہین دوست تو دوست ہے دشمن عشق کرجاتا ہے لڑکا ہو یا بوڑھا شیدا نظر آتا ہے مال تو کیا مال ہے سوت کی انٹی بھی اگر پاس ہو تو اینٹھا ری سے خریدار بنجاتا ہے جان عزیز نہین حرمت کچھ چیز نہین غلام کی غلامی پر آقا فخر کرتا ہے جان تازہ پاتا ہے جو کوئی کہتا ہے کہ یہ اسپر مرتا ہے عیاذًا باللہ یہ امر محمود نہین اسمین غیر ضرر کچھ سود نہین غرضکہ خرم و خندان بارہ دری مین آئے انجمن آرا سے ملکہ نے حال پوچھا اُس نے دیو کا اُٹھا لیجانا باغ کی بیسروپائی پھر جانعالم کی رسائی اور سفید دیو کا آنا باہم کی لڑائی آفت سے چھڑانا اپنی پیادہ پائی صحرا نوردی ہوا گرم پانون کا ورم پھر وہ عمل جوگی کا بتایا ہوا شہزادے کا سکھانا توتے سے درخت پر الجھانا سُنا دیا پھر اُسنے جانعالم سے سرگذشت پوچھی اپنی صعوبت کہی گذشتہ کا حال بین کرکرکے جو کچھ دھیان بندھا پھر سب رونے لگے توتا بدمزہ ہوا کہا صاحبو اب یہ قصہ بکھیڑا دور کرو ہنسی خوشی کا مذکور کرو یاد رکھو یہ بات گذشتہ را صلوات مصحفی

جز حسرت و افسوس نہین ہاتھ کچھ آتا — ایام گذشتہ کو کبھی یاد نہ کیجئے

ملکہ بولی اے شیرین مقال مبارک قدم خجستہ فال شہزادہ ساعقل کا دشمن دیکھا نہ سُنا سوز

معلوم ہمکو دل کے سلوکون سے یہ ہوا — نادان ہے جو دوست وہ دشمن ہے جان کا

اُسنے جتنی محنت و مشقت اُٹھائی اپنی بدعقلی کی سزا پائی بھلا عالم تنہائی مین جو کچھ کیا سو کیا دو تین
بار اپنے ساتھ ہم دونون کو خراب آفت کا مبتلا کر چکا ہی آگے دیکھئے کیا ہوتا ہی یہ کہکر روبروے دشمنان
بند دوست بادل خرسند باہم بیٹھے اور دور ساغر بے دغدغہ فلک تفرقہ پسند و سفلہ پرور شروع ہوا مطرب نے
سازکی ناسازگی پر گوشمالی دی صدائے عیش و طرب بلند ہوئی یہ خبر بارہ دری مین مشتہر ہوئی اور وہان
کے بادشاہ کو پہونچی کہ ایک مرد صاحب جمال دوسری عورت پری تمثال ملکہ کے پاس تازہ وارد ہوے
کہنے لگا الحمد للہ ایک موجود تھی دو اور آئے پھر دو ہزار سوار جرار اور دو سپہ سالار تجربہ کار نگہبانی
کو بھیجے جانعالم نے یہ ماجرا سنا کہا فضل الٰہی چاہیے بعد مدت یہ صحبت ہمدگر میسر ہے صبح سمجھ لین گے
سوار تو باغ گھیرے رہے یہ تمام شب جلسے کئے گئے جسوقت خسرو خاور آرامگاہ مشرق سے برآمد ہوا
جلوہ گر تخت زنگاری ہوا اور سپہ سالار انجم مع سواران سیارہ کوہ مغرب کی طرف فراری ہوا جانعالم
حمام سے غسل کر کے نکلا اُس لوح سے اسم تسخیر پڑھتا باغ کے دروازے پر آیا جسکی نگاہ پڑی اسم کی برکت
سے آداب بجالایا دست بستہ روبرو آیا وہ دو ہزار مع سپہ سالار فرمانبردار ہوے پھر تو دروازہ کشادہ
پیشانی کھولا یہ خبر وحشت اثر اُس بادشاہ کو پہونچی اور سوار پیادے لڑائی کے آمادے بھیجے وہ بھی
جب سامنے آئے حلقۂ غلامی کان مین ڈالا جنگ کا خیال نہ رہا پھر تو مشہور ہوا کہ ساحر ہی مختصر
تمام فوج آکر حاضر ہوئی اُسوقت وہان کا تاجدار طیش کھا کر سوار ہوا کہان تک سوار کجا انبوہ بیشمار تلوار چلی
دس پانچ زخمی ہوے کچھ جان سے گئے اور فوج نے نرغہ کر جان سے تو نہ مارا کمندون مین پھنسا لیا اور
جانعالم کے حوالہ کیا شہزادہ عالی حوصلہ خوف خدا سے اور نحوست طالع نارسا سے مثل بید کانپا اور
فرمایا اللہ وہ وقت کسی کو نہ دکھائے جو دوست دشمن ہو جائے یہ ارشاد کر اُس سے بغلگیر ہوا برابر
بٹھایا قتل سے ہاتھ اُٹھایا وہ بیچارہ نادم و پشیمان سر در گریبان گھٹنے پر گردن جھکا منفعل خاموش
بیٹھا شہزادے نے کہا مسافر کشی صفت شاہی سے بعید ہی ہم تمھارے مہمان تھے تمنے دعوت کے بدلے
عداوت کی اللہ کو یہ بات پسند ہوئی عبرت کا تماشا دکھایا یہ سلطنت آپکو مبارک مین غریب یار کمر باندھے
چلنے کو تیار ہون اس لڑائی کا قصہ فسانہ ہو جائیگا امروز فردا مسافر روانہ ہو جائیگا وہ اسکی فصاحت
و بلاغت اور یہ سیر چشمی دیکھکر حیران ہوا کہ دشمن کو گرفتار کیا پھر ملک بخشدیا سر جھکا کر بولا بخدائے عز و جل لایق
حکومت قابل سلطنت آپ کی ذات فرخندہ صفات ہے جانعالم نے کہا آپ یہ اپنی تعریف کرتے ہین

وگرنہ من آنم کہ خوب میدانم القصہ وہ محجوب ہوکر رخصت ہوا فوج کو صلح جو ثابت ہوئی اپنے بادشاہ
کے ہمراہ چلی جب یہ جنگ زرگری ہوگئی مکان پر آکر بہت تیاری سے دعوت کی اور عذر تقصیر کر
عفو کا امیدوار ہوا شہر مین یہ چرچا ہوا اہل شہر مشتاق ہو غول کے غول آنے لگے روز باغ کے روبرو میلا
ہوتا تھا کسی وقت شہزادہ نہ اکیلا ہوتا تھا پھر جاسوس شتر سوار ہرکارے فوج کے تجسس مین روانہ کیے
چالیس منزل پر لشکر ملا جانعالم کی مفارقت سے کسی مین جان نہ تھی فرمان کی مُہر دیکھکر جان تازہ پائی
پھر آنکھون سے لگائی رات دن کوچ کرتی بیس پچیس دن مین برسم یلغار فوج داخل ہوئی شہزادہ
لشکر کو ملاحظہ فرما کر مسرور ہوا ملال بھولا ارکان سلطنت نے ملازمت حاصل کی سب نے نذر دی موافق
قدر و منزلت خلعت اور انعام خاص و عام کو مرحمت ہوا اور رعایا برایا بازاری اہل حرفہ کو بھی کچھ دیا
فوج کے سردارونکو خلعت جواہر نگار سپر شمشیر مرصع کار عنایت کیے دو ماہہ تمام فوج کو انعام مین
دیا از سر نو لشکر چمکا دیا پھر وہان سے کوچ ہوا وہی راہ مین جلسے اختلاط فسانے حکایات عیش و نشاط
توتا ہنساتا رمز و کنایے کرتا لطیفے سناتا دل بہلاتا ہر صبح با خاطر شگفتہ مثل نکہت گل کوچ
ہر شام بسان فصل بہار با آسائش مقام روز و شب براحت و آرام رو براہ ہوے

ورود لشکر نصرت آمود پُربہار جنگل مین جاڑے کی شدت صحبت شراب کے نشے کی ترنگ مین خیالات فاسد کا آنا کج بحثی باہم کی پھر توتے کا سمجھانا شہزادے کا پچھتانا

ناگاہ ایک روز گذر ہوکب حشمت و جلال با فر و شوکت کمال ایک صحرائے باغ و بہار دشت لالہ زار
مین ہوا فضائے صحرا قابل تحریر کیفیت دشت گلشن آسا لائق تقریر بو باس ہر برگ و گل کی رشک
مشک اذفر صفحۂ بیابان عنبر و معطر چشمون کا پانی صفا مین آب گہر سے آبدار تر خدا لگتی ہین بہ از شیر و شکر
چلے کے جاڑے کڑاکے کی سردی تھی گویا کہ زمین سے آسمان تک یخ بھر دی تھی پرند اور چرند
اپنے اپنے آشیانون اور کاشانون مین جمے ہوے بیٹھے بھوک اور پیاس کے صدمے اُٹھاتے
تھے دھوپ کھانے باہر نہ آتے تھے وقد سے تھر تھراتے تھے سردی سے سب کا جی جلتا تھا دم تقریر
ہر شخص کے مُنھ سے دھوان دھار دھوان نکلتا تھا آواز کسی کی کان تک کسی کے کم جاتی تھی مُنھ سے
بات باہر آئی اور جم جاتی تھی مار سیاہ اوس چاٹنے باہر نہ آتا تھا سردی کے باعث دم دبا کے بانبی مین

بھاگ جاتا تھا زمانیکے کاروبار مین خلل تھا ہر ایک دست در بغل تھا عاشق و معشوق بھی اگر
ساتھ سوتے تھے گھٹتے تھے مگر گھٹنے سے جدا نہوتے تھے اشک شمع انجمن لگن تک گرتے گرتے اولا تھا
پروانون نے گرد پھرتے پھرتے ٹھول تھا شعلہ کانپتا تھا فانوس کے لحاف مین منھ ڈھانپتا تھا شمع کا جسم
برف تھا پگھلنے کا کیا حرف تھا ہر سنگ کے سینے مین آگ تھی گواہ شرعی غیر رہا لیکن سردی کو بھی یہ لاگ تھی اور
جاڑے کا ایسا اثر تھا کہ سلین کی سلین جمی پڑی تھین فولاد سے زیادہ کڑی تھین تنور فلک چہارم کی چھاتی
سرد تھی گلخن مین یہ برودت تھی کہ کشمیر گرد تھی لیجون نے نیٹر پکڑے لوے لولون کے ہاتھ آئے لنگڑے ہرن
باندھ لائے سرزمین ہند مین مُردے نہ جلتے تھے زندون کے ہاتھ پاؤن گلتے تھے آتش رخسار
گل شبنم نے بجھائی تھی باغ مین بھی جاڑے کی دہائی تھی خوبی اُس برگ و بار کی صنعت پروردگار
کی دکھائی تھی مرصع کاری یک لخت نظر آتی تھی دانہ ہاے اشک شبنم خواہ بڑے یا ریزے تھے ہر شجر کے
پتے اور شاخ مین الماس اور موتیون کے آویزے تھے عذار لالہ احمر رشک زعفران تھا طلائی درختون
کی ٹہنیان کہربائی پتے بہار مین رنگ خزان تھا اس سردی کا کہین ٹھکانا تھا حمام تہ خانے کا خنخانہ
تھا آگ پر لوگ جی نثار کرتے تھے زردشت کا طریق اختیار کرتے تھے اُس زمانے مین جاڑے کی یہ ترقی
تھی کہ آجتک بتون کی سرد مہری نہ گئی آفتاب عازم برج حمل تھا آتش پرستونکا عمل تھا زیست سمندر
کے عنوان تھی آگ خلقت کی جان تھی عاشق تو کیا معشوق ٹھنڈی سانس بھرتے تھے گرمی نکرتے
تھے دانت سے دانت بجتا تھا ہونٹ نیلم کو شرماتے تھے پان کے لاکھے مین سوسن کی پنکھڑی سی نظر آتی
تھی عاشق تن پریون کو ساتھ سلاتے تھے اسپر بستر کو گرم نہ پاتے تھے جاڑے مین ہر ایک الست تھا عالم
اللہ کا آتش پرست تھا جاڑے سے اُس دشت مین ایسا پالا پڑا تمام اہل لشکر کو تپ لرزے کا عالم تھا
بانکے ترچھے اینٹھے جاتے تھے ڈھال تلوار کھڑکھڑا انکے عوض دانت کڑکڑاتے تھے چقماق پتھر کلے
لاٹھی سے بیکار ہوگئے تھے جانب کے پتھر آگ نہ دیتے تھے اور توڑے دار کا یہ حال تھا کہ بوجھ کندھا
توڑے دیتا تھا قدم اُٹھانا محال تھا توڑا ہر ایک گل تھا توتے کی جگہ شور بلبل تھا ہوش لوگونکے کانپتے تھے
کیچوے کی مٹی کو اولا سمجھ چونکتے پھونکتے ہانپتے تھے ملایم لوگونکے حواس جم گئے تھے جگنو کو چنگاری کے دھوکے
اٹھانے کو تھم گئے تھے سردی بسکہ کارفرما تھی ایک کو دوسرے کی تمنا تھی یہان تک جاڑے کا زور و شور عالمگیر ہوا تھا
کہ کرہ نار زمہریر ہوا تھا جان عالم نے فرمایا آج خیمہ ہمارا یہین ہو بعد ورود متوجہ سامان عیش و نشاط ہوا ملکہ اور انجمن آرا اسی

پری پیکر محبوب توتا مصاحب بے بدل بدل مرغوب دور شراب کا گردش مین الاکشتی شراب کی نہ چلتی تھی اور کباب بھوننے کو آگ نہ جلتی تھی گلاس شراب کا برف کی قفلیون کو شرماتا تھا قطرے اسمین گرتے ہی جم جاتا تھا مینا بے زبان کے منھ پر روئی تھی ایسی سردی ہوئی تھی گلا بیٹھا تھا جب بہت غل کرتی تھی تب قلقل کرتی تھی لب ساغر خشک جسم پر پسینا تھا پانی کا پیالہ فخر آبگینہ تھا جاڑے کا لشکر مین ہر طرف شور و غل تھا بازار مین روئی کا لین دین بالکل تھا جب دور آفتاب جبینون مین جمکا عالم سرور مین جانعالم کو خیال نزدیک و دور آیا دل مین سوچا کہ اتنے عرصۂ دراز مانۂ دیر یاز تک ملکہ اور انجمن آرا کو ہمسے فرقت غیرون سے قربت رہی ندی کا اعتبار کیا ہی یہ قوم قدیم سے بیوفا ہی فردوسی

اگر نیک بودی سر انجام زن　　زنان را مزن نام بودے نہ زن

یہ نشیب و فراز جو ذہن مین آیا جلی کٹی ہونے لگی کج بحثی صحبت کا لطف کھونے لگی وہ سبز پوش خانہ بدوش موقع شناس مزاجدان دلسوز ادب آموز بزبان بلبل ہزار داستان دل کا حال جانتا تھا اُڑتی چڑیا پہچانتا تھا سمجھا جانعالم کی طبیعت کبیدہ ہوئی قریب وہ وقت آیا چاہتا ہی کہ ایسی گفتگو آغاز ہو جسکا انجام یہ صحبت درہم برہم کرے بات کو کاٹ طبیعت کو اُچاٹ کہنے لگا شہزادے نشہ اُس کیفیت سے حرام ہی کہ اسکی ترقی مین عقل کو تنزل ہی خیالات لاطائل آتے ہین احسان بھول جاتے ہین فقط گمان بیجا اوہ خیال وہ بھی نشے کے حال کا اسیر حق خدمت سہو کرنا روکھی صورت بنانا فوراً بگڑ جانا آدمیت سے بعید ہی ایکساعت ادھر مخاطب ہو جیسے اس شہ مفارقت مین جو جو سانحے دیکھے انسانے اپنے بیگانے کے یاد کیے ہین اگر بگوش ہوش انھین سنیے تو یہ تخیلات فاسد دور ہون جانعالم نے کہا ایسی بات اسوقت اجتناب سے ہی جلد کہہ

توتے کا بیان کرنا قصہ شاہ قوم بنی اسرائیل کا بھاوج پر فریفتہ ہونا دین و ایمان کھونا پھر سنگسار کرنا عورت کی بادیہ گردی پھر اسی شہر مین آنا

توتے نے کہا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہی کہ بنی اسرائیل مین ایک بادشاہ تھا نیک طینت باصفا سخی و شجاع عابد پارسا اُسکے عہد دولت مین دو بھائی تھے ایک تو شہر کا قاضی ایک مفتی بظاہر مرد مسلمان صاحب ایمان مفتی کی بی بی نہایت شکیلہ بہت جمیلہ تھی اتفاقاً عند الضرورت مفتی کو بادشاہ نے کہین دو چار منزل بھیجا وہ اپنی عورت دم رخصت بھائی کو سونپ گیا قاضی گاہ گاہ خبر کو اُس عورت کے پاس جاتا تھا پر وہ اسی واسطے خوب ہوتا ہے جتنا دنیا کا قصہ بکھیڑا ہے

سب آنکھون سے دیکھا سُنا ہی وہ بدرجہ حسین تھی قاضی کی آنکھ پڑی فریفتہ ہوا چند روز مین نوبۂ
طبیعت حد سے فزون بلکہ قریب جنون ہوا اگر وہ عورت جیسی خوبصورت تھی اُس سے زیادہ
عصمت و عفت رکھتی تھی ایسا حسن حُسنِ اتفاق سے ہوتا ہے قاضی نے ایک روز اس سے سوال
وصال کیا اُسنے اس امر سے ازحد انکار کر خوشامد کا کچھ نہ خیال کیا قاضی سمجھا یہ راضی نہوئی اور نہوگی
خفت مین دوراندیشے ہوے ایک تو محرومی وصال دوسرے افشاے راز کا خیال گھبرا کر بادشاہ
سے عرض کی دم رخصت میرا بھائی اپنی جورو مجھے سونپ گیا تھا اُس فاحشہ نے اسکی غیبت مین
زنا کیا مجھے ثبوت کامل ہوا بادشاہ نے مرد متشرع سمجھ صاحب زہد و ورع جانکر اختیار دیا قاضی
نے اُسکو تنہا لیجا کر سمجھایا کہ ابتک خیر ہے مجھسے راضی ہو نہین بڑا شر ہوگا تیرا ضرر ہوگا دل پر جبر
اختیار کرونگا تجھے سنگسار کرونگا وہ عورت شیر صفت اُسکی گیدڑ بھبکی سے نہ ڈری مرگ پر
راضی ہوئی اس کمبخت شہوت پرست نے شہر کے باہر لیجا کر اُسکو سنگسار کیا خلق خدا عبرت کنان
خائف و لرزان اپنے اپنے گھر پھری وہان حافظ حقیقی نے شیشۂ حیات اُس نیک صفات کا
سنگ ستم قاضی سے بچا لیا ٹھیس نہ لگی خواہش بیجا مین ایسا ہی ہوجاتا ہے عقل پر پتھر پڑجاتے ہین
شب کو عورت پتھر سر کا ایک سمت پیادہ پا روانہ ہوئی جنگل مین ایک ویرانی تھا مرد خدا پرست
بستی کو چھوڑ اہل دنیا سے مُنھ موڑ دشت بسایا تھا یہ جب وہان پہونچی اُس حق پرست نے اسکی غریب الوطنی
پر رحم کھایا لڑکا اسکا خرد سال تھا اسکی خبرگیری کو اپنے پاس رکھا اس ویرانی کا ایک غلام سخت نطفہ حرام
تھا بد ذات گیدی مثل مشہور ہے لاخیر فی عبیدی رنڈی جوان دیکھکر عاشق ہوا بہت چاپلوسی کی وہ
ڈھب پر نہ چڑھی اُس شقی نے ویرانی کا لڑکا ذبح کر تہمت اُس عورت پر کی اولاد کی محبت مشہور ہے
امیر ہو یا فقیر اسمین مجبور ہے ویرانی کو بشدت رنج ہوا لیکن وہ صابر و شاکر تھا عورت سے کچھ نہ کہا
بجز کہ رضینا بالقضا اور بیس دینار زاد راہ دیکر رخصت کیا وہ بیچاری مصیبت کی ماری
پھر چل نکلی ایک شہر مین وارد ہوئی بازار مین بھیڑ دیکھی شور و غل برپا تھا اور ایک شخص کو زنجیر
و طوق مین پھنسا کشان کشان لوگ لیے جاتے تھے عورت نے پوچھا اس سے کونسا جرم قبیح
سرزد ہوا جو ایسی آفت مین مبتلا ہے لوگون نے کہا یہ بیس دینار کا قرضدار ہے ادا کی طاقت نہین
اسکے بدلے یہان کے سردار نے دار کا حکم دیا ہے عورت کو رحم آیا وہی ویرانی کے دینار دیکر قید سے

چھڑا دیا وہ مکار بد باطن عیار تھا رنڈی جو خوبصورت دیکھی جی بھر بھر آیا کہا تو تو میری محسنہ ہے مین
تیرے ہمراہ رہونگا خدمتگزاری کرونگا اس حیلے سے ساتھ ہوا کچھ دور شہر سے نکلی تھی راہ مین دریا ملا
یہ مدت سے نہائی نہ تھی کپڑے بھی کثیف ہوگئے تھے ایک طرف لباس دھوکر نہا رہی تھی ناگہان ایک
سمت سے دو جہاز وہان آئے اہل جہاز نے دیکھا عورت قمر طلعت ہے اُس حرامزادے سے پوچھا یہ کون
ہے اُسنے اپنی لونڈی بتایا مول تول درمیان آیا غرضکہ مبلغ کثیر پر بیچکر کسی بہانے سے جہاز پر چڑھا دیا
روپے لیکر چل نکلا وہ دو سوداگر تھے دونون اسیر مائل ہوئے قصے فساد حائل ہوئے پھر یہ صلاح ٹھہری
کہ بالفعل مال کے جہاز پر یہ رہے جب اسباب بک چکے اُسوقت عورت جسے قبول کرے وہ لے جھگڑا
مٹایا اُسے مال کے جہاز پر بٹھایا ایک روز آندھی چلی طوفان آیا جس جہاز پر سوداگر تھے وہ توڑ ڈوب گیا
مال کا جہاز اور یہ جانباز سلامت رہی چند عرصے مین جہاز اُس شہر مین آیا جہان سے یہ سنگسار ہوکر
نکلی تھی دو کلمے یہ سُنو جس شخص نے اسکو بیچا تھا کسی تقریب سے وہ یہان کے بادشاہ کا بخشی ہوا
اور ویرانی کا غلام بہ مدد ایام پایہ وزارت پا گیا اور مفتی صاحب سفر سے پھر کر مفت جورو کے الم
مین مبتلا تھے جسدن جہاز اس شہر مین پہونچا وہان کے پیغمبر کو حکم الٰہی آیا کہ ہمارا ایک خاص بندہ جہاز
پر آیا ہے یہان کا بادشاہ وزیر بخشی اور قاضی و مفتی کو لیکر اُسکے پاس جائے اور اُس سال مین جو جو گناہ ان
سے عمداً اور سہواً سرزد ہوئے ہون اُسکے روبرو بیان کرین جو وہ خطا معاف کرے تو ہم بھی درگذرین گرنہ بلائے آسمانی
آفت ناگہانی اس زمین پر نازل کرونگا پیغمبر نے بادشاہ سے کہا وہ سب کو ساتھ لیکر جہاز پر آیا عورت

تصویر زن عابدہ کے آنے کی اور بادشاہ مع قاضی و مفتی و بخشی



پردہ چھوڑ کر آ بیٹھی تقریر شروع ہوئی پہلے بادشاہ نے کہا مین سیہ کار از سرتا پا گناہگار معصیت کا پتلا ہون مگر یہ خدشہ تازہ ہوا ہے کہ قاضی کے کہنے سے مفتی کی جورو کو بے تحقیقات جرم سرزنش کا حکم دیا ہے عورت بولی غفر اللہ لک یعنی بخشے خدا تجھے پھر مفتی نے کہا مجھے جورو کی طرف سے گمان بد ہے اُسنے کہا تو ابھی چپ رہ بیٹھ پھر قاضی نے بیان کیا مجھ سے بدولت نفس امارہ یہ حرکت ناکارہ ہوئی کہ بے جرم وخطا ایک بے گناہ کو سنگسار کیا اُس نے کہا اللہ تیری مغفرت کرے بعد اسکے وزیر وہ دیرانی کا غلام آیا ندامت سے سر جھکایا پھر کہا بندہ سے بتحریک شیطان اور جوش شہوت جرم قبیح ہوا کہ آقا کا لڑکا مار کر صاحب عصمت کا قصور ٹھہرایا وہ بولی غفور رحیم تجھ پر رحم کرے جب بخشی آیا وہ بیچنے کا ماجرا زبان پر لایا عورت نے کہا تو محسن کش ہے خدا تجھے نہ بخشے گا الغرض بخشی کی جان بخشی نہوئی پھر وہ پردہ اُٹھا باہر آئی مفتی سے کہا تو نے مجھے پہچانا یہ سب قصہ میری عفت کا فسانہ ہے آجتک خدا کی حفظ وعنایت سے عزت و آبرو بچی اب خلع کی امیدوار ہون یہ مال و متاع تو اپنے صرف مین لا مین تنہا گوشۂ عزلت مین بیٹھکر عبادت کرون اسی شغل مین مرون یہ ماجرا دیکھکر حاضرین صحبت ناظرین جلسہ تھرّائے بادشاہ سلامت منفعل گھر آئے وہ عورت تو حجرہ بنا طاعت یزدان مین مشغول ہوئی دولت کونین حصول ہوئی توتا یہ قصہ تمام کرکے بولا جانعالم جو ثابت قدم ہین اُنکا ہر وقت اللہ یار ہے بحر بے کنار سے اُنکا بیڑا پار ہے فرد

نہ ہر زن زنست و نہ ہر مرد مرد ٭ خدا پنج انگشت یکسان نہ کرد

یہ نقل سُنکر شہزادیکا نشہ ہرن ہوا دونونکی مشقت اور اپنا اُٹھانی خانہ ویرانی بادیہ پیمائی یاد آئی خوف خدا سے مثل بید کانپا ندامت سے عذر کیا کہ حالت نشہ مین جھک مارا قصور ہوا پھر ہنسی خوشی وہان سے کوچ ہوا

یہ خاتمہ داستان ہے اور وطن پہونچنا شہزادہ جانعالم کا زیارت والدین اور نوک جھونک ماہ طلعت کی توتے سے ملکہ اور انجمن آرا کا دل بہلانا پھر وزیرزادے کا قتل سلطنت ترک کرنا فیروز بخت کا

چل اے توسن خامہ منزل رسان ٭ کہ اب گھر پہونچتا ہے یہ کاروان
پھر اگھر کو شہزادہ خوش سیر ٭ جھمکڑے کا عالم بہت کرّ و فر
وہ اس طرح پہونچا وطن کی طرف ٭ بہار آئے جیسے چمن کی طرف

بڑی فکر رہتی تھی ہر صبح و شام	ہوئی فضل حق سے کہانی تمام
وہ بچھڑے تو سب ہو گئے ایک جا	ہوے اپنے مطلوب سے ہم جُدا
رہی شرح جور فلک ناتمام	سرور حزین توسن خامہ تھام

غرضکہ شہزادہ جانعالم منزل بمنزل مسافت طے کر مع الخیر وطن پہونچا دو کوس شہر سے باہر
خیمہ برپا ہوا لشکر ظفر پیکر اترا یہ خبر فسحت آباد مین گھر گھر مشتہر ہوئی کہ کوئی غنیم فوج عظیم لیکر وارد ہوا
شہر کا یہ نقشہ تھا جس روز سے جانعالم مفقود الخبر دربدر ہوا تھا ویران پڑا تھا اور بادشاہ
گریبان چاک سر پر خاک نہ تخت کی خبر نہ سلطنت سے سروکار نہ ملک سے مطلب نہ دربار
سے غرض دیوانہ وار بادل بیقرار محل مین پڑا رہتا تھا اور شہزادے کی مان بھی غمگین
اندوہناک بے چین دن رات غم کی حکایات اندوہ کے بین نصیب کی شکایت لب پر
شور و شین خلش نشتر غم سے کوئی ساعت قرار نہ باقی تھی ہر وقت بلبلاتی تھی یہان تک
دوری دلبند مہجوری فرزند مین دونون روئے تھے کہ آنکھین ان عزیزون کی یوسف گم گشتہ
کے فراق مین دید کے اشتیاق مین بچشم دیدۂ یعقوب علیہ السلام ہوگئی تھین بحکم آیہ وافی
ہدایہ وَابْيَضَّتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيمٌ سچ ہے فراق نور چشم مین نور چشم کب رہتا ہے
رات دن آنکھون مین یکسان ہر وقت سراسیمہ و پریشان گرارکان سلطنت نمکخوار قدیم کوشش عظیم
سے درپردہ ریاست کا کام سنبھالے تھے جب ورود لشکر باین کرّ و فر سنا وزیر اعظم کو جانعالم کے پاس
حال دریافت کرنے کو بھیجا بسکہ شہزادہ با امتیاز کی مفارقت کو زمانہ دراز گذرا تھا سو اسامان
جاہ و حشم لشکر کا چم و خم فوج ہزار در ہزار انبوہ بیشمار خزانہ لاانتہا دیکھکر وزیر گھبرایا اپنے
شہزادے کا وہم و گمان نہ آیا دست بستہ عرض کی قبلۂ عالم گردش طالع و اژدن نیرنگی
گردون سے وارث تخت سلطنت یہان کا دفعۃً گم ہوگیا بادشاہ آسمان جاہ ہمارا مصیبت
کا مارا جگر گوشے کی مفارقت مین دامان صبر گریبان شکیب پارہ پارہ کر نور نظر بھی اُس
اپنے قرۃ العین طاقت بصر کے ہجر مین گریہ کی نذر کر چکا ہے ہنوز اُس عین الکمال کے
قدم کی خاک سرمۂ چشم مشتاقان کحل الجواہر دیدۂ منتظر نہین ہوئی بعد سلام حضور کو یہ پیام دیا ہی
کہ اگر خواہش تخت با تمنائے تاج منظور خاطر ہے بسم اللہ کل نہین آج حاضر ہے مگر

سامان جنگ وجدال گرم بازاری عرصۂ قتال خونریزی بندگان خدا ناحق روا ہے
مجھے تخت سلطنت تختۂ تابوت سے بدتر ہے الا معاملہ قضا و قدر سے مجبور ہر فرد بشر ہے
ہرچند جینے سے سخت جی بیزار ہے لیکن مرنے کا کسے اختیار ہے شعر

مرنے کو مین تو راضی ہون موت کو موت آگئی		زندگی اب گلے پڑی اسکی مین کیا دوا کرون

شرح سخت جانی موجب پریشانی گوش حق نیوش جان کر طول کو مختصر کیا جان عالم یہ سنکر رو دیا
وزیر کو گلے سے لگایا خلعت فاخرہ عنایت کیا پھر کہا افسوس تمنے گود کے پالے عرصۂ قلیل مین
بھلا ڈالے بعد آداب و کورنش عرض کرنا کہ بدولت آلفت پدری و تاثیر دعاے سحری سے
خانہ زاد بامراد زندہ و سالم شرف آستان بوس سے مشرف ہوا اُسوقت وزیر نے پہچانا قدمون
پر گرا پھر سر اُٹھا کر بے اجازت بھاگا اور بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا پکارا مبارک ہو

	اُستاد یوسف سو یوسف سوے کنعان آئی	

اے بادشاہ با اقبال واے صاحب جاہ و جلال بعنایت جامع المتفرقین بہ باعث
برکت دعاے مہاجرین نیرّ اوج بختیاری کوکب درخشندۂ سپہر شہریاری با فوج و
لشکر و مجمع حوران پری پیکر یہان آیا اور اس اُجڑے نگر کو آباد کیا بسایا مشتاقون کا
دل الم رسیدہ شاد کیا شکر صد شکر نالہ شبگیر باتاثیر تھا بادشاہ کو تو مرتبہ یاس حاصل تھا
وزیر سے یہ کلمہ فرمایا میر تقی

وہ اور ہوگی وقت سحر ہو جو مستجاب		شرمندۂ اثر تو ہماری دعا نہین

وزیر نے مکرر عرض کی بسر حضور شب دیجور ہماری ہین قدم سے شمع انجمن افروز
سلطانی کے روشن ہوئی اس گفتگو مین وزیر تھا کہ جان عالم تنہا داخل ہوا محل مین
محشر کا قیام ہوا رونا پیٹنا مچا رنڈیون کا اژدحام ہوا مان باپ نے گلے سے لگایا شہزادہ
بالراس والعین آداب بجا لایا عین عنایت الٰہی دیکھیے اُسی دم دونون کی

جان عالم کی والدین سے ملاقات اور تخت پر بیٹھنا اور بعیش و عشرت بسر کرنا



آنکھون مین بینائی جسم مین تاب و توانائی آئی بادشاہ جلد سوار ہوا ہوون سے لشکر مین
جا کر دوچار ہوا شہر والون نے سنا صغیر و کبیر برنا و پیر دوڑے دونون لشکر جلو مین ہمراہ آگے
آگے جہان پناہ روپیہ اشرفی دورویہ تصدق ہوتا محلسرا مین لا کر اُتارا جانعالم کی مان نے
انجمن آرا اور ملکہ مہر نگار کو دیکھا جان و دل دونون پر نثار کیا بہت سا پیار کیا مبارک
سلامت کی صدا در و دیوار سے پیدا ہوئی جس نے دیکھا وہ شیدا ہوئی دوسرے دن ملکہ اور
انجمن آرا نے شاہ فیروز بخت سے عرض کی کہ اگر حضور کی اجازت ہو تو شہزادے کے
محلسرائے قدیم مین ہم جائین ماہ طلعت سے ملاقات کرآئین بادشاہ نے فرمایا وہ عورت بدبخت
سخت مُنھ پھٹ بڑھبولی فضول ہے اُسے شرمندہ کرنیسے کیا حصول ہے میان مٹھو بھی حاضر تھے
بول اُٹھے قبلۂ عالم یگانگت مقتضائے ملاقات ہے خفت و ذلت کی کیا بات ہے بادشاہ چپ ہو رہا
شہزادیون نے سواری طلب کی طائر پران نے پیشقدمی کر ماہ طلعت کو سلام کیا اُسنے سر جھکا لیا
یکایک سواریان آپہونچین اُسوقت وہ بیچاری خفت کی ماری اُٹھی استقبال کیا دونون نے گلے سے
لگایا مسند پر جا بیٹھین ملکہ بڑی مقرر خوش بیان تھی انجمن آرا اتنی طرار کہان تھی سلسلہ کلام بدلداری تمام
کھولا کہ ہماری جانب اور گمان نہ لانا ہم بہرحال شریک بشاشت رفیق ملال ہین توتا انجمن آرا کے سامنے
آیا ماہ طلعت سے کہا حضرت سلامت اتنا زبان مبارک سے فرماؤ کہ آج سچا کون ہے جھوٹے کے مُنھ مین کیا ہے
اور تو کیا کہون آپ کی کج بحثی سے جانعالم کے ہاتھ سے لوگ مہرجبین ماہ سیما آئے گو اتنا جھگڑا ہوا

میرے سبب سے آپ کو ندامت ہوئی چھوٹے کے مُنھ مین گھی شکر ہوا انجمن آرا تو سیدھی بھولی بھی تو تے سے بدمزہ ہوئی فرمایا دیوانے کیا بیہودہ بکتا ہے پھر ماہ طلعت سے کہا سنو میری جان یہ جانور بے شعور عقل سے دور حیوانیت سے مجبور ہے دنیا کا کارخانہ فسانہ ہے رہا یہ حسن و خوبی عارض عارضی ہے اسپر کیا اترانا ہے یہ کیفیت یہ جوبن یہ سن چار دن کا ہے ناپائدار اسکا کیا اعتبار رنگ چمن دنیا جاودان نہین کونسی بہار ہے جسے خزان نہین حسن پہ غرور بیجا ہے سرو رہ یہ کہتا ہی شعر

بہتا دریا ہے یہ حسن اسمین اُسے دھولے ہاتھ	بیخبر اتنا ہے کیون بر سرِ ساحل بیٹھا

کل من علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذو الجلال و الاکرام نظم

نظر پڑا چمن دہر مین جو ہمکو مکان	ہزار خار ہوے دیکھی بُلبُل نالان
ہمارے زعم مین اُس سا نہین کوئی نادان	جو اپنے حُسن دو روزہ پہ کچھ ہوا نازان
شکستہ رنگی گل شاہد چمن ہے یہان	کہ اس بہار کا انجام آخرش ہے خزان
گھمنڈ اسپہ حماقت کی بس نشانی ہے	مقام عبرت و حیرت سراے فانی ہے

آخر کار ماہ طلعت کو شیرین زبانی اور اپنی خوش بیانی سے شگفتہ خاطر کیا دو چار گھڑی ہنسی خوشی اختلاط رہا مگر توتا نوک جھوک چھیڑ چھاڑ کیے گیا پھر رخصت ہوئین اُسنے حاضر ہونے کا وعدہ کیا واقعی جنھین اللہ حُسن بیمثال مرتبہ جاہ و جلال دیتا ہے ان لوگون کا دل صفا منزل غبار کلفت اور عجب و نخوت سے صاف اور مرآت سینہ زنگ حسد و کینہ سے شفاف ہوتا ہے القصہ باہم بے رنج و الم رہنے لگے سب شاد ہر روز خندان و خرم و فرحان بسر کرنے لگے نئے سر سے وہ اُجڑا شہر بسا بناے ظلم و ستم منہدم ہوئی مروج عدل و داد ہوا دونا سابق سے حال مین آباد ہوا خزان چمن سے دور ہوئی بلبل نالان مسرور ہوئی ایک روز جانعالم نے تمام خلقت کو در شہرپناہ پر طلب کرکے وہ بکری کا بچہ دکھا کہ امیان اُسکی سُنا جلاد سے حکم کیا اسکے اعضا اعضا سے جدا بیدست و پا کر زاغ و زغن کو گوشت کی بوٹیان اڑا کر کھلا دو شکاری کتون کو لہو بہا کر چٹا دو بمجرد ارشاد سر اُس بدنہاد کا تیغ جلاد سے جدا ہو گیا خلق خدا یہ حال دیکھ ماجرا سُن کے تھرا گئی سب نے اُس بیدین پر لعنت اور نفرین کی جانعالم نے دولتسرا کی راہ لی اُسی روز فیروز شاہ نے تاج و تخت بیٹے کو حوالہ کیا خود گوشۂ تنہائی لیا بادشاہ شب اپنی عبادت اور بیداری مین سحر کرتا تھا

وہ تو صائم النہار قائم اللیل مشہور ہوا جانعالم ہر روز تخت پر جلوہ افروز ہوا عدل کی داد دیکے
شب کو پری پیکرون مین بسر کرتا تھا یہ عادل و سخی و رحیم و شجاع یکتاے روزگار مشہور ہوا ذکر
دونون کا تا قیام قیامت صفحۂ روزگار و ورق لیل و نہار پر اور ریز زبان یگانہ و بیگانہ رہا بات
باقی رہگئی نہین تو دور دوران مین کسکا دور رہا کسکا زمانہ رہا جسطرح جانعالم کے مطلب ملے
اسی طرح کل عالم کی مراد اور تمناے دلی اللہ دے علی الخصوص سامعین ناظرین راقم و
مؤلف کی خواہش و آرزو بتصدق رسول عربی بر آئے بحرمتہ النبی و آلہ الامجاد بالنون و الصاد
باسباب ظاہر یہ فسانہ نادر زمانہ مضمون چکیدۂ دل و تحریر خامہ ہے اگر دیدۂ غور و نظر تامل سے
ملاحظہ کرو تو حقیقت مین کارنامہ ہے فقط جبدم نظر فیض اثر سے جناب کعبہ و قبلہ مخدوم و مکرم آغا صاحب
قبلہ آغا نوازش حسین خان صاحب عرف مرزا خانی صاحب کے یہ گذرا بعد اصلاح
شاگرد نوازی فرما قطعۂ تاریخ سے زینت بخشی قطعہ استاد

براے خاطر یاران و احباب	سرور این قصہ را چون کرد ایجاد
بجستم سال تاریخش نوازش	فلک این گلستان بخزان داد

ایک دوست بندے کے زمانہ کے تعلق سے مثل سرو آزاد لالہ درگا پرشاد بیٹھے ہنر مین عیب پوش
تخلص مدہوش خم محبت سے مے الفت جوش مین آئی تاریخ مستانہ زیب فسانہ فرمائی

مدہوش

کہا فسانہ جو یہ عجائب سرور دلخستہ و حزین نے	کہ جسکی تاثیر سے بیان کے ہر ایک دل بیقرار دیکھا
جہان پہ کچھ گل کی گفتگو ہے وہان پہ کچھ اور رنگ و بو ہے	جہان خزان کی خلش ہے اسمین وہان پہ کیا کیا نہ خار دیکھا
جہان کیا غم نے ہے جگر خون نظر پڑا وان شفق کا عالم	کہین جو ہے داغ دل کا پھولا تو اسجگہ لالہ زار دیکھا
کہین جو چشمے کا ماجرا ہے دکھائی وہ آب و تاب اسنے	کہ چشمہ چشم سے ہر اک کے روان ہوا چشمہ سار دیکھا
کہین جو دریا کا ذکر آیا تو کشتی دل ہے ندر طوفان	جو کوہ نے سر کہین اٹھایا تو جان کو سنگسار دیکھا
ہوا ہے جس جس جگہ پہ اسمین بیان سحر و طلسم جادو	تو قدرت حق سے اس مکان پر نئی طرح کا حصار دیکھا
جو قید مین دیو کی پھنسا ہے کسی جگہ پر کوئی پریرو	تو کیا نہ سامان چھوٹنے کا وہان پہ بر پڑے کار دیکھا
کسی جگہ پر جو جوگ آسن کا جوگیونکے بیان ہے اسمین	تو خوب چھانا پر اس جگہ کچھ نہ غیر مشت غبار دیکھا

کہین جو آمد کی یار کے کچھ خبر کا چرچا کیا ہے اسنے — تو دیدہ ہر اہل دید کا وا بنیہ وقف صد انتظار دیکھا
جو وصل کی شب کا کچھ بیان ہی تو جمع ہی خاطر پریشان — جو روز ہجران کا غم لکھا ہو تو دل کو کیا انتشار دیکھا
جو بزم کا کچھ بیان کیا ہی تو کوئی محفل نہ دیکھی ایسی — جہان یہ کچھ رزم کا بیان ہی ہر اک کو اسفندیار دیکھا
کہین کھنچی ہی جو تیغ ابرو تو ہو گئے دل کے ٹکڑے ٹکڑے — کہین جو تیر نگاہ چھوٹا تو صاف سینہ کے پار دیکھا
خرابی حال عاشق ایسی کہ جسپہ رونا فلک کو آئے — کہین یہ معشوق کی ہی خوبی کہ ملک تا نہ زنگار دیکھا
نہ پوچھو حال اس فسانے کا تم کہ ڈھنگ کیا کیا بھرے ہین اس مین — جو حسن دیکھا تو زور دیکھا جو عشق دیکھا تو زار دیکھا

ہوئی جو مد ہوش کو یہ خواہش کہ سال تاریخ اسکا لکھیے
تو کھینچکر آہ دل سے نکلا خزان سے رنگ بہار دیکھا
۱۲۴۴ھ

تاریخ از مصنف

جس نے کہ سنا اس کو جی مین یہ لگا کہنے — یا رب یہ فسانہ ہے یا سحر ہے بابل کا
تاریخ سرور اسکی منظور ہوئی جس دم — بے ساختہ جی بولا۔ نشتر ہے رگ دل کا
۱۲۴۴ھ

تقریظ

کسب کمال کن کہ عزیز جہان شوی — کس بیکمال ہیچ نیرزد عزیز من

دنیا مین کمال ایک ایسا جوہر نفیس ہے کہ جسکے سبب سے انسان ہر دلعزیز ہوتا ہی اپنا بیگانہ مزرعہ دل مین اسکا تخم محبت بوتا ہی۔ حاضر و غائب لوگ اسکے ثناخوان رہتے ہین دور دور اسکے کمال کے بیان رہتے ہین آدمیت عقل و فہم و ادراک سے عبارت ہی اسپر اگر کسی طرح کا کمال بھی حاصل ہی تو یہ جوہر تیغ شرافت ہی بیکمال کی نفس الامر مین کچھ حقیقت نہین گو صاحب دولت ہو مگر عزت نہین کامل کے خواہشمند ہزار ہین یہی لوگ دنیائے ناپائدار مین یادگار ہین فی زماننا ذی کمالون مین بلبل خوش الحان حدیقۂ معانی طوطی شکرین مقال بوستان سخندانی مہر سپہر سخنوری گوہر بحر معنی گستری مضمون آفرین بیعدیل شاعر نامی و جلیل و بیر سحر تحریر منشی عطارد نظیر انشا پردازی مین معروف نزدیک و دور یادگار مرزا رجب علی بیگ تخلص سرور مرحوم و مغفور جنکے اشعار خوب نثر مرغوب اطراف جہان و اکناف عالم مین مسلم ہین

فلک تفرقہ انداز کی کج بازی سے — وہ جدا ہو گئے فرقت کا نہ تھا جنکی گمان

المختصر فسانۂ عجائب جو تحریر فرمایا ہے زور طبیعت دکھایا ہی فی الحقیقت یہ فسانہ یادگار ہے شاہد بیمثالی مرزا صاحب ذی وقار ہی جب پڑھیے وہی لطف قبول خاطر پیدا ہو سبحان اللہ کیا کہنا عہد شباب کا لکھا ہی ہر چند اور لوگون نے تتبع کیا قدم بہ قدم چلے مگر تو بہ سمجھئے کیا ہوتا ہے نہ بھولے نہ پھلے ؎

این سعادت بزور بازو نیست — تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

الحق فسانۂ عجائب عجیب رنگین و دلفریب قصہ ہے۔ مرزا صاحب ممدوح کا حصہ ہے زبان کوثر کی دھوئی شستہ و رفتہ سب کو مرغوب روزمرہ محاورے بہت اچھے نہایت خوب اردوئے معلی سراسر تجلی فقرے چست لفظین درست عبارت سلیس فصاحت آمیز معانی لطیف بلاغت انگیز سرور افزاے دل انجمن آرائے جہان جا نعالم ہے جتنی کہانی لاثانی دل لگی کی کشائی کی تعریف لکھیے کم ہے جہان وصل کا بیان ہے عجیب لطف نہایت مزے کی داستان ہے جہان ہجر کا ذکر ہے وہان مرجانیکی فکر ہی جہان معرکہ نبرد ہے وہان شاہنامہ فردوسی طوسی گرد ہے جہان سحر کا بیان طلسم کی تقریر ہے وہان اور بھی نیرنگی تحریر ہے جہان جس چیز کا بیان ہے وہان ویسا ہی سامان ہے جہان لکھنؤ کا حال لکھا ہی وہان اس شعر کا مصداق پیدا ہے ؎

اگر فردوس بر روے زمین است — ہمین ست و ہمین ست و ہمین ست

مرزا صاحب موصوف کے اوصاف جمیلہ محامد جلیلہ کالشمس فی نصف النہار ہین کمالات صوری و معنوی ہین یادگار دیار و امصار ہین خداوند عالم انکی مغفرت فرمائے اور اس فسانہ کی یوماً فیوماً زیادہ تر شہرت فرمائے۔ این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد

فدا علی عیش

تاریخ طبع سابق از افضل الاماثل والاقران مولینا محمد حامد علیخان مدہ جلشا آبادی محافظ عملہ تصحیح

سرو زنکتہ دان مرحوم و مغفور
مقر ہر ذی سخن اس بات کا ہی
کچھ ایسا اُسنے لکھا ہی فسانہ
نہ ایسا گوش سامع نے سُنا ہی
فسانے سب ہین اسکے سامنے ہیچ
سراپا خوبیون سے یہ بھرا ہے
زبان کی کیفیت اسمین الگ ہے
مقلد وہ اسی مرحوم کا ہے
جناب حضرت آغا نوازش
یہ بلبل بھی اُسی گلزار کا ہے
یہ مطبع بھی اسی مطبع کی ہی شاخ
کہ جسپر بخششون کا خاتما ہے
ہمکو ازرون ہین اُسکے جو ہوا وہ
کہ خاصیت مین مثل کیمیا ہے
جہان مین کون ایسا ہے کہ اُسکا
شجاعت مین وہ رستم سے سوا ہے
مگر ایجنٹ مطبع بھی ہے وہ شخص
بڑا لائق بڑا ذی مرتبا ہے
کہون جو کچھ مین اُن دونو نکو حق ہی
مری یہ آخری اب التجا ہے

عجب ذی مرتبہ شاعر ہوا ہے
وہ اس فن مین ہوا نقاش اول
کہ جسکو دیکھئے اسپر فدا ہے
فسانہ اسطرح یہ اُسنے لکھا
کوئی قصہ نہین اس لطف کا ہی
یہ افسانہ ہوا مشہور عالم
عبارت کا مزہ اسمین جُدا ہے
ہی اس اُستاد نامی کا جو اُستاد
غزل خوانی مین جو یکتا ہوا ہے
اودھ اخبار مطبع ہی جو نامی
یہان بھی بارہا چھاپا گیا ہی
پر اگلے ول مین ناراض ہوا آخر
امیرانہ بسر فرما رہا ہے
مطابع اسنے وہ جاری کیے ہین
دل و جان سے نہین ملا حت سرا ہے
بہر صورت وہ ہی ممدوح کونین
نہین مانند اُسکے دوسرا ہے
ذہانت قابلیت مین ہی یکتا
لکھون جو کچھ انکے مین وہ بجا ہی
غرض تاریخ کی مجھکو ہوئی فکر

کلام اُسکا ہے مقبول خلائق
اُسی سے اسکی گویا ابتدا ہے
نہ ایسا چشم بینا نے ہے دیکھا
کوئی لکھے جواب مقدور کیا ہے
ہے خوبی دیکھنے پر اسکے موقوف
اس افسانے کی شہرت جابجا ہے
لکھا بعد اسکے جسنے جو فسانہ
اُسے بھی ایک عالم جانتا ہے
غزل گوئی مین بھی وہ فرد گذرا
اُسی مین بارہا یہ چھپ چکا ہے
مگر مطبع کا مالک بھی ہی وہ شخص
کہ یہ نام مبارک کا پتا ہے
در دولت پہ اُسکے کیون نہو فیض
کہ جسنے دین و دنیا کا بھلا ہے
سخاوت مین ہی حاتم سے زیادہ
خدا نے نام نیک اسکو دیا ہے
دبال آخر مین اول مین ہی جھگڑا
یہ منشی جی کو قسمت سے ملا ہی
رہین یہ سب کے سب دل شاد و خرم
کہا ہاتف نے کیون تو سوچتا ہے

اگر تاریخ کی ہر فکر حامد
لکھا یہ اچھی داستان فرحت فزا ہے
۱۳۲۶ ھ

تاریخات طبع سابق از عدیم المثال مورخ کامل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل بیکنٹھ باشی

چو شد مطبوع این نادر فسانہ
پے تاریخ ہجری گفت عاقل

ز تصنیف سرور خوش بیانی
سرور آیین چہ دربر ابستانی ۱۲۶۲

ایضاً

طبع شد این فسانۂ نادر
گفت تاریخ ہجریش عاقل

بخدا ہست خوشنما قصہ
فرحت انگیز و دلکشا قصہ ۱۲۶۲ھ

ولہٗ

یہ وہ قصہ ہے جانفزا بخدا
سال ہجری میں تو بھی اے عاقل

جس سے دل کو سرور وافر ہے
لکھ یہ زیبا سرور خاطر ہے ۱۲۶۲ھ

خاتمۃ الطبع

تم الحمد و المنہ کہ قصہ نادر و غرائب اسم بامسمیٰ فسانۂ عجائب معروف و مشہور نزدیک و دور من تصنیف لطیف ماہر نکات سخنوری واقف رموز شاعری فخر الشعرا مرزا رجب علی بیگ سرور مرحوم و مغفور تلمیذ ارشد کلیم سخندانی موجد شعر خوانی آغا نوازش علیخان معروف بہ مرزا خانی بہ مطبع نامی گرامی منشی نولکشور واقع شہر لکھنؤ حسب الحکم آقائے نامدار عالیجناب ذوی المجد و المحاسن جناب منشی بشن نرائن صاحب مالک مطبع ہذا باہتمام سیٹھ شکیسری داس سپرنٹنڈنٹ بماہ مئی ۱۹۲۸ء بہزار حسن و خوبی حلیہ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہوا

اعلان

حق تصنیف اس فسانہ عجائب کا مصنف نے بحیات خود بذریعہ تحریر مطبع منشی نولکشور کو ہبہ کیا اور بموجب دفعہ ۱۸ - ایکٹ ۲۵ سنہ ۱۸۶۷ء حق تصنیف پر رجسٹری ہوئی

الف لیلہ بطرز ناول دو جلد

نتیجۂ قلم ظرافت پنڈت رتن ناتھ سرشار مرحوم

الف لیلہ کی دلچسپی دلکشی سے زمانہ واقف ہے۔ اور سب جانتے ہین کہ مشرقی افسانون اور ایشیائی قصّون مین کوئی کتاب اس کتاب سے بہتر نہین لکھی گئی۔ اس کا ایک ایک قصہ گزشتہ ایشیائی معاشرت کا مصفےٰ اور مجلّےٰ آئینہ ہے۔ زمانہ ہارون الرشید کے وہ وہ حیرت افزا قصّے اِس مین درج ہین کہ دیکھ کر آدمی نقش حیرت ہوجاتا ہے۔ مگر ضرورت تھی کہ اُن قصّون کو بہترین اسلوب بیان اور اعلےٰ عبارت مین مکالمہ اور ناول کے طرز مین لکھکر رنگین سے رنگین بنایا جائے۔ اِسی کمی پر نظر ڈالتے ہوئے سرشار نے اِسکو اپنے دلکش طرز تحریر مین تحریر کیا۔ جہان شوخی کی ضرورت تھی شوخی۔ اور جہان متانت کی احتیاج تھی متانت کو اضافہ کیا۔ اور کتاب کو بالکل نئی اور اُریجنل بنا کر ملک کے سامنے پیش کر دیا۔ فقرہ فقرہ پر بیساختہ داد دینا پڑتی ہے۔ اور جملہ جملہ پر پڑھنے والا توصیف و تعریف مین رطب اللسان ہوجاتا ہے قیمت کامل دو جلد للعہ

خدائی فوجدار

انگریزی کی کتاب وائن کوئکساٹ دی لامان کا ترجمہ ہے۔ مگر کم ہونگے وہ لوگ جو اصل کو دیکھین اور اُسکے ترجمہ سے قطع نظر کرین۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ اُسمین پنڈت رتن ناتھ کی طرز تحریر اور جادو نگاری نے سونے پر سہاگے کا کام کیا ہے۔ اور اسمین وہ رنگ پیدا کر دیا ہے جو اصل مین بھی نہ تھا جناب خدائی فوجدار جو اس قصہ کے ہیرو ہین حماقت کے مجسمہ بلکہ بیوقوفی کی زندہ تصویر ہین۔ اوّل تو انکی حرکتین خود ہی اتنی عجیب و غریب ہین کہ انکو زندہ پانے کی حالت مین ضرور کسی عجائب خانہ مین بھیجنا چاہیے اسپر سرشار کی جادو نگاری نے نمک مرچ لگا کر اور بھی چٹ پٹا بنا دیا ہے۔ اگر ہزار ناولون کے مقابلہ پر بہنا اسکو رکھا جائے تو بھی شاید اسی کا رنگ غالب رہیگا قیمت ۶ / ۲ مشتہر منیجر نولکشور پریس صیغہ بکڈپو لکھنو